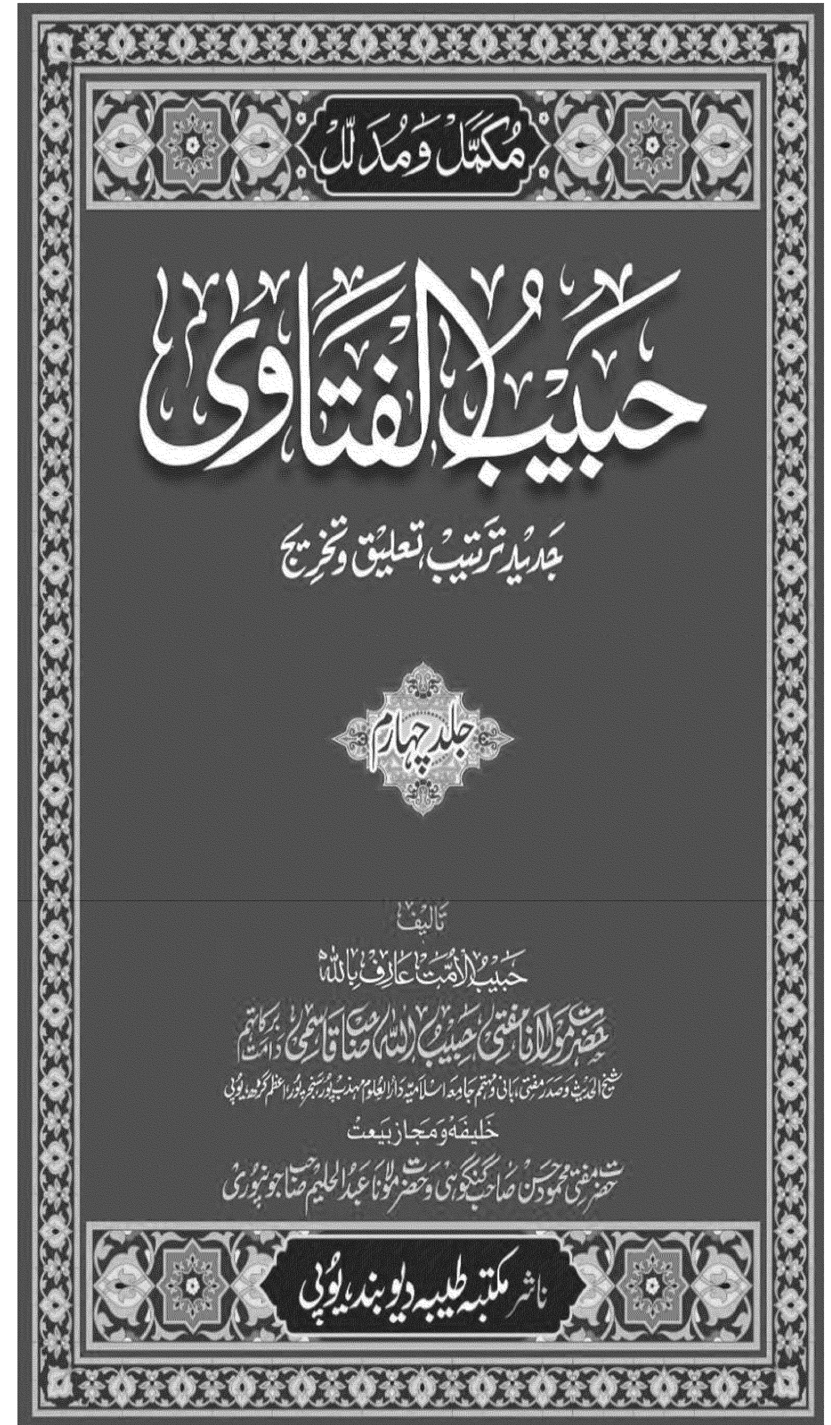


تفصیلات

نام کتاب	:	مکمل ومدلل حبیب الفتاویٰ (جلد چہارم)
نام مصنف	:	حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم
باہتمام	:	محمد طیب قاسمی مظفرنگری
کمپوزنگ	:	سیّد عبد العلیم۔ 7017984091-6396271354
سن اشاعت	:	ستمبر 2020
ناشر	:	مکتبہ طیبہ دیوبند۔ 9412558230

ملنے کے پتے

مکتبہ طیبہ دیوبند یوپی ۲۴۷۵۵۴
موبائل 9412558230

نیر بکڈپو دیوبند یوپی ۲۴۷۵۵۴
موبائل 9897352213

whatsapp: 9897352213

Mob: 9557571573

عرض ناشر

دیوبند جو علوم وفنون کا مرکز ہے یہاں کتب خانے ہمیشہ سے دینی کتابوں کی اشاعت میں پیش پیش رہے ہیں۔

انہیں کتب خانوں میں ایک **کتب خانہ مکتبہ طیبہ** بھی ہے جس نے آغاز سے نہایت اہم موضوعات تفسیر، حدیث فقہ وفتاویٰ پر منتخب کتابیں شائع کرنے کی تاریخ رقم کی ہے۔

مکتبہ طیبہ آج یہ اطلاع دیتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کر رہا ہے حبیب الفتاویٰ مکمل مدلل جدید ترتیب تعلیق تخریج کے ساتھ شائع کرنے جارہا ہے۔ یہ **مجموعہ فتاویٰ** اس شخصیت کے قلم سے ہے جو نہ صرف دار العلوم دیوبند کے فارغ، بلکہ حضرت مفتی اعظم مولانا محمود حسن گنگوہی صاحب کے خصوصی شاگرد ہیں بلکہ آپ کے معتمد خاص اور مجاز ہیں۔

ہمیں یقین ہے کہ فقہ وفتاویٰ کی دنیا میں، اس مجموعہ فتاویٰ سے ایک گرانقدر اضافہ ہوگا۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ جب اس نے اس کی اشاعت کی توفیق دی ہے تو اسے زیادہ سے زیادہ قبولیت سے نوازے، آمین۔

محمد طیب قاسمی مظفر نگری

21/ اگست 2020

مکتبہ طیبہ دیوبند یوپی
9412558230

2



JAMIA ISLAMIA DARUL ULOOM MUHAZZABPUR, P.O. SANJARPUR
DISTT. AZAMGARH Pin: 223227 (U.P.) INDIA
Mob: 0091 9450546400 Email: muftihabibullahqasmi@yahoo.com

محترم المقام مولانا محمد طیب صاحب قاسمی زید مجدہم!
مالک مکتبہ طیبہ دیوبند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج گرامی بخیر وعافیت ہوگا۔

مختلف زمانوں اور اوقات میں دین وشریعت کے مسائل ایک عرصہ سے مجھ سے معلوم کیے جاتے رہے اور ان کے جوابات بھی قرآن وحدیث اور بزرگ فقہاء کرام کی تحقیقات کی روشنی میں دئے جاتے رہے۔

میرے ایک دوست نے انھیں مرتب کیا اور پھر یہ فتاوے "حبیب الفتاویٰ" کے عنوان سے شائع بھی ہوئے اور بحمد اللہ مقبول بھی ہوئے۔

یہ معلوم کرکے بے حد مسرت ہوئی کہ آپ اپنے کتب خانہ "مکتبہ طیبہ دیوبند" سے اس کو شائع کرنا چاہتے ہیں، میں آپ کا شکر گزار ہوں اور بصد خوشی آپ کو اس کی طباعت واشاعت اور اس کے مالکانہ حقوق کی اجازت دیتا ہوں بلکہ اس کی اشاعت کی مقبولیت اور محبوبیت کے لئے دعا گو بھی ہوں۔

والسلام

[signature]

اربکم محرم الحرام ۱۴۴۲ھ

[stamp]

من كبار فضلاء دار العلوم ديوبند الهند، شيخ الحديث و صدر مفتي المؤسس ورئيس الجامعة الاسلامية مهذب فور اعظم جراه اتر ابراديش الهند، ورئيس دار الافتا والقضاء والبحوث الاسلاميه، و صاحب الفتاوىٰ المسمى "بحبيب الفتاوىٰ" والمقالات العلميه والفقهيه والتصانيف المتداوله، وعضو المجمع الفقه الاسلامي الهند، وصاحب الدعوة والارشاد المجاز من كبار مشائخ الهنديه

اجمالی فهرست

✪✪✪

فہرست مضامین

باب الحضانۃ

دو تین سال کے بچوں کی پرورش کا حقدار کون ہے؟

سوال (۵۹۷): زید نے اپنی بیوی کو طلاق دیا اور اس کے تین بچے ہیں پہلے بچے کی عمر ۳ سال اور دوسرے کی ۲ سال اور تیسرے کی ایک سال ہے اب صورت مذکورہ میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ بچے زید کو ملیں گے یا اس کی مطلقہ بیوی کو؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

بچوں کی پرورش کا حق ماں کو ہے ''الأم احق بحضانة ولدها قبل الفرقة وبعدها'' (ملتقی الابحر: ۱/ ۴۸۰) (۱) لڑکا ماں کے پاس مفتی بہ قول کے مطابق سات سال رہے گا ''والخصاف ای قدر مدة استغنائه بسبع سنين وعليه الفتوى كما في اكثر الكتب اعتبار اللغالب'' (مجمع الانہر: ۱/ ۴۸۲) (۲) اور لڑکی ماں کے پاس مفتی بہ قول کے مطابق نو سال تک رہے گی ''وعند محمد حتى تشتهي وبه يفتى لفساد الزمان، واختلف في حد الشهوة فقدره ابو الليث تسع سنين وعليه الفتوى كما في التبيين'' (مجمع (۳) مع ملتقی: ۱/ ۴۸۲، وہذا فی سکب الانہر: ۱/ ۴۸۲) (۴)

اس کے بعد لڑکا اور لڑکی دونوں والد کے حوالے کر دیئے جائیں گے مذکورہ بالا مدت کے بعد والد بچوں کا مستحق ہے (ای القاضی) ای الاب لانه اذا استغنى يحتاج الى التاديب والتخلق بآداب الرجال واخلاقهم، والاب اقدر على ذلك وبعد اسطر واذا استغنى الولد عند واحدة منهن فالاولى اقربهم تعصيبا فالاب ثم الجد الاقرب فالاقرب۔ (مجمع (۵) الانہر: ۱/ ۴۸۲ وہکذا

فی سکب الانہر: ۱/ ۴۸۲) (۶)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) ملتقى الأبحر ص:۹۸ ج:۱۔ مؤسسة الرسالة۔

(الفتاوىٰ الهندية ص:۴۱ ج:۱۔ الباب السادس عشر في الحضانة۔ رشيدية)۔

(الفقه الاسلامى وأدلته ص:۲۹۸ ج:۱۰۔ المبحث الثانى ترتيب درجات الحواض أو مستحقى الحضانة۔ دار الفكر المعاصر)۔

(۲) مجمع الأنهر ص:۶۹ ج:۲۔ فقيه الأمت۔

(۳) ملتقى الأبحر ص:۹۹ ج:۱۔ مؤسسة الرسالة۔

(۴) سكب الأنهر مع الجمع ص:۶۹ ج:۲۔ فقيه الامت۔

(۵) مجمع الأنهر ص:۶۹ ج:۲۔ فقيه لامت۔

(۶) سكب الأنهر مع المجمع ص:۶۹ ج:۲۔ فقيه الأمت۔

ماں اگر فاسقہ ہو تو اس کو حق حضانت حاصل ہے یا نہیں؟

سوال (۵۹۸): میں نے دس سال پہلے مسماۃ فرخندہ نوید سے شادی کی، شادی کے بعد ہی مجھے اندازہ لگا کہ میری بیوی کے اخلاق ٹھیک نہیں ہیں اور بدچلن ہے میں نے اس سلسلے میں بعض باتیں معلوم کیں تو اس نے اس کا اعتراف کیا اور آئندہ اپنی حرکت سے باز رہنے کا وعدہ کیا مگر اس کے باوجود اپنی روش بدلنے سے باز نہ آئی اور میں والدہ صاحبہ کے ایماء واصرار پر اس کے ساتھ نباہ کرتا رہا، یہاں تک کہ چار سال قبل اسکے بطن سے ایک لڑکا بھی تولد ہوا، طبی معائنہ سے معلوم ہوا کہ لڑکا میرا ہی ہے بہرکیف میں اس بچے کی وجہ سے برداشت کرتا رہا مگر وہ اپنے فحش کاموں سے باز نہ آئی بالآخر اس نے میرے چھوٹے بھائی

سے غلط تعلقات پیدا کر لئے اور پھر اس نے مجھ سے خلع کا مطالبہ کرنا شروع کر دیا اب چونکہ اسکے حالات ٹھیک نہیں ہیں اور ساتھ ہی اس کی ماں اس کی بعض بہنوں کے اخلاق بھی ٹھیک نہیں ہیں، تو ایسی حالت میں اگر میں طلاق دیتا ہوں (یا خلع) تو پھر میرے چار سالہ بچے کا کیا ہوگا؟ میں کسی حالت میں اس بچہ کو اس کی ماں یا نانی کے پاس چھوڑنا نہیں چاہتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ میرا بچہ مجھے مل جائے تاکہ میں اس کی اچھی طرح اور اسلامی تربیت کرسکوں امید ہے کہ ان حالات کے پیش نظر مجھے کوئی ایسا حل بتلائیں گے جس سے مجھے بچہ مل جائے اور میری پریشانی دور ہو جائے اور اللہ کے یہاں ماجور ہوں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورت مسئولہ میں اگرچہ بعض حضرات فقہاء نے ماں کو حق حضانت سے محروم کرنے کی بات لکھی ہے ”ولا للفاسقة كما فى الفتح وغيره لكن فى البحر وينبغى ان يراد بالفسق هنا الزنا لاشتغال الأم عن الولد بالخروج من المنزل لا مطلقة“ (مجمع الانہر: ۱/ ۴۸۰) (۱)

لیکن صاحب قنیہ نے ماں کو مطلقاً حضانت کا حق دیا ہے۔ ”وفى القنة اللاماحق وان كانت سئية السيرة معزوفةً بالفجور مالم تقبل ذالك“۔ (الدر المنتقی و مجمع النہر: ۱/ ۴۸) (۲)

لہٰذا اگر ماں حق حضانت کا مطالبہ کرے تو اس کا مطالبہ بجا ہوگا اور اس حق کے تحت لڑکا مفتی بہ قول کے مطابق اس کے پاس سات سال تک رہ سکتا ہے اور اگر کسی طرح وہ اپنا حق ساقط کر دے تو اس کو یہ اختیار ہے ”والحضانة بسبع سنين وعليه الفتوى كما فى اكثر الكتب اعتبارا للغالب“ (مجمع الانہر: ۱/ ۴۸۲) (۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) مجمع الأنہر ص: ۱۶۶/ ج: ۲۔ باب الحضانة فقیہ الامت۔

الأم أحق بحضانة الولد بعد الفرقة لطلاق أو وفاة بالإجماع لعفود شفقتها إلا أن تكون فرعتدة أو فاجرةً فجوراً يضيع الولد به كزنا وغناءٍ وسرقةٍ ونياحةٍ أو غير مأمونةٍ بأن تخرج كل وقتٍ وتتون الولد ضائعاً۔

(الفقه الإسلامي وأدلته ص: ۲۹۸، ج: ۱۰۔ المبحث الشافي ترتيب درجات الحواض۔ أو مسخفي الحضانة دار الفكر المعاصر)۔

ہکذا فی: الفتاویٰ الہندیة ص: ۵۴۱ ج: ۱، الباب السادس عشر فی الحضانة رشیدیة)۔

(۲) الدر المنتقی والجمع الأنہر ص: ۱۶۶ ج: ۲۔ فقیه الامت۔

(۳) مجمع الأنہر ص: ۱۶۹ ج: ۲۔ فقیه الامت۔

دودھ بخشنا شرعاً بے اصل ہے

سوال (۵۹۹): لوگوں کے اندر یہ بات عام ہے کہ بال بچوں کو چاہئے کہ والدہ سے قبل موت دودھ معاف کرائے یہ بات شریعت کے اندر ہے یا خارج ہے اس کا جواب دیکر مشکور ہوں۔

رات کو جھاڑو دینا درست ہے یا نہیں؟

ذاکرہ نکہت بنت مفتی حبیب اللہ صاحب

الجواب: حامدًا ومصليًا

دودھ بخشنا شرعاً بے اصل ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲/ ۴۰۸) (۱)

بعض لوگ رات کو جھاڑو دینے کو برا سمجھتے ہیں اس کی بھی کچھ اصل نہیں ہے۔ (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی ۴/ ۶/ ۱۴۱۲ھ

التعلیق والتخریج

(۱) فتاویٰ محمودیة ص:۱۹۱ ج:۳۔ شیخ الاسلام۔

(۲) عن أبي هريرة رضى الله عنه قال؛ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاعدو ولا طيرة ولا هامة ولا صفر وفرّ من المجذوم كما تفر من الأسد. (مشكاة المصابيح ص:۳۹۱ ج:۲۔ باب الفال والطيرة من كتاب الطلب مكتبة ملت)۔

طلاق کے بعد پیدا ہونے والے بچہ کا حکم

سوال (۶۰۰): حمل، طلاق کے بعد کا ہے اور طلاق کے بعد کئی اولاد پیدا ہوئی اب احقر کو یہ معلوم کرنا ہے کہ ان کی اولاد کی جو نسل چلے گی وہ حرامی نسل ہوگی یا غیر حرامی؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

طلاق کے بعد شوہر اول کے نطفہ سے بغیر نکاح شرعی کے جو بچے پیدا ہوئے وہ غیر ثابت النسب ہوں گے شوہر اول سے اس کا نسب صحیح نہیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) وإن ولدته لأكثر منها من وقته لا يثبت بدائع۔ (شامی ص:۵۴۴ ج:۳۔ کراچی)۔ لا يثبت نسب الولد۔ لأن الصبى لاماء له فلا يتصور منه العلوق. (هدايه ص:۴۲۵ ج:۲۔ اشرفی بک ڈپو دیوبند)۔

طلاق وحضانت کا ایک مسئلہ

سوال: مطلوب احمد نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدی، مطلقہ کے پاس دو لڑکے ہیں پہلے بچہ کی عمر تقریباً سات سال اور دوسرے بچہ کی عمر آٹھ ماہ ہے۔ مطلقہ کے پاس شوہر کی

طرف سے دیئے گئے زیورات ہیں، شوہر اپنے بچوں کو اور تمام زیورات کو مانگ رہا ہے۔

سوال یہ ہے کہ (۱) شوہر زیورات اور بچوں کے پانے کا حقدار ہے یا نہیں۔(۲) خرچۂ عدت اور مہر مطلقہ پانے کی حقدار ہے یا نہیں؟ (۳) اگر بچہ مطلقہ کو ملے گا تو اس کا خرچ کس کے ذمہ ہوگا؟ بینوا توجروا

طلاق مکرہ اور حق حضانت کا ایک مسئلہ

سوال (۶۰۱): میری بیوی ہے، اس کے گھر والوں نے زبردستی مجھ کو طلاق دینے کو کہا تو جب میں نے یہ سنا تو میں نے زہر کھالیا اور طلاق دینے سے انکار کیا لیکن اسکے باوجود اس کے گھر والوں میں سے چار آدمیوں نے گھر میں بند کر کے مجھ سے زبردستی طلاق لی یعنی میری زبان سے طلاق کہلوایا یا دلوائی، یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ نیز اس سے دو بچے ہیں، ایک کی عمر تقریباً آٹھ سال ہے اور دوسرے کی عمر آٹھ ماہ ہے، ان بچوں کا اور بیوی کے زیورات کا حقدار شوہر ہوگا یا نہیں؟ جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

زبردستی طلاق دلوانے سے بھی شرعاً طلاق واقع ہو جاتی ہے لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر یہ صحیح ہے کہ شخص مذکور کو گھر میں بند کر کے چار آدمیوں نے زبردستی زبان سے طلاق کہلوایا یا طلاق دلوائی تو اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوگئی، شامی میں ہے: يقع طلاق كل زوج عاقل بالغ ولو عبدا او مكرها، فان طلاقه صحيح (ج ۲ ص ۴۲۱)(۱) حدیث شریف میں ہے: ”عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ كل طلاق جائز الا طلاق المعتوه والمغلوب على عقله“ رواہ الترمذی (مشکوۃ ج ۲ ص ۲۸۵) (۲) سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے تین طلاق دی ہے لہٰذا اس کی بیوی پر تین طلاق پڑ گئی اور اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی، اب بلا حلالہ شرعی دونوں کا ایک ساتھ رہنا اور ازدواجی زندگی گذارنا حرام ہے ”فان طلقها فلا تحل له حتى تنكح زوجا غيره“ (۳)

حق حضانت ماں کا حق ہے جب تک کہ بچہ ازخود کھانے پینے اور ناپاکی دور کرنے کے قابل نہ ہو جائے، لڑکا سات سال اور لڑکی نو سال تک حق حضانت کے تحت ماں کے پاس رہے گی، لہٰذا صورت مسئولہ میں شخص مذکور آٹھ سال کے بچہ کا شرعاً حقدار ہوگا اور آٹھ ماہ کے بچہ کا حقدار نہ ہوگا۔ عالمگیری میں ہے: **والام والجدۃ احق بالغلام حتی یستغنی وقدر بسبع سنین وقال القدوری حتی یاکل وحدہ ویشرب وحدہ ویستنجی وحدہ** (ج ۱ ص ۵۴۲) عالمگیری۔(۴)

جہیز میں ملے ہوئے سامان کی مالکہ عرفاً عورت ہوتی ہے خواہ ماں باپ کی جانب سے ہو یا شوہر یا اس کے گھر والوں کی جانب سے، خواہ وہ زیورات کی صورت میں ہو یا گھریلو سامان کی صورت میں، لہٰذا ان سب کی مالکہ اور حقدار عورت ہوگی نہ کہ شوہر، اور شوہر یا اس کے گھر والوں نے بعد شادی عورت کو کوئی سامان دیا لیکن قابض نہیں بنایا بلکہ صرف تصرف کی اجازت دی تو اس صورت میں اس سامان کا حقدار شوہر یا اس کے گھر والے ہوں گے۔ لیکن اس کی بنیاد عرف پر ہے لہٰذا عرف کے تحت اس کا فیصلہ کرا لیا جائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقلٍ ولو عبداً أو مکرھاً فإن طلاقه صحیح۔ (شامی ص:۲۳۵ ج:۳۔ کراچی)۔

(۲) عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کل طلاق جائز إلا طلاق المعتوہ والمعکوب علی عقله رواہ الترمذی۔ (مشکاۃ المصابیح ص:۲۸۴ ج:۲۔ کتاب الطلاق۔ العقل الثانی)۔

(۳) فإن طلقها فلا تحل له حتی تنکح زوجاً غیرہ۔ (سورۃ البقرۃ ص:۲۳۰ رقم الآیۃ)

(۴) والأم والجدۃ۔ وحدہ۔ (الفتاویٰ الھندیۃ ص:۵۴۲ ج:۱۔ رشیدیۃ الباب السادس تم فی الحضانان

کتاب الطلاق

ایک یا دو یا تین طلاق شدہ عورت کو رکھنے کی صورت

سوال (۶۰۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دینے کے بعد پھر اپنے نکاح میں لینا چاہے تو اسے کیا کرنا چاہئے جواب باصواب سے نوازیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

اگر ایک طلاق صریح یا دو طلاق صریح دیا ہے یعنی بیوی کو یہ کہا کہ میں نے تجھ کو ایک طلاق دیا یا یہ کہا کہ میں نے دو طلاق دیا تو ان دونوں صورتوں میں بیوی نکاح سے خارج نہیں ہوئی جب تک عدت ختم نہ ہوجائے لہٰذا عدت کے اندر اگر شوہر چاہے تو رجعت کرسکتا ہے اور عدت ختم ہونے کے بعد نکاح ٹوٹ جاتا ہے اب اگر رکھنا چاہے تو اس سے دوبارہ نکاح کرنا پڑے گا۔

اور اگر طلاق بائن دیا تو فوراً بینونت واقع ہوجائے گی اس کے بعد اگر رکھنا چاہے تو نکاح کرنا پڑے گا اور اگر تین طلاق دیدیا تو اس کو طلاق مغلظہ کہتے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کے بعد اپنے نکاح میں لینا چاہے تو بغیر حلالہ کے اس سے نکاح جائز نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید فان طلّقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجًا غیرہ قال العلامۃ جلال الدین سیوطی تحت ھذہ الایۃ فان طلقها الزوج بعد اثنتین فلا تحل له من بعد طلقۃ الثلاثۃ حتی تنکح تزوج زوجا غیرہ (ج ۱ ص ۳۵)(۱)

وقال الامام برھان الدین مرغینانی وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ او ثنتین فی الامۃ لا تحل له حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا

ویدخل بہا ثم یطلقہا أو یموت عنہا (ہدایہ ج ۲ ص ۳۷۹) باب الرجعة (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (تفسیر جلالین ص:۳۵ ج:۱) کتب خانہ رشیدیہ۔

(۲) وإن طلّق الرجل امرأته تطليقة رجعيّة أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدّتها رضيت بذلك أو لم ترض۔ (هدايه ص:۳۹۴ ج:۲) وإذا كان الطلاق بائنا دون الثلث فله أن تيزوّجها في العدّة وبعد انقضائها ۔۔۔۔ وإن كان الطلاق ثلثاً في الحرّة وثنتين في الأمة لم دخلّ له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثمّ يطلّقها أو يموت عنها۔ (هدايه ص:۳۹۹ ج:۲) مکتبہ تھانوی۔

(۳) و کذا فی النہر الفائق ص:۴۲۰ ج:۲۔ زکریا۔

(۴) و کذا فی الھندیہ ص:۵۳۴۔ ۵۳۵ ج:۱۔ زکریا جدید۔

(۵) و کذا فی مجمع الأنہر ص:۸۷۔ ۸۸ ج:۲۔ فقیہ الأمت۔

حلالہ کی ترکیب

سوال (۶۰۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شرعی اصول کے مطابق طلاق کے بعد دوبارہ بیوی کے حلال ہونے کی کیا شرائط ہیں زحمت فرما کر جواب باصواب سے نوازیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

اگر طلاق ثلاثہ کے بعد پھر بیوی بنانا چاہتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ عورت طلاق کی عدت گذارے اس کے بعد دوسرے شخص سے نکاح ہو وہ اس سے صحبت کرے اپنی بیوی بنا کر رکھے اس کے بعد پھر یہ شخص مرجائے یا طلاق دے دے تو عورت پھر وفات یا طلاق

کی عدت گذارے اس کے بعد عورت اگر راضی ہو تو اس سے نکاح کرسکتا ہے اور اپنی بیوی بنا سکتا ہے۔

مذهب جمهور العلماء ان المطلقة بالثلاث لا تحل للزوج المطلقة منه بالثلاث الا بشرائط وهي ان تعتد منه ثم تتزوج بزوج آخر ويطأها ثم يطلقها ثم تعتد منه فاذا حصلت هذه الشرائط فقد حلت للاول والا فلا تفسير خازن (ج ۱ ص ۱۹۵)

وفي الدر المختار لا ينكح مطلقة من نكاح صحيح فاخذ بها اى بالثلاث الخ حتى يطأها غيره الخ

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) مذهب جمهور العلماء انّ المطلقة بالثلاث لاتحل للزوج المطلقة منه بالثلاث إلّا بشرائط "الخ"۔ (تفسير خازن)۔ ج:۱ ص:۱۹۵۔ قديم۔

(۲) (شامی ص:۴۳۔ ۴۶ ج:۵) اشرفیہ۔

وفی الھندیہ ص:۵۳۵ / ج:۱۔ زکریا جدید۔

وفی النہر الفائق ص:۴۲۱۔ ۴۲۲ / ج:۲۔ زکریا۔

وفی مجمع الأنہر ص:۸۷۔ ۸۸ / ج:۲۔ فقیہ الامت۔

حلالہ کے لئے نکاح مشروط کا حکم

سوال (۶۰۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دیا اور وہ اسے دوبارہ اپنے نکاح میں لینے کے لئے بکر کو اس شرط پر تیار کرتا ہے کہ نکاح کے دو روز کے بعد طلاق دے دے (تاکہ زید کے لئے بیوی حلال ہوسکے) تو یہ

شرعاً کیسا ہے۔ جواب سے نوازیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

بکر کو حلالہ کے لئے اس شرط پر تیار کرنا کہ وہ دو روز کے بعد طلاق دے دے یہ مکروہ تحریمی ہے لیکن حلالہ ہوجائے گا۔ اور طلاق کے بعد شوہر اول سے نکاح کرنا درست ہے کذا فی الهداية واذا تزوّجها بشرط التحليل فالنّكاح مكروه لقوله عليه السلام لعن الله المحلل والمحلل له وهذا هو محمله فان طلقها بعد وطيئها حلت للاول لوجود الدخول فی نكاح صحيح اذا لنكاح لا يبطل بالشرط الخ (الهدایہ ج ۲ ص ۳۸۰ وتنویر الابصار ج ۲ ص ۵۴۰) وفی فتح القدير قوله بشرط التحليل ای بأن يقول تزوجتك على ان احللك له او تقول هی ذالك فهو مكروه كراهة التحريم المنتهضة سببًا للعقاب لقوله ﷺ لعن الله المحلل والمحلل له اما لونواه ولم يقولا فلا عبرة به ويكون ماجورا القصد الاصلاح الخ (ج ۳ ص ۱۷۷)

وفی العناية اما النكاح مكروه لقوله عليه السلام لعن الله المحلل والمحلل له فان محمله اشتراط التحليل فی العقد كما ذكرنا اذلو اضمر ذالك فی قلبه لم تستحق اللعن (ج ۳ ص ۱۷۷) علی هامش فتح القدير۔

بہتر یہ ہے کہ زبان سے ظاہر نہ کرے اگرچہ دل میں مضمر ہوتا کہ لعنت کا مستحق نہ ہو۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) عن جابر و علیؓ قالا: إنّ رسول الله۔ صلی الله عليه وسلم۔ لعن المحلل والمحلل له۔ (ترمذی شریف ص:۲۱۳ ج:۱)۔ مکتبہ بلال۔

(۲) وإذا تزوّجها بشرط التحليل قالنكاح مكروه "الخ"۔ (هدایہ ص:۴۰۰ ج:۲)۔

(۳) وكره التزوج للثانی تحريماً لحديث لعن الله المحلل والمحلل له بشرط التحليل۔۔۔ وإن حلّت للأوّل۔ (شامی ص:۵۱ ج:۵)۔ اشرفیہ۔

(۴) و كذا فی مجمع الأنهر ص:۱[illegible] ج:۲۔ فقیہ الامت۔

(۵) و كذا فی مجمع الأنهر ص:۲۳[illegible] ج:۲۔ زکریا۔

حلالہ اور اس سے پیدا ہونے والی اولاد کا حکم

سوال (۲۰۶): حلالہ شرعی طور سے ابغض المباحات میں شامل ہے، لیکن آج کل لوگوں نے اس کا عام رواج بنالیا ہے اور نکاح ثانی والے شوہر نے بغیر اپنی خوشی کے طلاق دیدی پھر نکاح اولوالے شوہر سے ان کا نکاح کرادیا گیا اس کے بعد جو اولاد پیدا ہوتی ہے اس پر شرعی فتویٰ کیا ہے؟ ایا حلالی ہے یا حرامی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

صرف حلالہ ہی شرعی طور پر ابغض المباحات میں سے نہیں ہے بلکہ طلاق بھی ابغض المباحات میں سے ہے۔ لیکن آپ کو طلاق کا مسئلہ معلوم کرنے کی فکر نہیں ہوئی اور نہ ہی اس کو روکنے کی، حلالہ اگر سال میں کہیں ایک دو جگہ کرانے کی نوبت آتی ہے تو طلاق تو ایک سال میں ہزاروں کے گھروں میں واقع ہوتی ہے۔ بہر حال حلالہ کے بعد جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ حلالی ہے حرامی نہیں۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) اذا تزوج الرجل إمرأة فجاءت بولد لأقل من ستة اشهر منذ تزوجها لم يثبت نسبه لأن العلوق سابق على النكاح۔ فلا يكون منه۔۔۔ إلى لأن الفراش قائم

والمدۃ تامۃ۔ (ھندیه ج:۱ص:۵۶۔ رشیدیه لاھور)۔

(۲) ھکذا فی الھدایه ج:۲،ص:۴۳۲۔ مکتبه تھانوی دیوبند۔

(۳) ومن قال إن نکحت فلانة فھی طالق، فنکحھا فولدت لستة أشھر منذ نکحھا لزمه نسبه۔ (مجمع الانھر ج:۲،ص:۱۵۷۔ فقیه الأمة)۔

تحریر کے ذریعہ وقوع طلاق کا حکم

سوال (٦٠٧): کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ مذکورہ کے بارے میں اقبال احمد قریشی سے اس کے سسرال میں خسر، سالے، اور بیوی سے گھریلو معاملات میں کچھ جھگڑا لڑائی تکرار ہوا اس کے بعد اقبال احمد نے اپنی بیوی سے کہا کہ اچھا گھر چلو مگر اس نے اس وقت جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ کل چلیں گے باوجود اصرار کے نہیں آئی تو اقبال اپنے دو بچوں کو لے کر واپس ہو گیا چار میل آنے کے بعد اقبال احمد نے ایک غیر مسلم سے ایک رقعہ لکھوا کر بھیج دیا جو ذیل میں درج ہے اقبال احمد کی بیوی حاملہ ہے اب مذہب اسلام کی رو سے جو حکم صادر ہوتا ہو اسے بتلایا جائے۔

نقل خط جو ہندی میں لکھا تھا

اقبال احمد کی طرف سے درگاہی قریشی کو سلام

جو سامان ہے وہ کل پرسوں آ کر لے جانا ہم طلاق دیتے ہیں ہم طلاق دیتے ہیں ہم طلاق دیتے ہیں (بقیہ کیا لکھوں چھٹی کو بھی لیتے آنا۔ (درگاہی اقبال احمد کے خسر کا نام ہے چھٹی اقبال کے سالے کا نام ہے)۔

الجواب: حامداً و مصلیاً

اقبال احمد صاحب کو اگر اپنی تحریر کا اقرار ہے تو ان کی تحریر کے مطابق ان کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو کر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی۔ اب اس سے کسی قسم کا تعلق از دواجیت قائم رکھنا درست نہیں۔

إلا بعد الحلالة۔ صریحته ما لم یستعمل الا فیه کطلقتك، وأنت طالق ومطلقة ویقع بھا ای بھذہ الالفاظ وما بمعناھا من الصریح وقال العلامة الشامی تحته و کذا المضارع اذا غلب فی الحال مثل اطلقك کما فی البحر (شامی ج ۲ ص ۴۳۰)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (شامی ص:۲۴۷ ج:۳) کراچی۔

(۲) ہکذا فی (البحر الرائق ص:۲۵۱ ج:۳) سعید۔

(۳) الفتاویٰ الہندیہ ص:۴۲۲/ج:۱۔زکریا۔

(۴) تبیین الحقائق ص:۱۹۶/ج:۲۔امدادیہ ملتان۔

(۵) إن أرسل الطلاق بأن کتب أما بعد فأنت طالق فکما کتب ھذا یقع الطلاق وتلزمھا العدة من وقت الکتابة۔ (شامی ص:۴۵۶ ج:۴، زکریا) ص:۲۴۶ ج:۳ کراچی

صورت مسئولہ میں کیا طلاق واقع ہوگی؟

سوال (٦٠٨): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ بندہ رخصتی کرنے کے لئے گیا تھا تو وہاں کے لوگوں نے طلاق چاہا اور عورت نے بھی طلاق چاہا تو اسی پر میں نے کہا کہ بول بول پھر سے بول پھر اس نے کوئی جواب نہیں دیا آیا طلاق پڑی یا نہیں؟

الجواب: حامداً و مصلیاً

صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی چونکہ (بول بول) طلاق پر نہ صراحۃً دلالت کرتا ہے نہ کنایۃً دلالت کرتا ہے نیز قائل کا ارادہ اس سے طلاق دینے کا نہیں تھا بلکہ صرف

عورت کا ارادہ معلوم کرنا تھا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) قوله بلفظٍ مخصوصٍ وهو ما اشتمل على مادة ط.ا.ل.ق..... وسائر الكنايات المفيدة للرجعة والبينونة ولفظ الخلع. (حاشية الشلبي ص:١٨٨ ج:٢. إمدايه ملتان مع تبيين الحقائق).

اللفظ الدال على إزالة حل المحلية. (البحر الرائق ص:٢٣٥ ج:٣) سعيد.

واللفظ المخصوص هو الصريح الفظ الطلاق والكناية كلفظ البائن والحرام ويقوم مقام اللفظ الكتابة والإشارة المفهمة. (الفقه الإسلامي وأدلته ص:٦٨٧٣ ج:٩). دار الفكر المعاصر.

النهر الفائق ص:٣٠٩ ج:٢. زكريا.

کلما کے ذریعہ کھائی قسم کے بطلان کا ایک حیلہ

سوال (٦٠٩): کلما کے ذریعہ جو طلاق دی جاتی ہے کیا کلما کے بطلان کی کوئی صورت ہے یا نہیں اگر ہے تو کسی مجبوری کی وجہ سے ہے یا عام مسئلہ ہے حالانکہ ان کے پاس خدمت وغیرہ کے لئے بیوی اور لڑکے اور پوتا پوتی ناتی نتنی سب موجود ہیں ان میں بعض شادی کے لائق ہیں کیا وہ ایسی حالت میں شادی کرسکتا ہے۔

مندرجہ بالا مسئلہ کا جواب حدیث وقرآن کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

کلما کے بطلان کی صورت یہ ہے کہ اگر طالق کا کوئی دوست ہو تو اس کو چاہئے کہ از خود طالق کی طرف سے وکیل فضولی بن کر کسی لڑکی سے عقد نکاح کردے پھر طالق کو جا کر کہے کہ میں نے

تمہارا نکاح فلاں عورت سے کردیا ہے اس کو اتنا یعنی کچھ روپئے مہر معجل دے دو طالق زبان سے کچھ نہ کہے اور مہر اس کو دے دے اس طرح نکاح درست ہوجائے گا عملاً اور قولاً چونکہ عقد نکاح نہیں کیا اس لئے نکاح میں کوئی فساد نہیں آئے گا یہ حیلہ ہے کلما کے ذریعہ طلاق کے بطلان کی اور یہ حیلہ کوئی ضروری نہیں ہے مبتلی بہ اگر شادی کی ضرورت محسوس کرتا ہو تو اس حیلہ سے کرسکتا ہے یہ اس کی ضرورت پر موقوف ہے **اذا قال كل امرأة اتزوجها فهي طالق فزوجه فضولى وأجاز بالفعل بأن ساق المهر أو نحوه لا تطلق** بخلاف ما اذا وكل له لانتقال العبارة اليه الخ (عالمگیری ج ۱ ص ۴۱۹) (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (الفتاویٰ الهندية ص:٤٨٨ ج:١. زكريا. ص:٤١٩ ج:١. رشيدية).

حلف لا يتزوج فزوجه فضولى فأجاز بالقول حنث بالفعل ومنه الكتابة خلافاً لابن سماعة. لا يحنث وبه يفتى. (الدر المختار مع الشامى ص:٨٤ ج:٣) كراچی.

وإذا قال كل امرئة أتزوجها طالق فزوجه فضولى فأجاز بالفعل بأن ساق المهر ونحوه لا تطلق. (فتح القدير ص:١٠٦ ج:٤). زكريا.

فتاویٰ قاضی خان ص:٦٠٥ ج:١. دار الكتب العلمية.

طلاق مغلظ پر گواہ موجود ہیں مگر تحریر نہیں، شرعاً کیا حکم ہے

سوال (٦١٠): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ

(ا) زید نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظ دے دیا ہے گواہ موجود ہیں مگر تحریر نہیں ہے مطلقہ دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتی ہے جائز ہے کہ نہیں جواب سے براہ کرم مطلع کریں طلاق دیئے ہوئے تین سال ہوگیا ہے۔

الجواب: حامدًاومصلیًا

(۱) جب شاہدین موجود ہیں پھر کیا کلام ہے عورت کے لئے جائز ہے کہ دوسری جگہ اپنا نکاح کرلے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاوىٰ الهندية ص:۵۳۵ ج:۱) زكريا.

ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالاً أو غيره كنكاحٍ وطلاقٍ ووكالة ووصيةٍ واستهلال صبي ولو للإرث رجلان أو رجل وامرأتان. (الدر المختار ص:۹۱ ج:۲. كتاب الشهادات أشرفيه متن).

هدايه ص:۹۹[illegible] ج:۲. أشرفي بك ڈپو ديوبند.

تبيين الحقائق ص:۵۷[illegible] ج:۲. إمداديه ملتان.

البحر الرائق ص:۶[illegible] ج:۴. سعيد.

مکرہ کی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال (۶۱۱): ایک شخص نے نکاح کیا اور کچھ دنوں بعد اس سے یا اس کے گھر والوں سے کچھ کھٹ پٹ ہوگئی اور سسرال والوں نے زبردستی اس سے طلاق لینا چاہا اور مخالفین نے اس سے کہا کہ اگر تم طلاق نہیں دوگے تو تمہارا ابھی گلا دبا کر مار ڈالیں گے تو اس صورت میں اس نے اپنی جان جانے کے خوف سے طلاق دے دیا لیکن اس کا طلاق دینے کا بالکل ارادہ نہیں تھا آیا اس صورت میں طلاق پڑی یا نہیں۔

یا کھٹ پٹ وغیرہ کچھ نہیں تھی ایسے ہی اچانک دشمنوں نے گھیر لیا اور اس سے زبردستی گلا دبا کر طلاق لینا چاہا اور کہا طلاق دو نہیں تو ابھی تمہاری جان لے لیں گے اس نے شدت خوف کی وجہ سے زبردستی طلاق دے دیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں ان دونوں صورتوں میں اگر طلاق واقع ہوجائے گی تو کیوں؟ اور اگر نہیں واقع ہوگی تو کیوں؟ مفصل طور پر واضح لفظوں میں بالدلیل تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامدًاومصلیًا

صورت مسئولہ میں جن حالات کا تذکرہ ہے اس کو حضرات فقہاء اکراہ سے تعبیر کرتے ہیں اور مکرہ کی طلاق کو فقہاء نے واقع قرار دیا ہے چنانچہ درمختار میں ہے (۱) ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو عبدًا او مكرها فان طلاقه صحيح لا اقراره الخ (ج ۲ ص ۴۲۱ وکذا فی ملتقی الابحر (۲) ج ا ص ۳۸۴) اور صاحب مجمع الانہر (۳) نے لکھا ہے کہ جب کوئی شخص اکراہ کر رہا ہے اور اس وقت مکرہ طلاق دیتا ہے تو گویا کہ یہ حقیقت کے خلاف اپنی زبان سے طلاق کا جملہ نکال رہا ہے لہٰذا یہ مخطی اور ہازل کے درجہ میں ہوگیا اور مخطی اور ہازل کی طلاق معتبر ہے لقول النبی ﷺ ثلاث جدهن جد وهزلهن جد النكاح والطلاق والعتاق كذا فی مجمع الانہر (ج ا ص ۳۸۴)

اور حضرت اقدس شیخ الہند فرمایا کرتے تھے کہ مکرہ بھی فی الحقیقت مختار ہے یہ ریکارڈ کی طرح نہیں ہے کہ جوں ہی اس پر کیل رکھی گئی فوراً اس سے آواز نکلنے لگتی ہے مکرہ تو حالت اکراہ میں بھی مختار ہوتا ہے اس لئے کہ جب کوئی اکراہ کرتا ہے تو اس وقت اس کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے اپنی جان دے دے یا طلاق دے دے مکرہ حدیث پاک کی روشنی میں من ابتلى ببليتين فليختر اهونهما

طلاق کو اہون سمجھتے ہوئے اس کو اختیار کرتا ہے اور طلاق دے دیتا ہے کذا فی تنظیم (۴) الاشتات اور یہی بات قدرے تفاوت کے ساتھ صاحب ہدایہ نے بھی بیان فرمائی ہے (ہدایہ (۵) ج ۲ ص ۳۳۸) وهذا لانه عرف الشيئين واختار

اھونھما وھذا آیة القصد والاختیار الا انه غیر راض بحکم وذالك غیر مخل به کالھازل الخ

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ثلاث جد هن جد وهزلهن جد النكاح والطلاق والرجعة. (أبوداؤد ص:۲۹۸ ج:۱ كتاب الطلاق).

(۱) الدرالمختار مع الشامی: ص:۴۲۱۔ ج:۲۔ کراچی۔

من ابتلى ببليتين يختار أهونهما. (العرف الشذى ص:۱۶۷ ج:۱) مع المتن مکتبہ بلال۔

(۲) ويقع طلاق كل ذوجٍ عاقلٍ بالغٍ ولو مكرهاً. (ملتقى الأبحر ص:۲۶۲ ج:۱ مؤسسة الرسالة).

(۳) قوله "ولو مكرهاً" فإن طلاق صحيح لا إقراره بالطلاق لأن الإقرار خبر محتمل للصدق والكذب، وقيام آلة الإكراه على رأسه يرجح جانب الكذب وكذا اللاعب والهازل بالطلاق لقوله عليه الصلاة والسلام. ثلاث جدهن جد وهزلهن جد النكاح والطلاق والعتاق. (مجمع الأنهر ص:۸ ج:۲. فقيه الأمة).

(۴) تنظيم الأشتات ص:۲۰۰ ج:۲. قديم.)

(۵) هدايه ص:۳۵۸ ج:۲. اشرفی بک ڈپو دیوبند۔

لڑکا طلاق دینے پر راضی نہیں، چھٹکارے کی کیا شکل ہوگی

سوال (۶۱۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مہر علی ساکن زین الدین پور اپنی لڑکی کا نکاح ساکن پرسونا وہاب علی ولد برخوردار سے کیا لیکن جس وقت نکاح ہوا اس وقت لڑکی اور لڑکا دونوں نابالغ تھے ایک سال کے بعد لڑکا تپ دق کا مریض ہوگیا آج عرصہ چھ سال کا گذر گیا لیکن لڑکا تندرست نہ ہوا اب لڑکی کو تین سال بالغ ہوئے ہو چکا اب لڑکی کہہ رہی ہے کہ ہماری زندگی وہاں نہیں گذر سکتی جبکہ خود ہی بہت مجبور ہے لڑکا سے طلاق کے لئے کہا گیا لیکن لڑکا طلاق دینے سے انکار کر رہا ہے کہتا ہے کہ ہم زندگی میں طلاق نہ دیں گے اس حالت میں ہم بہت مجبور ہیں حضرت مولانا سے استدعا ہے کہ اس حالت میں ہم کیا کریں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

حدیث پاک (۱) میں ہے الطلاق لمن اخذ بالساق کذا فی الدر المختار (۲) یعنی طلاق وہی دے سکتا ہے جو عورت کی پنڈلی کا مالک ہوتا ہے لہٰذا بغیر طلاق دیئے کچھ نہیں کیا جا سکتا لڑکے کی خوشامد کر کے یا اس کو لالچ دے کر یا کچھ روپئے پیسے پر راضی کر کے طلاق حاصل کریں اگر وہ ان چیزوں پر راضی نہ ہو اور نہ حقوق ازدواجیت ادا کرے تو پھر آخری مرحلہ یہ ہے کہ باپ دارالقضاء کو دستک دے قاضی کو یہ اختیار ہے کہ وہ تمام معاملات کی چھان بین کرنے کے بعد تفریق کردے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) عن ابن عباسٍ رضي الله عنهما .... فصعد رسول الله صلى الله عليه وسلم المنبر .... فقال إنما الطلاق لمن أخذ بالساق. (سنن ابن ماجۃ: ص:۱۵۱ ج) یاسر ندیم دیوبند۔

(۲) ولا يقع طلاق المولى على امرأة عبده لحديث ابن ماجه الطلاق لمن أخذ بالساق۔ (شامی ص:۲۴۲ ج:۳) کراچی۔

(۳) إذا وقع الاختلاف بين الزوجين أن يجتمع أهلهما ليصلحوا بينهما، فإن لم يصلحا جاز الطلاق والخلع۔ (شامی ص:۴۴۱ ج:۳، کراچی)۔

والصلح خير من الفرقة وسوء العشرة أو من الخصومة۔ (تفسير روح المعاني ص:۲۳۷ ج:۴) زکریا۔

وأما الأمير فمتى صادف فصلاً مجتهداً نفذ أمره وتحته في الشامية: نفذ أمره بمعنى وجب امتثاله۔ (شامی ص:۴۰۹ ج:۵) کراچی۔

مطلقہ رجعیہ کو شوہر زوجیت میں کس طرح لاسکتا ہے؟

سوال (۶۱۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین واہل سنت الجماعت اس ذیلی مسائل کی بابت کہ میں شفیع لدین نے آج تقریباً سات سال ہوا اپنی بیوی کے پاس بمبئی سے ایک تحریر طلاق رجعی کی روانہ کردیا تھا اور مدت کے اندر رجعت نہ ہوسکی جس سے طلاق بائن قرار پاگئی اور اس سے دو بچے ہیں اور وہ عورت نہ مہر اور خرچہ لینے پر رضامند ہوتی ہے اور نہ دوسرا عقد کرنے پر تیار ہوتی ہے اور نہ بچوں کو کسی قیمت پر دینے پر راضی ہوتی ہے اور بچوں کا قیمتی وقت کھیل کود میں خراب ہورہا ہے اور اس کا یہی سوال ہوتا ہے کہ میں رہوں گی شفیع الدین ہی کے ساتھ میں اور اب بچوں کی وجہ سے مجبور ہوکر شفیع الدین بھی چاہتے ہیں کہ میں رکھوں ورنہ بچے ناکارے ہوجائیں گے اور ان کی زندگی پلید ہوگی اور خدا کے یہاں میری پکڑ ہوگی اس لئے اس کی کیا صورت ہے۔

(۲) بغیر حلالہ کے شفیع الدین کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے اگر ہوسکتا ہے تو اس کی کیا صورت اور احسن طریقہ کیا ہے۔

(۳) اگر نکاح نہیں ہوسکتا شریعت اجازت نہیں دیتی تو ایسی حالت میں مہر اور خرچہ کی

ادائیگی کا کیا راستہ ہوگا اور بچوں کو حاصل کرنے کا کیا راستہ ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ عورت جب راضی ہے تو شفیع الدین صاحب کو چاہئے کہ کسی مولوی صاحب کو بلا کر دو گواہوں کے سامنے اس عورت سے نکاح پڑھوالیں اس کے بعد حقوق ازدواجیت کی ادائیگی شروع کردیں اور آئندہ خیال رکھیں ورنہ صرف دو طلاق کے بعد مغلظہ ہوجائیگی ایک طلاق دینے کی وجہ سے اب آئندہ صرف دو طلاق کے مالک رہیں گے۔

والطلاق الرجعي لا يحرم الوطى وله أن يتزوج مبانة بما دون الثلاث في الحرة وبما دون الثنتين في الأمة في العدة وبعدها لان حل المحلية باق لان زوال الحل معلق بالطلقة الثالثة فينعدم الزوال قبله الخ (ملتقی الابحر مع مجمع الانہر ج ا ص ۴۳۷ وج ا ص ۴۳۸) (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) ملتقى الأبحر ص:۲۷۷ ج:۱۔ مؤسسة الرسالة۔

مجمع الأنهر ص:۸۷ ج:۲۔ فقيه الأمت۔

البحر الرائق ص:۵۶ ج:۴۔ سعيد۔

تبيين الحقائق ص:۲۵۷ ج:۲۔ امدادیہ ملتان۔

الفتاویٰ الہندیہ ص:۵۳۵ ج:۱۔ زکریا۔

إنه يوجب الحرمة وزوال الملك عند انقضاء العدة۔ (تحفة الفقهاء ص:۲۴۵ ج:۳) دار الكتب العلمية بيروت)۔

طلاق نامہ لکھوانے کے بعد انکار کردے تو کیا حکم؟

سوال (۶۱۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے عمر نے ایک تحریر طلاق نامہ یہ خلع نامہ بذریعہ وکیل لکھوایا اور اس کو ٹائپ انگریزی میں کرا کر اس کا ہندی ترجمہ کرالیا اور اس کو لے کر موضع کھوینہ پرگنہ وتحصیل الہ آباد چائل آیا چند لوگ بین الطرفین معاملات کو صاف کرنے کے لئے بیٹھتے تھے اس میں سے نہ تو سبھی لوگ انگریزی جانتے تھے اور نہ ہی سبھی لوگ ہندی جانتے تھے لہٰذا طے ہوا کہ اس کا اردو ترجمہ کرادیا جائے اس کا اردو ترجمہ ہوا لیکن عمر کہتا ہے کہ میں نے تحریر کا املاء نہیں کرایا اس کے اس انکار کا اعتبار ہوگا یا نہیں تحریر کی نقل درج ذیل ہے۔

طلاق نامہ یا خلع نامہ

(۱) شری بدرالزماں بالغ پسر جناب مولوی تجمل حسین صاحب ساکن موضع کھوینہ پرگنہ چائل الہ آباد (پہلی پارٹی) اور شری متی شاکرہ خاتون بالغہ دختر جناب اکرام الحق صاحب ساکن چائل خاص الہ آباد (دوسری پارٹی)

ان دونوں کی شادی اسلامی طریقہ سے ہوئی تھی اور شادی کے بعد تقریباً دو سال تک ساتھ رہے اور کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

(۲) کہ ان دونوں پارٹیوں کے تعلقات خراب ہوگئے اور اب الگ الگ دسمبر ۱۹۷۹ء سے رہ رہے ہیں اور سمجھوتہ کی سبھی کوشش بیکار ہوگئیں۔

اس لئے دونوں پارٹیوں نے طے کیا ہے کہ اس شادی کو بذریعہ طلاق حسب ذیل شرائط کے مطابق ختم کردیا جائے۔

شرائط

(۱) پہلی پارٹی شری بدرالزماں دوسری پارٹی شری متی شاکرہ خاتون کو طلاق دیتا ہے اور گواہان کے سامنے تین بار کہتا ہے کہ میں نے شاکرہ خاتون کو طلاق دیا طلاق دیا طلاق دیا۔

(۲) شری متی شاکرہ اپنی مہر کی رقم اور طلاق کے بعد گذر بسر کے خرچہ کی رقم معاف کرتی ہے اور اس بات کا اقرار کرتی ہے کہ مستقبل میں مہر ونان نفقہ کے خرچہ کا شری بدرالزماں سے کوئی حقدار نہ ہوگی۔

(۳) جہیز اور سامان دونوں پارٹیوں کو اپنے اپنے حسب منشاء مل گیا ہے اور اب کچھ بھی ایک دوسرے کو آئندہ واپس نہیں کرنا ہے۔

(۴) کہ دوسری پارٹی بعد میعاد عدت اپنی شادی اپنی مرضی کے مطابق کہیں بھی کرنے کے لئے آزاد ہے گواہان کے سامنے طلاق یا خلع کا مضمون پہلی دوسری پارٹی نے مان لیا ہے اور سمجھنے کے بعد دستخط کئے ہیں۔

المرقوم ۶/اپریل ۱۹۸۰ء

مذکورہ بالا طلاق نامہ عمر خود اپنے جیب میں لے کر آیا جب طلاق کی گفتگو شروع ہوئی تو عمر کے بھائی کے خسر عبد العزیز صاحب نے دولائن طلاق نامہ کی تحریر لکھ کر دیا اور کہا کہ معاملہ صاف کرلو اور لڑکے سے دستخط اس پر کرالو اس پر عمر نے اپنے جیب سے مذکورہ بالا طلاق نامہ نکال کر دیا اور کہا کہ اس طلاق نامہ کے مطابق فیصلہ کرو وہ تحریر چونکہ انگریزی وہندی میں تھی اس لئے ان سے کہا گیا کہ اس کا اردو ترجمہ کراؤ چنانچہ مذکورہ بالا طلاق نامہ کا مضمون اس نے املا کرایا اور خود اس وقت کچھ انکار نہ کیا۔ اب عمر کہتا ہے کہ میں نے املاء نہیں کرایا اور انکار کرتا ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کے انکار کا اعتبار کرتے ہوئے طلاق واقع نہ ہوگی یا مذکورہ بالا طلاق نامہ کے بموجب طلاق واقع ہوجائے گی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں عمر نے جس وقت طلاق نامہ لکھنے کا حکم وکیل کو دیا اسی وقت طلاق واقع ہوگئی اگر لکھوانے کا اقرار کرتا ہو ورنہ املاء کرانے کی وجہ سے حسب تحریر عمر جو کہ شرائط (۱) میں موجود ہے تین طلاقیں واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی۔ (کذا فی الشامی ج ۲ ص ۴۲۹) (۱)

ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتي كان اقرارًا بالطلاق وإن لم

یکتب الخ اب عمر کے انکار کا اعتبار نہیں اس کے لئے لازم ہے کہ باقی معاملات کا تصفیہ
فوراً کرلے اور جن حضرات کے سامنے عمر نے ہندی تحریر کا املاء کرایا ہے ان پر واجب ہے کہ
اس کی شہادت دیں اور عمر کو فیصلہ پر مجبور کریں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (شامی ص:۲۴۷ ج:۳۔کراچی)۔(شامی ص:۴۲۹ ج:۲نعمانیہ)۔

الأمر بكتابة الإقرار اقرار"..... لوقال للمكان اكتب طلاق امرأتي تطلق
كتب أولم يكتب كذا في العمادية. (دور الحكام شرح غرر الأحكام ص:۲۶۳۰
ج:۲). قديم.

ولو استكتب من آخر كتاباً بطلاقها ..... وقع إن أقرّ الزوج أنه كتابه. (شامي
ص:۴۵۶ ج:۴) زکریا۔

لفظ کلما کے ذریعہ دی ہوئی طلاق کا حکم

سوال (۶۱۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ
کے بارے میں کہ زید ایک بیوہ عورت سے بری محبت خفیہ طور پر قائم کئے ہوئے تھا جب یہ
بات عام لوگوں کو معلوم ہوئی تو محلہ کے چند آدمیوں نے اس کو سمجھایا کہ آپ اس بدفعلی سے باز
آجائیں خدا کا شکر ہوا کہ اسی وقت زید نے فوراً توبہ واستغفار کے بعد خدا کو حاضر وناظر سمجھ کر قسم
کھا کر کہا کہ میں اب کبھی بھی اس بیوہ سے کسی قسم کی محبت اور شادی نہیں کروں گا اور جب
میں اس بیوہ عورت سے شادی کروں گا تو اس کو طلاق مغلظہ ہے اب زید نے ۲۷ ربیع الثانی
۱۴۰۱ھ کو اسی بیوہ سے نکاح کرلیا ہے اب اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں اور کیا وہ عورت زید
کے نکاح میں سمجھی جائے گی یا نہیں مدلل ومفصل جواب سے نوازیں۔

اس سوال کے بعد مندرجہ ذیل جواب ملا
لفظ جب جب یہ کلما کا ترجمہ ہے کلما کے معنی میں تکرار ہوتا ہے لہٰذا صورت مسئولہ میں زید
کا نکاح نہ تو اس وقت درست ہے اور نہ کسی وقت درست ہوسکتا ہے وہ جب بھی اس عورت سے
نکاح کرے گا اس پر طلاق پڑے گی۔

عالمگیری کے اندر ہے **ولو دخلت كلمة كلما على نفس التزوج بأن قال
كلّما تزوجت امرأة فهي طالق أو كلما تزوجتك فأنت طالق** ہدایہ کے اندر
بھی بعینہٖ یہی عبارت ہے۔ص ۳۶۶۔ اسی اثناء میں محمد شریف ابن عبد الماجد نے قاضی
شریعت بہار کو خط لکھا کہ میرے والد نے قسم کلما کھانے اور توبہ کرنے کے باوجود ۲۷ ربیع
الثانی ۱۴۰۱ھ کو اس بیوہ عورت سے شادی کرلیا ہے آپ ان کو ناجائز فعل سے روکیں تو حضرت
قاضی شریعت بہار نے تحقیقات کے لئے ایک آدمی گھر روانہ کیا آیا یہ بات جو شریف ابن عبد
الماجد نے لکھا ہے صحیح ہے یا غلط تو اس کی تحقیق محلہ کے متعدد اشخاص کے سامنے کی گئی اور اس کا
جواب یہ لکھا گیا محترم قاضی شریعت بہار السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا خط ملا جناب شریف
صاحب میرے لڑکے ہیں میں نے واقعی جب جب کی قسم کھائی تھی کہ اب میں کسی عورت سے
شادی کروں گا تو طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے میں یہ جواب آپ کو اپنے محلہ کے چند سرغنہ
کے سامنے بیٹھ کر لکھ رہا ہوں اور اس کا اقرار کررہا ہوں لہٰذا جو بات شریف نے لکھی ہے صحیح ہے
اب بیوہ کو میں بہت دن کے لئے چھوڑ رہا ہوں گواہان شرعی حضرات ہیں ان لوگوں کے
سامنے انہوں نے اپنی دستخط کردی ہے۔گواہان مشتاق احمد، محمد عنایت الدین، محمد معصوم، محمد
یوسف القاسمی، زین العابدین نشان تین حضرات نے لگایا طاہر حسین پسر سعدی، توحید پسر
سعدی، لعل محمد پسر لیاقت، یہ جواب جانے کے بعد قاضی صاحب نے کوئی اطلاع نہیں دی
اس کے بعد عبد الماجد نے استغفار کیا کہ کلما سے بچنے کی شریعت میں کوئی اور صورت ہے یا
نہیں تو ایک مفتی صاحب نے شامی کے حوالہ سے یہ جواب تحریر فرمایا کہ اگر کوئی فضولی اس
شخص کا نکاح منعقد کردے جس نے کلما کے ذریعہ قسم کھائی ہے تو اس کا نکاح درست ہوگا اور

وہ جاتا نہیں ہوگا یعنی اس کی بیوی کو طلاق نہ واقع ہوگی شامی کی عبارت یہ ہے:

وینبغی ان یجیٔ الی عالم ویقول له ما حلف واحتیاجه الی نکاح الفضول فیتزوجه العالم امرأة ویجز بالفعل فلا یحنث و کذا اذا قال لجماعة لی حاجة الی نکاح الفضولی فیتزوجه واحد منهم

(شامی ج ۲ ص ۴۹۷)

اس جواب کے آنے کے بعد عبد الماجد بہت سے علماء کے پاس گئے اور کہا کہ میرا نکاح کردو تو ان کا نکاح ۴ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ کو پڑھا دیا گیا اور یہ نکاح بغیر حلالہ کے ہوا ہے وہ بھی ایسے حالات میں کہ ان کے پاس لڑکے لڑکیاں پوتا پوتی ناتی نتنی سب موجود ہیں ان میں بعض شادی کے لائق بھی ہیں لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا جو نکاح پڑھایا گیا یہ شرعاً معتبر ہے یا نہیں جب کہ وہ بھی شادی ایسی حالات میں ہوئی ہے کہ لڑکی کو کپڑا وغیرہ بھی دیا اور خطبہ وغیرہ پڑھایا گیا۔

لہٰذا تمام سوال و جواب پر غور وخوض فرماتے ہوئے کتاب وحدیث کی روشنی میں مکمل جواب باحوالہ تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ کا اصل جواب تو وہی ہے جو عالمگیری اور ہدایہ کے حوالہ سے کسی عالم نے دیا ہے۔ ایک اور مفتی صاحب نے جو شامی کے حوالہ سے بات کہی ہے وہ بھی اپنی جگہ صحیح ہے اور اس کی تائید عالمگیری ج ۱ ص ۴۱۹ کے ایک جزئیہ سے بھی ہوتی ہے اور یہی جواب تفصیل کے ساتھ اس سے پہلے بھی آپ ہی کے سوال کے جواب میں جاچکا ہے شامی اور عالمگیری کی بات حیلہ سے متعلق ہے یعنی اگر کوئی شخص طلاق دینے کے بعد نکاح کا خواہاں ہے تو اس کی بھی اجازت بچند شرائط شریعت نے دی ہے اس لئے کہ انسان کی زندگی کا کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں شریعت ساتھ دینے سے انکار کردے لیکن اس کے لئے شرط ہے کہ یہ انسان شریعت کا تابع اپنے آپ کو بنادے بہر حال صورت مسئولہ

میں زید کا اگر کوئی عالم یا اس کا کوئی دوست از خود بغیر زید کے وکیل بنائے زید کا نکاح کردے اور زید عملاً اس کو قبول کرلے یعنی کچھ مہر وغیرہ دے دے اور قولاً کچھ نہ کہے تو زید کا نکاح اس طرح درست ہوجائے گا اور اس پر طلاق واقع نہیں ہوگی لیکن صورت مسئولہ میں زید کا نکاح درست نہیں اس لئے کہ اس میں توکیل کی صورت موجود ہے نکاح ہوتے ہی فوراً طلاق واقع ہوگئی لہٰذا اب پھر شرائط مذکورہ پر دوسرا نکاح اگر ہو تو درست ہوگا باقی رہی یہ بات کہ اس کی خدمت کے لئے پوتی نتنی وغیرہ موجود ہیں تو اس سے کیا ہوتا ہے اگر زید شادی کی ضرورت محسوس کرتا ہے تو یقیناً اس کے لئے مذکورہ بالا حیلہ شرع کے مطابق اختیار کرنا جائز ہے اس ضرورت وعدم ضرورت کو زید ہی سمجھ سکتا ہے اس لئے کہ کسی شخص کے جذبات کا صحیح طور پر دوسرا شخص اندازہ نہیں لگا سکتا۔

وفی البحر عن البزازیه والتزوج فعلًا من فسخ الیمین فی زماننا وینبغی ان یجیٔ الی عالم ویقول له ما حلف والاحتیاج الی نکاح الفضول فیتزوجه العالم امرأة ویجیز بالفعل فلا یحنث الخ (ردالمحتار ج ۱ ص ۴۹۷)(۱)

واذا قال کل امرأة اتزوجها فهی طالق فزوجه فضولی واجاز بالفعل بان ساق المهر ونحوه لا تطلق بخلاف ما اذا وکل به انتقال العبارة الیه الخ (الفتاوی الهندیه ج ۱ ص ۴۱۹)(۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) (شامی ص: ۴۹۷ ج: ۲) نعمانیہ۔

(۲) (الفتاوی الهندیہ ص: ۴۸۸ ج: ۱) (زکریا ص: ۴۱۹ ج: ۱) رشیدیہ۔

الدر المختار مع الشامی ص: ۸۴۶ / ج: ۳۔ کراچی باب الایمان۔

فتح القدیر ص: ۱۰۶ / ج: ۴۔ زکریا۔ فتاویٰ قاضی خان ص: ۵۶۰ / ج: ۱۔ دار الکتب العلمیۃ۔

لفظ تلاق سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال (۶۱۶): علماء حضرات کیا فرماتے ہیں زاہد نے اپنی بیوی کو تلاق، تلاق، تلاق تین بار کہہ دیا اور اس کے بعد لڑکے کے والد نے اپنے لڑکے سے پوچھا کہ تم نے کیا کہہ دیا تو لڑکے نے جواب دیا کہ ہم نے تلاق تین بار کہہ دیا ہے لیکن لڑکے نے اپنے دل میں یہ بھی خیال کیا ہے کہ ہم نے اس لئے والد سے کہا کہ لڑکی آئندہ کے لئے ایسی حرکت نہ کرے اور اس کے بعد اور لوگوں نے بھی لڑکے سے پوچھا تو لڑکے نے کہا کہ ہم نے تین بار تلاق کہہ دیا ہے مگر بعد میں لڑکا کہتا ہے کہ ہم کلام پاک لے کر کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اپنی بیوی کے سامنے یہ صرف تلاق تین بار کہا ہے تو ایسی حالت میں طلاق ہوا کہ نہیں۔

نوٹ: لڑکی کے پیٹ میں تین مہینے کا لڑکا بھی ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

(۱) صورت مسئولہ میں زاہد کے تین بار تلاق، تلاق، تلاق کہنے کی وجہ سے اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئی اور وہ مغلظہ ہوگئی۔ اب بیوی زاہد پر حرام ہوگئی، بغیر حلالہ کے وہ اپنے پاس نہیں رکھ سکتا ہے۔ لفظ تلاق طلاق کی طرح صریح ہے نیت کا اعتبار نہیں۔

ويقع بها اى بهذه الالفاظ وما بمعناها من الصريح ويدخل نحو طلاغ وتلاغ وطلاك او ط ل ق او طلاق باش بلا فرق بين عالم وجاهل وان قال تعمدته تخويفا لم يصدق قضاءً الا اذا اشهد عليه قبله به يفتى الخ (تنویر الابصار مع الدر المختار ج ۲ ص ۴۳۰) (۱)

قوله ويدخل نحو طلاغ وتلاغ الخ اى بالغين المعجمة قال فى البحر ومنه الالفاظ المصحفة وهى خمسة فزاد على هنا تلاق الخ (شامی ج ۲ ص ۴۳۰)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) تنویر الابصار مع (الدر المختار ص: ۲۱۸ ج: ۱، اشرفیہ متن)۔

(۲) (الدر المختار مع رد المختار ص: ۲۴۹ ج: ۳، کراچی)۔

(۳) ومنه الألفاظ المصحفة وهي خمسة "تلاق وتُلاغ، وطُلاك، وتلاك "طلاع" فيقع قضاءً ولا يصدق إلا إذا اكان على ذلك بأن قال: امرأتي تطلب مني الطلاق وأنا لا أطلق فأقول هذاء ولا فرق بين العالم والجاهل وعليه الفتوى. (البحر الرائق ص: ۲۵۲ ج: ۳۔ سعيد)۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها۔ (الفتاوىٰ الهندية ص: ۵۳۵ ج: ۱) زكريا۔

اگر میکے گئی تو تمہیں طلاق کیا حکم ہے؟

سوال (۶۱۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے متعلق کہ لڑکی بہت دن سے میکے نہیں گئی تھی، بہت گھبراتی تھی لڑکے کے والدین اور بھائیوں نے لڑکے سے کہا آخر کیوں نہیں لڑکی کو میکے پہونچا دیتے تو بھائیوں میں تو تو میں میں ہوگئی اور بات بڑھ گئی لڑکے کے چھوٹے بھائی نے لڑکے کو لکڑی کے ایک ٹکڑے سے پھینک کر مارا جس کی وجہ سے لڑکا غصہ میں آ کر لڑکی سے کہا کہ اگر تم کسی رشتہ داری میں گئی خاص کر میکے گئی تو تمہیں طلاق۔

لڑکی ابھی سسرال میں ہے تو کیا لڑکی میکے گئی یا کسی رشتہ داری میں گئی تو مطلقہ ہو جائے گی اور اگر طلاق واقع ہوگی تو کتنی طلاق واقع ہوگی اور رشتہ داری کا لفظ تو عام ہے تو کیا لڑکے کی نیت اور مراد کو بھی اس میں دخل ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیل کے ساتھ واضح طور سے تحریر فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

صورت مسئولہ میں اگر لڑکی میکے گئی تو جتنی طلاق شوہر نے دی ہوگی وہ سب واقع ہوجائے گی اگر ایک طلاق دی ہوگی تو لڑکی جب بھی میکے جائے گی تو ایک طلاق واقع ہوجائے گی اس کے بعد شوہر اپنے گھر لاکر رجعت کرلے نیز میکے چلی جانے کے بعد یمین منحل ہوجائے گی اس کے بعد پھر اگر کسی رشتہ داری میں گئی تو اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی لہٰذا لڑکی کو میکے بھیج دے اور دو چار روز کے بعد اپنے گھر بلا کر اس سے رجعت کرلے۔

الفاظ الشرط ان واذا واذ وکل وکلما ومتی ومتی ما ففی ہذہ الالفاظ اذا وجد الشرط انحلت الیمین وانتہت لانہا لا تقتضی العموم والتکرار فبوجود الفعل مرۃ تم الشرط وانجلت الیمین فلا یتحقق الحنث بعدہ الخ (عالمگیری ج۱ ص ۴۱۵)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) ألفاظ الشرط "إن" "إذا" "وإذ" "وکل" و"کلّما" الخ۔ (الفتاوىٰ الهندية ص:۴۸۳ ج:۱، زکریا ص:۴۱۵ ج:۱) رشیدیة)۔

ملتقی الأبحر ص:۵۹۰ ر ج:۲۔ دار الکتب العلمیة بیروت۔

مجمع الأنہر ص:۵۸ ر ج:۲ فقیہ الامة دیوبند۔

البحر الرائق ص:۱۰ ر ج:۴۔ سعید۔

تبیین الحقائق ص:۲۳۳ ر ج:۲۔ امدادیہ ملتان۔

وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقیب الشرط اتاقاً۔ (الفتاویٰ الهندیة ص:۴۸۸ ج:۱، زکریا)۔

تم چاہے جو بھی کرو مجھ سے مطلب نہیں کہنے سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

سوال (۶۱۸): میں خیریت سے رہ کر تمہاری خیریت رب العزت سے نیک چاہتا ہوں ضروری استدعا یہ ہے کہ پیر کا علاج ہو رہا ہے کہ نہیں تمہارے والد والدہ نے میرے ساتھ دھوکہ بازی کی مجھے دھوکہ دیا کاش یہ بات مجھے پہلے معلوم رہی ہوتی تو آج میں ہرگز شادی نہیں کرتا ایک انسان انجان میں دھوکہ کھاتا ہے جان کر نہیں جب یہ مرض شروع ہوا تھا تب تو تمہارے والد والدہ سو رہے تھے اور جب حد سے زیادہ بڑھ گیا تب چلے ہیں علاج کرنے تم کو اچھی طرح سے معلوم ہے کہ آج کل زمانے میں ذرا سی بات میں کیا سے کیا ہوجاتا ہے میں اتنا گیا گذرا نہیں ہوں کہ تمہاری زندگی سے کھیلوں گا میں تم کو اب نہیں لاؤں گا میں لاکر کیا کروں گا جب تمہارا پیر خراب ہوجاتا ہے تو تم پانی پینے کے لئے محتاج ہوجاتی ہو تو تم دوسروں کی کیا مدد کرسکتی ہو لوگ شادی کرتے ہیں کہ گھر بیوی آئے گی تو والد والدہ کو آرام ملے گا لیکن تمہارے آنے سے سب کو تکلیف ہی تکلیف ہے جب تک پیر نہیں ٹھیک ہوگا تب تک میرے گھر میں آنے کی کوشش مت کرنا یہ مرض بہت ہی خطرناک ہے میرے گھر میں ایک چھوٹی بہن ہے اگر کوئی جان جائے گا تو شادی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا یہ بہت بڑا داغ ہے تمہارے والد والدہ میری زندگی سے کھیلنا چاہتے ہیں۔ تمہارا سامان تمہارے گھر پر میرا سامان میرے گھر پر ابھی تو میں آزاد پھرتا مجھے کیا کمی تھی لیکن آج تمہارے والد والدہ نے موت کے منھ میں ڈال دیا اگر میرے گھر میں آنا چاہتی ہو تو پیر کا علاج کر کے آنا میں تو سوچتا ہوں کہ اگر تمہارے والد والدہ فیصلہ کرالیں تو بہتر ہوگا کیوں کہ ابھی اللہ کے فضل وکرم سے کوئی بال بچے بھی نہیں ہیں کہیں شادی کرلیں میں بوڑھا نہیں ہوں کہ میں تم کو لے کر زندگی بھر سیتا رہوں دو چار روز میں تمہارے والد کو ہی پرزہ بھیج دوں گا پیر کی حقیقت بتادوں وہ پیر ٹھیک نہیں ہوگا میں ڈاکٹر سے ایک بار نہیں ہزاروں بار پوچھا تھا ڈاکٹر کہتا تھا کہ ٹھیک ہوجائے گا لیکن پھر ہوجائے گا تو میں کیا کروں گا یہ مرض میری شادی سے چار برس پہلے کا ہے میں جانتا ہوں کہ ابھی

میرا بس نہیں چلتا لیکن جب میں نہیں چاہوں گا تو میرے والد والدہ کب تک اپنے گھر میں رکھیں گے میں بہت بدنصیب ہوں میرا مقدر خراب ہے جو کہ آج میں اتنی مصیبت جھیل رہا ہوں اگر تم اپنی زندگی عزت سے گذارنا چاہتی ہو تو جہاں تک ہو سکے علاج کرو یہ مرض اگر میرے گھر میں آکر ہوجاتا تو میں جان دینے کے لئے تیار ہوجاتا مگر تمہارے والد والدہ نے چھپا کر شادی کیا خیر اب تو ناممکن بات ہے کہ میں تم کو اپنے گھر میں آنے کی جگہ دوں جس دن تم اعظم گڑھ دوا کیلئے گئی تھی اس دن میں بھی اعظم گڑھ گیا تھا تم جس بس میں بیٹھی تھی میں دیکھ کر واپس چلا آیا تھا تمہاری بس آگے تھی اور میری ٹیکسی تمہارے پیچھے تھی لیکن کب تک تمہارا ہمارا ساتھ رہے گا کوئی ٹھیک نہیں ہے اگر تمہارے والد والدہ جب کہیں میں تب طلاق دینے کے لئے تیار ہوں میں لا کر کیا کروں گا جہاں تم کو بیٹھ کر کھانے کو ملے وہاں شادی کر لینا کوئی بھی چیز ہو ہر چیز کا وقت ہوتا ہے جو تم وہاں پر کہہ رہی ہو مجھے سب پتہ چلتا ہے لال گنج کوئی دور نہیں ہے اسی وجہ سے تو تمہارے گھر والے مجھے نہیں بلا رہے ہیں کہ اگر آئیں گے تو سب بھید کھل جائے گا تم چاہے جو بھی کرو مجھ سے نہیں مطلب خدا کے سامنے کیا منھ دکھاؤ گی صرف آوارہ بن کر ادھر ادھر گھومتی ہو۔ خدا حافظ

الجواب: حامدًا ومصلیًا

صورت مسئولہ میں چند جملے ہیں (۱) میں تم کو اب نہیں لاؤں گا میں لا کر کیا کروں گا۔ (۲) اب تو ناممکن ہے کہ میں اپنے گھر میں آنے کی جگہ دوں۔ (۳) تم چاہے جو بھی کرو مجھ سے مطلب نہیں یہ سب جملے کنایہ ہیں اگر ان جملوں سے جواد احمد نے طلاق کی نیت کی ہے تو ایک طلاق بائن ہوگئی جس کا حکم یہ ہے کہ اگر دوبارہ رکھنا چاہیں تو نکاح جدید کی ضرورت ہوگی حلالہ کی ضرورت نہیں اور اگر ان جملوں سے طلاق کی نیت نہیں کی ہے تو کوئی بھی طلاق نہیں واقع ہوگی۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) والكنايات لا تطلق بها قضاءً إلا بنية أو دلالة الحال وتحته في الشامية: لأنه لا يقع ديانة بدون النية وقوله "أو دلالة الحال" المراد بها الحالة الظاهرة المفيدة المقصودة. ومنها تقدم ذكر الطلاق. (شامی ص:۲۹۷ ج:۳) کراچی۔

الكنايات لايقع بها الطلاق إلا بالنية أو بدلالة الحال. (الفتاویٰ الهندية ص:۴۴۲ ج:۱۔ زکریا)۔

البحر الرائق ص:۲۹۸/ج:۳ سعید۔

(۴) تبیین الحقائق ص:۲۱۴/ج:۲۔ امدادیہ ملتان۔

لا يقع الطلاق بشيئ من الكنايات إلا بالنية. (فتاویٰ قاضی خان ص:۴۱۱ ج:۱۔ دار الکتب العلمية)۔

طلاق دے دوں گا کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال (۶۱۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں شادی کروں گا تو اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا ڈرانے کے لئے تو کیا طلاق واقع ہوجائے گی یا نہیں مدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

طلاق از قبیل اخبار نہیں بلکہ از قبیل انشاء ہے اور طلاق دے دوں گا یہ خبر ہے یا وعدۂ طلاق ہے اور اس کو معلق کیا ہے نکاح ہونے پر لہٰذا نکاح کرنے کے بعد طلاق نہ ہوگی طلاق دے دوں گا سے بغیر تعلیق کے بھی طلاق نہیں ہوگی اگر یہ کہتا کہ تو مطلقہ ہے یا تجھ کو طلاق ہے اگر تجھ سے نکاح کروں تو اس صورت میں نکاح کرتے ہی فوراً عورت پر طلاق واقع ہوجاتی۔ فافهم كذا في الشامي (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) ولو قال اطلقك لم يقع. (سكب الأنهر ص:۱۴ ج:۲، فقيه الأمة.

ولو قال بالعربية "أطلق" لا يكون طلاقاً إلا إذا غلب استعماله للحال فيكون طلاقاً. (الفتاوىٰ الهندية ص:۴۵۲ ج:۱، زكريا).

أنا أطلّق نفسي لم يقع لأنه وعد. (الدر المختار مع الشامي ص:۳۱۹ ج:۳، كراچی).

أن يقول لامرءة: إن تزوجتك فأنت طالق.... فهي طالق بعد النكاح. (الفتاوىٰ الهندية ص:۴۸۸ ج:۱. زكريا).

"جا ہم نے تجھ کو طلاق دیا" تین مرتبہ کہنے سے کتنی طلاق واقع ہوگی

سوال (۶۲۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ساس بہو میں جھگڑا ہونے کی وجہ سے بہو نے غصہ میں ہو کر کہا کہ ہم کو پرواہ نہیں ہے چاہے رکھو چاہے چھوڑ دو دو تین بار کہا اور بچوں کی قسم کھا کر کہا جب زید گھر آیا تو جھگڑا ہو رہا تھا زید نے جھگڑا دیکھا زید کی ماں نے کہا دیکھو یہ بچوں کی قسم کھاتی ہے اور کہتی ہے کہ ہم کو پرواہ نہیں ہے چاہے رکھو چاہے چھوڑ دو تو اس پر زید نے کہا کہ جا ہم نے تجھ کو طلاق دیا اور تین بار کہا ایسی صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی اگر طلاق واقع ہو جائے گی تو کون سی طلاق واقع ہوگی اور ایسی صورت میں دوبارہ رجعت کی کیا صورت ہو سکتی ہے اور عدت گذارنے کا کیا طریقہ ہوگا براہ کرم صاف اور سلیس لفظوں میں تفصیل سے جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورت مسئولہ میں زید کے تین مرتبہ "جا ہم نے تجھ کو طلاق دیا" کہنے سے تین طلاق واقع ہوگئی کذا فی الشامی اب اگر وہ اس بیوی کو دوبارہ رکھنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ عورت اس طلاق کی عدت (تین حیض) گذار کر کسی دوسرے شخص سے نکاح کرلے اور وہ اس سے صحبت کرے پھر یہ دوسرا شخص مرجائے یا طلاق دے دے تو اس طلاق یا وفات کی

عدت گذار کر اس شوہر سابق کے لئے حلال ہو سکتی ہے اگر عورت راضی ہو تو اس سے نکاح کر سکتے ہیں کما قال الله تعالىٰ فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره وهكذا في فتح القدير بہر حال طلاق کی اطلاع کے بعد عورت کے ذمہ عدت کا گذارنا لازم ہو جاتا ہے صورت مسئولہ میں عورت کے ذمہ لازم ہے کہ تین حیض تک گھر سے باہر نہ نکلے نہ اپنا دوسرا نکاح کرے نہ بناؤ سنگار کرے یہ سب چیزیں اس کے لئے حرام ہیں یہ طریقہ عدت گذارنے کا ہے بناؤ سنگار میں تیل لگانا خوشبو لگانا، پان کھانا سرمہ لگانا رنگا ہوا کپڑا پہننا داخل ہے یہ سب چیزیں حرام ہیں کذا فی الشامی وعالمگیری لیکن اگر نیلا یا سیاہ یا پرانا رنگا ہوا ہو تو اس کو پہننا جائز ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) وفي "أنت الطلاق" أو "طلاق".... فإن نوى محلات فثلاث لأنه فرد حكمي وتحته في الشامية لأن الثلاث كل الطلاق فهي الزد الكامل منه. (الدر المختار مع الشامي ص:۲۵۲ ج:۳. كراچی).

(۲) تبیین الحقائق ص:۱۹۸/ج:۲۔امدادیہ ملتان۔

(۳) البحر الرائق ص:۲۵۹/ج:۳۔سعید۔

(۴) النہر الفائق ص:۳۲۶/ج:۲۔زکریا۔

(۵) الفتاویٰ الہندیہ ص:۴۲۲/ج:۱۔زکریا۔

(۶) فتح القدیر ص:۱۳۱/ج:۴۔دار إحیاء التراث العربی۔

طلاق رجعی دے دی کیا حکم ہے؟

سوال (۶۲۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ بدر الدین ولد اللہ بھیج کالڑکا اپنی بیوی زلیخا کو طلاق رجعی دے دیا ہے اپنے ہوش وحواس کے ساتھ اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

صورت مسئولہ میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی اب اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر رجعت کرلے یعنی بیوی کا بوسہ لے لے اس سے صحبت کرلے یا زبان سے کہہ دے کہ میں رجعت کرتا ہوں اور سنت یہ ہے کہ اس رجعت پر دو شاہد بنالے ان دونوں کے سامنے رجعت کرے اور اگر عدت کے اندر اندر رجعت نہیں کی تو نکاح فسخ ہوجائے گا مگر پھر دوبارہ نکاح کرکے رکھ سکتا ہے حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔(۱)

طلاق رجعی میں مہر اور عدت کا نفقہ ادا کرنے کی وجہ سے کوئی فرق نہیں پڑتا مہر اور عدت کے نفقہ کی ادائیگی کے بعد بھی رجعت کرسکتا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) والرجعة أن يقول رجعتك وراجعت امرأتي هذا صريح في الرجعة. أو يطأها أو يقبلها أو تلمسها بشهوة أو ينظر إلى فرجها بشهوة، مستحب أن يشهد على الرجعة شاهدين فإن لم يشهد صحت الرجعة. (هدایه ص:۳۹۹ ج:۳ أشرفي).

وبكل ما يوجب حرمة المصاهرة كمس ولو منها اختلاساً أو نائماً أو مكرهاً أو مجنوناً أو معتوهاً. والرجعي لا يزيل الملك إلا بعد مضي المدة. (شامي ص:۳۹۹ ج:۳، کراچی).

ويستحب أن يراجعها بعد ذلك بالإشهاد. (الفتاوی الہندیہ ص:۵۳۲ ج:۱، زکریا).

البحر الرائق ص:۵۱ ج:۴، سعید۔

مجمع الأنہر ص:۸۲ ج:۲، فقیہ الامت۔

تبیین الحقائق ص:۲۵۱ ج:۲، امدادیہ ملتان۔

مذاقاً طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے

سوال (۶۲۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیا تو کیا اس جملہ سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں نیز رجعت کے لئے بیوی کے پاس جانا ضروری ہے یا غائبانہ طور پر بھی رجعت ہوسکتی ہے؟ نیز اگر مذکورہ جملہ کو مذاق میں کہا تو پھر بھی طلاق واقع ہوجائے گی یا نہیں تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

صورت مسئولہ میں زید کے کہنے کی وجہ سے کہ (میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیا) ایک طلاق واقع ہوگئی (کذا فی عالمگیری ج۱ ص ۳۵۴)(۱) الفصل الأوّل في الطلاق الصريح وهو كانت طالق ومطلقة وطلقتك تقع واحدة رجعية وان نوى الأكثر أو الإبانة أو لم ينو شيئًا (کذا فی الکنز وہکذا فی الہدایہ ج۲ ص۳۳۹)(۲) خواہ اس سے طلاق کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو اور چاہے حقیقتاً کہا ہو یا مذاقاً کہا ہو بہرصورت ایک طلاق رجعی واقع ہوگی لقولہ(۳) عليه السلام ثلث جدهن جد وهزلهن جد النكاح والطلاق والعتاق اب اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اگر رجعت کرلے تو بیوی علی حالہ باقی رہے گی ورنہ عدت ختم ہوتے ہی نکاح ٹوٹ جائے گا رجعت کا طریقہ یہ ہے کہ بیوی کا بوسہ لے لے یا اس سے صحبت کرلے یا اس سے کہہ دیے کہ میں تم کو حسب سابق بیوی بناتا ہوں رجعت کرتا ہوں نیز یہ رجعت جس طرح بیوی کی موجودگی

میں ہوسکتی ہے اسی طرح اس کی غیبت میں بھی ہوسکتی ہے غائبانہ میں یہ کہہ دے (راجعت امراتی) میں نے اپنی بیوی سے رجعت کی اس کو لوٹالیا وہ حسب سابق میری بیوی ہے اور اگر بیوی کو طلاق کی اطلاع دے چاک ہو تو اس رجعت کی بھی اطلاع دے دے نیز سنت یہ ہے کہ رجعت پر دو شاہد بنالے تاکہ موقع پر ان کی شہادت کام دے کذا فی الفتاوی الھندیہ وھی (ای الرجعة) علی ضربین سنی وبدعیی قال النبی ﷺ ان یراجعھا بالقول ویشھد علی رجعتھا شاھدین ویعلمھا بذالك الفاظ الرجعة صریح و کنایة فالصریح راجعتك فی حال خطابھا او راجعت امرأتی حال غیبتھا الخ (ج ا ص ۴۶۱) (۴)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عيه وسلم قال: ثلاث جد هن جد وهو بهن وجد النكاح والطلاق والرجعة۔ (سنن أبي داؤد ص:۲۹۸ ج:۱، كتاب الطلاق)۔ مكتبة بلال۔

(۱) الفتاویٰ الهندية ص:۴۲۲ ج:۱۔ زکریا۔

(۲) فالصريح قوله أنت طالق ومطلقه وطلقتك فهذا يقع به الطلاق الرجعي لأن هذه الألفاظ لا تستعل فی غيره ولا يفتقر إلى النية لأنه صريح فيه...... إن نوى ثلاثاً فثلاث۔ (هداية ص۳۵۹ ج:۳) اشرفی بك ڈپو۔

شامی ص: ۲۴۷ ر ج: ۳۔ کراچی۔

البحر الرائق ص: ۲۵۹ ر ج: ۳۔ سعید۔

(۴) الفتاویٰ الہندیہ ص: ۵۳۲ ج: ۱۔ زکریا۔۔۔

مہر میں معاف کر دیتی ہو مجھے طلاق دے دو

سوال (۶۲۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین صورت مسئولہ میں کہ ایک شخص کی بیوی اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ آپ مجھے پسند نہیں ہیں آپ دوسری شادی کرلیں مہر میں معاف کر دیتی ہوں شوہر نے اس پر کہا کہ میں طلاق دے دوں گا مگر یہ پہلے معلوم کرلوں کہ اس طرح پر مہر شرعاً معاف ہوجاتی ہے یا نہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مذکورہ بالا میں طلاق دینے پر مہر معاف ہوجائے گی یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورت مسئولہ میں شوہر کے طلاق دینے پر مہر معاف ہوجائے گی بہتر یہ ہے کہ شوہر طلاق دیتے وقت یہ کہے کہ میں نے تم کو طلاق دیا بعوض مہر اور پہلے بیوی سے کاغذ پر لکھوالے میں مہر معاف کرتی ہوں اس شرط پر کہ آپ طلاق دیں پھر آپ بھی زبان سے طلاق دے دیں اور کاغذ پر لکھ دیں کہ میں طلاق دیتا ہوں تاکہ منازعت کی کوئی شکل نہ پیدا ہو۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ولو قال لها "بعت منك مهرك بتطليقةٍ فقالت اشتريت يقع بائناً۔ (الفتاویٰ التاتارخانیه ص:۱۰ ج:۵۔ زکریا)۔

وإن طلقها على مالٍ فقبلت وقع الطلاق ولزمها المال۔ (الفتاوىٰ الهندية ص:۵۵۴ ج:۱، زکریا)۔

(۳) واذا احتلعت بكل حق لها عليه فلها النفقة مادامت فی العدة۔ (شامی ص:۴۴۴ ج:۳۔ کراچی)۔

نشہ میں دی ہوئی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال (۶۲۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کے تعلقات اس کی بیوی سے بہت ہی اچھے تھے اچانک شراب پیا اور نشہ کی حالت میں اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق لکھ کر دے دیا اس کے بعد اس کو ہوش ہوا تو افسوس سے پاگل ہوگیا اور کہتا ہے کہ میں رکھوں گا مفصل مدلل کتاب وحدیث کی روشنی میں بیان فرمائیں مہربانی ہوگی۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئی اب اس بیوی کا رکھنا زید کے لئے حرام ہے فوراً علیحدگی کی جائے کذا فی الھدایہ طلاق السکران واقع الخ (ج ۲ ص ۳۳۸)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) (ہدایہ ص:۳۵۸ ج:۲۔ اشرفی بک ڈپو)۔

ملتقی الأبحر ص:۲۶۲ ج:۱ مؤسسۃ الرسالۃ۔

أو كان الزوج سكران زائل العقل فإن طلاقة واقع وكذا حلفه۔ (مجمع الأنهر ص:۸ ج:۲۔ فقيه الامت)۔

السكران إذا طلق امرأته فإن كان سكره بسبب محظورٍ بأن شرب الخمر أو النبيذ طوعاً حتى سكر وزال عقله فطلاقه واقع عند عامة العلماء وعامة الصحابة۔

(بدائع الصنائع ص:۳۵۸ ج:۳) زکریا۔

البحر الرائق ص:۴۳۲ ج:۳۔ زکریا۔ الفتاویٰ التاتارخانیہ ص:۳۶۱ ج:۴۔ زکریا۔

صورت مسئولہ میں مہر کتنی ادا کرنی ہوگی؟

سوال (۶۲۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید جو کہ بہرا ہے اس کی شادی ایک عورت سے پانچ سو روپیہ دین مہر کے عوض میں ہوئی اس کے بعد رخصتی ہو کر جب عورت زید کے گھر آئی تو زید نے پہلی رات کو کہا کہ میں تو بہرا ہوں میں نے سنا نہیں کہ نکاح کس طرح ہوا کتنا مہر باندھا گیا لہٰذا میں دوبارہ نکاح پڑھوانا چاہتا ہوں عورت نے کہا کہ بہت اچھا ہے چنانچہ ایک میاں جی کو بلایا گیا تو نکاح سے قبل عورت نے کہا کہ اب میں ہزار روپیہ دین مہر کے عوض نکاح کروں گی، چنانچہ ایجاب وقبول ہوگیا دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کے ذمہ ایک ہزار دین مہر لازم ہوگا یا پانچ سو روپیہ۔ **بینوا توجروا**

الجواب: حامدًا ومصليًا

جب زید خود اقرار کر رہا ہے کہ میں نے سنا نہیں کہ نکاح کس طرح ہوا کتنا مہر باندھا گیا تو گویا کہ اس نے قبول ہی نہیں کیا اور عقد نکاح میں ایجاب کے ساتھ قبول بھی شرط ہے لہٰذا دوبارہ جو نکاح ہوا وہی اصل نکاح ہے پس اس میں مہر کی جو مقدار متعین ہوئی یعنی ایک ہزار روپیہ وہی زید پر لازم اور واجب الادا ہوگی۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) ينعقد النكاح بالايجاب والقبول فالمعنى، يثبت حكم النكاح بالإيجاب والقبول۔ ومقصوده في البابين تحقيق أن الإيجاب مع القبول عين العقد لا غيره۔ (البحر الرائق ص:۸۱ ج:۳۔ سعيد)۔

تبیین الحقائق ص:۹۶ ج:۲۔ امدادیہ ملتان۔

ويسمع كل واحدٍ من المتعاقدين كلام صاحبه۔ (النہر الفائق ص:۱۷۶ ج:۲) زکریا۔

الفتاویٰ الهندية ص:۳۳۲ ج:۱۔ زکریا۔

زبردستی طلاق نامہ لکھوانے کا حکم

سوال (۶۲۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ میرے سسرال کے لوگ مجھ سے زبردستی طلاق لینا چاہتے ہیں چنانچہ میرا ان کے یہاں جانا ہوا ان لوگوں نے کاغذ پر زبردستی طلاق لکھوانا چاہا میں نے انکار کیا مگر ان لوگوں نے مجھ کو مجبور کیا اور دھمکی دی حاصل یہ کہ میں اپنی جان بچانے کے خوف سے میں نے یہ تحریر لکھ دی کہ ایک بار طلاق دے رہا ہوں مگر زبان سے نہیں کہا اس صورت میں شریعت مطہرہ کیا فرماتی ہے میری بیوی پر طلاق واقع ہوگئی کہ نہیں جواب سے ممنون فرمائیں مہربانی ہوگی۔

الجواب:

اگر یہ صحیح ہے کہ شوہر کو مجبور کر کے طلاق لکھوایا گیا ہے اور شوہر نے زبان سے نہیں کہا ہے تو طلاق واقع نہیں ہوئی عورت جس طرح نکاح میں تھی اسی طرح باقی ہے فلو اکرہ علی طلاق إمرأته فکتب لا تطلق (شامی ج ۲ ص ۵۷۹) (حضرت مولانا محمد سجاد غفرلہٗ بیت العلوم سرائے میر)

الجواب: حامداً ومصلیاً

مذکورہ بالا جواب صحیح ہے جب تک شوہر اپنی زبان سے طلاق نہ دے، اکراہ کی صورت میں صرف لکھانے سے یا طلاق نامہ پر دستخط کرا لینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی، جیسا کہ شامی (۱) وغیرہ دوسری کتابوں میں موجود ہے ولو اکرہ علی کتابته او علی الاقرار به لا تقع الخ (سکب الانہر (۲) ج ۱ ص ۳۸۴ وہکذا فی مجمع الانہر ج ۱ ص ۳۸۴ وہکذا فی الفتاوی الہندیہ (۳) ج ۱ ص ۳۷۹ وہکذا فی کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۴ ص ۲۸۴) (۴)

ویشترط ان یکون إلا کراہ علی التلفظ بالطلاق فاذا اکرهته علی کتابة الطلاق فکتبه فانه لا یقع به الطلاق الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

وفی البحر أن المراد الإکراہ علی التلفظ بالطلاق فلو أکرہ علی أن یکتب طلاق امرأته فکتب لا تطلق لأن الکتابة أقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا۔ (شامی ص: ۲۳۶ ج: ۳) کراچی۔

(۲) ولو أکرہ علی کتابته أو علی الإقرار به لا یقع۔ (سکب الأنہر مع مجمع الأنہر ص: ۸ ج: ۲۔ فقیہ الأمت)۔

(۳) رجل أکرہ بالضرب والحبس علی أن یکتب طلاق امرأته فلانه بنت فلان بن فلان فکتب إمرأته فلانه بنت فلاں بن فلاں طالق لا تطلق امرأته۔ (الفتاویٰ الهندیة ص: ۴۴۶ ج: ۱۔ زکریا)۔

(۴) ویشترط أن یکون الإکراہ علی التلفظ بالطلاق فإذا أکرهه علی کتابة الطلاق فکتبه لا یقع به الطلاق۔ (الفقہ علی المذاہب الأربعة ص: ۲۵۸ ج: ۴)۔ بیروت۔

طلاق کے باب میں بیوی کی بات بلا شہادت معتبر نہیں

سوال (۶۲۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ہندہ اور اس کی دختر میں کسی بات پر تکرار ہوئی اور اس نے اپنے شوہر زید سے شکایت کی کہ تمہارے ساتھ اب لڑکے بھی مجھ سے لڑنے لگے آپس میں خوب تکرار ہوئی اور زید نے فیصلہ صبح پر مؤخر کر دیا صبح ہندہ نے اپنے شوہر زید سے اصرار کیا کہ اپنے قول کے موافق فیصلہ کرو شوہر نے اسے طلاق دے دیا اور وہ اپنا کپڑا وغیرہ لے کر میکہ چلی آئی اور وہاں بتایا کہ میرے شوہر نے مجھ کو تین طلاق دے دیا ہے بعد شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے ایک طلاق دی اور اس پر وہ حلف اٹھانے کو تیار ہے اس کی تصدیق اس کے لڑکے جو مذکورہ بالا لڑائی میں والدہ کے فریق تھے کرتے ہیں لڑکے عادل نہیں ہیں اور زوجہ حلفیہ کہتی ہے کہ مجھ کو تین طلاق دیا ہے اور میں نے کانوں سے سنا ہے اور اب میرا جانا حرام کاری ہے لیکن زوجہ کو اور اس کے باپ کو لوگ شوہر کے پاس جانے کے لئے راضی کرنے کی کوشش کر رہے

ہیں کیا ہندہ کو اپنے شوہر زید کے پاس (باوجود اس حلفیہ بیان کے کہ مجھے شوہر نے تین طلاق دیا ہے جسے میں نے خود سنا ہے) بغیر حلالہ کے جانا صحیح ہے یا نہیں؟

اس سلسلہ میں ایک عالم نے یہ بتایا کہ چونکہ ہندہ نے اپنے کان سے سنا ہے کہ اس کے شوہر نے اس کو تین طلاق دی ہے تو ہندہ کو اپنے شوہر زید سے زن وشوہر جیسے تعلقات رکھنا حرام ہے اور طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور رد المحتار کی یہ عبارت پیش کی۔ والمرأة اذا سمعته او اخبرها عدل لا یحل لها تمکینه (ردالمحتار ج ۲ ص ۴۳۲)

الجواب: حامدًا ومصلیًا

صورت مسئولہ میں جب بیوی تین طلاق کا دعویٰ کر رہی ہے اور شوہر منکر ہے اور بیوی کے پاس بینہ موجود نہیں ہے تو ایسی صورت میں بیوی کے قول کا اعتبار نہیں ہوگا وشرط لغير ذالك رجلان او رجل وامرأتان مالا كان او غير مال كالنكاح والرضاع والطلاق الخ (ملتقی (۱) الابحر ج ۲ ص ۱۸۸ وہکذا فی الدر (۲) المختار ج ۴ ص ۲۷۳) نیز شوہر کے پاس جو شاہدین ہیں وہ بھی غیر معتبر اور غیر قابل قبول ہیں اس لئے کہ وہ غیر عادل ہیں جیسا کہ سوال میں تصریح ہے اور اس باب میں عدالت شرط ہے وشرط للكل الحرية والاسلام والعدالة الخ (ملتقی (۳) الابحر ج ۲ ص ۱۸۸) اب بغیر شہادت کے شوہر کا قول معتبر ہوگا لہٰذا شوہر کے لئے جائز ہے کہ اگر عدت نہ گذری ہو تو اپنی بیوی کو اپنے گھر لے آوے اور رجعت کرلے اور اگر عدت گذر چکی ہو تو تجدید نکاح کی ضرورت پڑے گی واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها رضيت بذالك او لم ترض الخ (ہدایہ باب الرجعۃ ج ۲ ص ۳۷۴ وهكذا فى فتاوى دار (۵)العلوم فليراجع ثم ان شئت ج ۹ ص ۱۹۳) (۴)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

(۱) (ملتقی الأبحر ص:۸۴ ج:۲) مؤسسة الرسالة۔

(۲) ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالاً أو غيره كنكاحٍ وطلاق ووكالة ووصيةٍ واستهلاك صبي ولو للإرث رجلان أو رجل وامرأتان۔ (الدر المختار ص:۹۱ ج:۲۔ اشرفیہ کتاب الشهادت متن)۔

(۳) وشرط للكل الحرية والإسلام والعدالة الخ۔ (ملتقی الأبحر ص:۸۴ ج:۲۔ مؤسسة الرسالة)۔

(۴) وإذا طلق الرجل۔۔۔۔أولم ترض۔ (هداية ص:۳۹۴ ج:۲، ياسر نديم ديوبند)۔

(۵) فتاویٰ دار العلوم دیوبند ص:۳۶ ج:۱۰۔

طلاق کے وقت بیوی سے زیورات لوٹانے کا حکم

سوال (۶۲۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین

(۱) وصی الدین نے اپنی زوجہ احمدی کو تین طلاق مغلظہ دیا بوقت نکاح جو زیور بطور تحفہ احمدی کو دیا گیا تھا وصی الدین کو واپس لینے کا حق ہے۔

(۲) کلیم الدین وصی الدین کے حقیقی بھائی ہیں اور احمدی کے حقیقی پھوپھا ہیں کلیم الدین کی ذمہ داری پر نکاح ہوا تھا زیور کلیم الدین نے بنوایا تھا اور یہ کہا تھا کہ یہ زیور میں احمدی کو دیا ہوں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

(۱-۲) اس دیار میں جو زیورات لڑکی کو دیتے ہیں اگر بطور عاریۃ دیتے ہوں تو واپسی کا مطالبہ کا حق ہے اور اگر بطور تملیک دیتے ہیں تو پھر واپسی کے مطالبہ کا حق نہیں غرضیکہ مدار عرف پر ہے عرف کے مطابق فیصلہ ہوگا۔

واذا بعث الزوج الى اهل زوجته اشياء عند زفافها منها ديباج فلما زفت اليه اراد ان يسترد عن المرأة الديباج ليس له ذالك اذا

بعث الیها علی جهة التملیك كذا فی الفصول العمادیه الی ان قال وقال فی الواقعات ان کان العرف ظاهرًا تملیکه فی الجهاز کما فی دیارنا فالقول قول الزوج وان كان مشتركا فالقول قول الاب كذا فی التبیین وقال الصدر الشهید وهذا التفصیل هو المختار للفتویٰ کذا فی النهر الفائق عالمگیری (ج ۱ ص ۳۴۷) (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (الفتاویٰ الهندیة ص:۳۹۳ ج:۱۔ زکریا الباب السادس عشر فی جهاز البنت)۔

عن أبی حرة الرقاشی رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم أنه قال: لا یحل امرأ مسلمٍ إلا عن طیب نفسه۔ (سنن الدار قطنی ص:۲۲ ج:۳، دار الإیمان بیروت)۔

(۲) إذ للمبیح أن یمنعه عن التصرف فیه۔ (مجمع الأنهر ص:۳۸۵ ج:۱، فقیه الأمت)۔

بیوی کا بغیر نام لئے طلاق کا حکم

سوال (۶۲۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نصاب الدین کی بیوی اور نصاب الدین کی ماں میں ایک روز جھگڑا ہو رہا تھا اور جھگڑا مکان کے اندر ہو رہا تھا اور نصاب الدین مکان کے باہر کوئی کام کر رہا تھا اتفاق سے کسی ضرورت سے مکان کے اندر گیا تو جھگڑا ہوتے دیکھ کر نصاب الدین نے اپنی بیوی کو لفظ طلاق کہا لیکن نصاب الدین کو یہ ہوش نہیں کہ اس نے کتنی دفعہ لفظ طلاق کہا لیکن نصاب الدین کی والدہ کہہ رہی ہیں کہ نصاب الدین نے صرف طلاق طلاق طلاق تین مرتبہ کہا نہ تو اس نے کسی کا نام لیا نہ تو

اپنی عورت کو کہا کہ میں تمہیں طلاق دے رہا ہوں لفظ طلاق کہنے کے بعد نصاب الدین کی والدہ رونے لگی اور عورت وغیرہ بھی رونے لگی اب عورت جانے کو تیار نہیں ہے اور نصاب الدین رکھنے کو تیار ہے تو کیا اس طرح سے نصاب الدین کی بیوی ونصاب الدین ایک ساتھ رہ سکتے ہیں یا نہیں اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

صورت مسئولہ میں یہ تصریح ہے کہ جھگڑا ہوتے دیکھ کر نصاب الدین نے اپنی بیوی کو لفظ طلاق کہا لہٰذا دوسرے احتمالات ساقط ہو گئے اور اس کی بیوی کو طلاق واقع ہو گئی اب اگر تین طلاق کا اقرار کر رہا ہو یا ماں جو خبر دینے والی ہے وہ عادلہ ہو یا بیوی کو تین طلاق یاد ہو تو اس کی بیوی نصاب الدین پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی الا یہ کہ حلالہ کروائے تو اس کے بعد پھر اس سے تعلق از دواجیت قائم کر سکتا ہے اور اپنے پاس رکھ سکتا ہے اس کے بغیر حرام ہے۔ (کذا فی الشامی امداد الفتاوی ج ۲ ص ۳۴۸) (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) قال: امرأته طالق ولم یسم وله امرأة معروفة طلقت امرأته۔ (الدر المختار ص:۲۹۲ ج:۳۔ کراچی مع الشامی)۔

(۲) امداد الفتاویٰ ص:۳۶۰ ج:۲۔ زکریا قدیم۔

وإن کان الطلاق ثلاثاً فی الحرة وثنتین فی الأمة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، ثم یطلقها أو یموت عنها۔ (الفتاویٰ الهندیة ص:۵۳۵ ج:۱، زکریا)۔

تبیین الحقائق ص:۲۵۷ ج:۲۔ امدادیہ ملتان۔

البحر الرائق ص:۵۶ ج:۴۔ سعید۔

”طلاق سمجھو“ کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی؟

سوال (۶۳۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تقریباً چھ ماہ قبل (غلام مصطفیٰ) نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر شام کا کھانا مجھے چھ بجے تک نہیں ملا کرے گا تو تم طلاق سمجھو لفظ طلاق سمجھوں میں نے تین بار ادا کیا تھا اس کے باوجود اس نے شام چھ بجے تک کبھی کھانا نہیں تیار کیا طلاق کے بارے میں مذکورہ بالا جملہ ادا کرتے وقت میرا مقصد صرف دھمکانا تھا علاحدگی کا تصور میرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا میرے علم کے مطابق اپنے کسی فعل کا انحصار مشیت پر ہی ہوتا ہے اور میری نیت ہرگز طلاق کی نہیں تھی اس سے کئی گنا غلطی پر بھی میں بیوی کو طلاق نہیں دے سکتا۔

لہٰذا آپ سے التماس ہے کہ براہ کرم تحریر فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ طلاق کی دھمکی دیئے چھ ماہ بیت گئے ہیں اور چھ ماہ سے ہم لوگ ایک ساتھ بالکل خوش وخرم رہ رہے ہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں ایک بھی طلاق نہیں ہوئی اس لئے کہ طلاق سمجھو یہ طلاق دادہ انگار کا ترجمہ ہے اور طلاق دادہ انگار سے طلاق واقع نہیں ہوتی لہٰذا حسب سابق اپنی بیوی کے ساتھ تعلق ازدواجیت قائم رکھیں۔

امراۃ قالت لزوجها مُرا طلاق ده فقال الزوج داده گیر و کرده گیرا وقال داده بادو کرده باد ان نویٰ یقع ویکون رجعیا وان لم ینو لا یقع الخ ولو قال داده انگار او کرده انگار لا یقع وان نویٰ الخ (الفتاوی الہندیہ ج ا ص ۳۸۰) فی الطلاق بالالفاظ الفارسیہ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) الفتاویٰ الهندیة ص:۳۸۰ ج:۱۔ رشیدیة۔

وکل لفظ لا یحتمل الطلاق لا یقع به الطلاق۔ (الفتاویٰ الهندیة ص:۴۴۴ ج:۱، زکریا)۔

بدائع الصنائع ص:[illegible] ج:۳۔ زکریا۔

حالت جنون میں طلاق دینا

سوال (۶۳۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی کو حالت جنون میں طلاق دیا اور دستخط بھی کر دیا آیا اس جنون کی کیفیت میں طلاق دینا درست ہے یا نہیں اور طلاق ہوا یا نہیں بحوالۂ کتب تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

انسان کے اندر ایک قوت ممیزہ ہے جس کے ذریعہ انسان اچھائیوں اور برائیوں میں تمیز پیدا کرتا ہے اس قوت ممیزہ میں خلل آجانے کا نام جنون ہے اور یہ نقصان وخلل کسی میں فطری وخلقی ہوتا ہے اور کبھی مصائب ومضائق کے توارد کی وجہ سے ہوجاتا ہے جیسا کہ علامہ شامی نے تلویح کے حوالہ سے اس کی تصریح کی ہے (قوله والجنون) قال فی التلویح الجنون اختلال القوة المميّزة بين الامور المحسنة والقبيحة المدركة للعواقب بأن لا تظهر آثارها وتتعطل افعالها اما لنقصان جعل عليه دماغه فی اصل الخلقة واما لخروج مزاج الدماغ عن الاعتدال بسبب خلط او آفة الخ (شامی ج ۲ ص ۴۲۶) (۱)

اور صاحب سکب الانہر نے ولا جنون کے بعد ایک اور قید کا اضافہ فرمایا ہے لا یفیق اصلًا او یفیق احیانا (ج ا ص ۳۸۵) اور کبھی بھی افاقہ نہ ہوتا ہو یا کبھی کبھار افاقہ ہوجاتا ہو بہرحال جس نے طلاق دی ہے وہ اگر اسی انداز کا مجنون ہے جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا

تواس کے قول کا اعتبار نہیں اور طلاق واقع نہ ہوگی اور اس کے دستخط کا بھی اعتبار نہیں اور اگر طلاق دیتے وقت مجنون بن گیا تھا تو اس جنون کا اعتبار نہیں اور طلاق واقع ہوجائے گی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) عن قتادة قال: الجنون جنونان: فإن لا يفيق لم يجزله طلاق. وإن كان يفيق مطلق في حال إفافته لزمه ذلك. (المصنف لابن أبي شيبة ص:۵۴۹ ج:۹) مؤسسة القرآن رقم:۱۸۲۲۹.

(۱) (شامی ص:۴۴۳ ج:۳) کراچی۔

(۲) قوله ولا مجنون لا يفيق أصلاً أو يفيق أحياناً. (سكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر ص:۱۰ ج:۲. فقيه الأمت).

الفتاویٰ الہندیہ ص:۴۲۰ ج:۱. زکریا۔

ولا يقع طلاق الصبي والمجنون ولقوله لقوله عليه السلام كل طلاق جائز إلا طلاق الصبي والمجنون ولأن الأهلية بالعقل المميز وهما عديم العقل. (هداية ص:۳۵۸ أشرفي ديوبند).

شوہر کے اقرار طلاق سے طلاق واقع ہوجائے گی

سوال (۶۳۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ زید کا نکاح ہندہ سے ہوا عقد نکاح کے بعد متعدد بار زید کی منکوحہ ہندہ زید کے گھر گئی برضاء ورغبت ہندہ اپنے میکے آئی پھر زید تین بار اپنی منکوحہ کے پاس آیا اس آمد ورفت میں کوئی بات زید کی جانب سے ناگواری ناراضگی کی نہیں ظاہر ہوئی آٹھ ماہ سے زید نہ منکوحہ کے پاس آیا نہ رخصتی کراکے لے گیا نہ اس کا نان ونفقہ دیا آٹھ دس ماہ بعد بعض آدمیوں سے خبر ملی کہ

زید نے ہندہ کو طلاق دے دی ہے ایسی حالت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

نان ونفقہ مہر عدت وغیرہ کے بارے میں کیا احکامات ہوں گے۔کیا زید پر شرعی ذمہ داری نہیں ہے کہ بیوی یا اس کے والدین کو طلاق کی اطلاع دے نان ونفقہ کتنے دنوں کا واجب ہے عدت کا خرچ اور مہر کی ادائیگی اس کے ذمہ واجب ہے یا نہیں؟

ہندہ جو طلاق اور زید کی ناراضگی سے بالکل لا علم ہے اس پر شرعاً کیا واجب ہوتا ہے جواب مدلل تحریر فرما کر ماجور ہوں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورت مسئولہ میں بعض آدمیوں کے ذریعہ جو خبر ملی ہے کہ زید نے ہندہ کو طلاق دے دیا ہے اگر زید کو اس کا اعتراف ہو اور وہ اقرار کرتا ہو کہ میں نے طلاق دیا ہے تو ہندہ پر طلاق واقع ہوجائے گی اور اگر وہ انکار کرتا ہو تو پھر شاہدین کی ضرورت پڑے گی جو اس کے طلاق دینے پر شہادت پیش کریں۔اگر شہادت سے اس کا طلاق دینا ثابت ہوجائے تو پھر زید کے انکار کا اعتبار نہیں اور اگر شہادت فراہم نہ ہوسکے تو پھر زید کے قول کا اعتبار ہوگا طلاق کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔

بہر حال وقوع طلاق کی صورت میں عدت (تین حیض) اور پوری مہر اور عدت کا نان ونفقہ زید کے ذمہ لازم ہوگا المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسكنى كان الطلاق رجعيًا او بائنًا او ثلاثًا حاملًا كانت المرأة او لم تكن كذا في فتاوى قاضيخان عالمگيری (۱)(ج ا ص ۵۵۷) رجل تزوّج المرأة نكاحاً جائزًا فطلقها بعد الدخول او بعد الخلوة الصحيحة كان عليها العدة كذا في فتاوى قاضيخان عالمگيری(۲) (ج ا ص ۵۲۶) والمهر يتأكد باحد معان ثلاثة الدخول والخلوة الصحيحة وموت احد الزوجين الخ (عالمگیری ج ا ص ۳۵۳)(۳) لزم المسمّٰى بالدخول او موت احدهما ونصف بالطلاق قبل الدخول والخلوة الصحيحة (ملتقى الابحر

ص ۳۴۶) آٹھ دس مہینہ یا جتنی بھی مدت تک ہندہ میکے رہی اس کا نان ونفقہ زید پر واجب نہیں کذا فی ملتقی الابحر ولا تجب نفقة مدة مضت الا ان تكون قضى بها او تراضيا على مقدارها الخ (ج ۱ ص ۴۹۱) (۴) زید کو چاہئے تھا کہ طلاق کی خبر بیوی کو کردیتا لیکن اگر اس نے خبر نہیں کی تو اس کی وجہ سے وقوع طلاق میں کوئی فرق نہیں پڑا اطلاع کرے یا نہ کرے بہرصورت طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے اب ہندہ کے ذمہ لازم ہے کہ وہ زید سے قطع تعلق کرلے اور علیحدہ ہوجائے زید نے جتنی طلاق دی ہے وہ واقع ہوگئی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (الفتاویٰ الہندیہ ص:۶۰۵ ج:۱، زکریا)۔

(۲) (الفتاویٰ الہندیہ ص:۵۷۹ ج:۱، زکریا)۔

(۳) (الفتاویٰ الہندیہ ص:۳۷۰ ج:۱) زکریا۔

(۴) ملتقی الأبحر ص:۳۰۱ ج:۱، باب النفقة مؤسسة الرسالة۔

مجمع الأنہر ص:۱۸۳/ ج:۲ فقیہ الأمت دیوبند۔

شوہر کے اقرار طلاق سے بیوی مطلقہ ہوجائے گی

سوال (۶۳۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ آج سے چار سال پہلے میری شادی ہوئی میں پہلی مرتبہ دس روز کے لئے سسرال گئی دوسری مرتبہ ایک مہینہ کے لئے گئی اس درمیان میں حاملہ ہوگئی اور میرا شوہر اپنی بھابھی کو رکھے ہوئے ہے جب اس راز کا مجھے پتہ چلا تو میں نے اپنے شوہر کو سمجھانے کی کوشش کی تب اس نے مجھے مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا یہ کہہ کر کہ تم کالی ہو میں نے تمہیں ایک بار نہیں کئی بار تلاق دیا تب میں نے اپنی

والدہ کو بلوا کر ساری باتیں بتائیں تب ہماری والدہ نے میرے سسرال والوں سے بات چیت کی تب میرے سسرال والوں نے کہا کہ میں آپ کی لڑکی کو نہیں رکھ سکتا میرا بیٹا زبانی طلاق دے چکا ہے میرے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ میں تلاقی عورت ہوں اور یرے والد بچپن ہی میں مرگئے اور میری والدہ نے دوسرے کے ساتھ نکاح پڑھالیا ہے وہ باپ میرا مجھے دیکھنا تک پسند نہیں کرتا اور میری ماں مجبور ہے کچھ نہیں کرسکتی میں آج چار سال سے دوسروں کی مزدوری کرکے کھاتی ہوں اور میرے پاس ایک بچہ بھی ہے جس کی پرورش اس حالت میں نہیں ہوسکتی اور بچہ چار سال کا ہے اس لئے میں اب دوسرے کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہوں شریعت کے مطابق میں نکاح کرسکتی ہوں کہ نہیں میرے شوہر کا تب سے کوئی پتہ نہیں ہے میں بہت غریب ہوں بے سہارا ہوں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

جب شوہر نے کہہ دیا کہ میں ایک بار نہیں کئی بار طلاق دے دیا تو اس جملہ سے عورت مسماۃ نصیر النساء مطلقہ ہوگئی اب جب کہ عدت بھی گذر چکی ہے نصیر النساء کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی شادی کسی جگہ کرلے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) إذا قال لامرأته أنت طالق "وطالق" وطالق ولم يعليقه بالشرط إن كانت مدخولة طلقت ثلاثاً، وإن كانت غير مدخولة طلقت واحدةً. (الفتاویٰ الهندية ص:۴۲۳ ج:۱، زکریا)۔

(۲) العدة هى تربص بلزم المرء عدة الحرة للطلاق أو النسخ ثلاثة قروءٍ أى حيضٍ. (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر ص:۱۴۲ ج:۲) فقيه الامت۔

(۳) البحر الرائق ص:۱۲۸/ ج:۴ سعید۔

(۴) تبیین الحقائق ص:۲۶/ ج:۳ امدادیہ ملتان۔ (۵) النہر الفائق ص:۴۷۴/ ج:۲ زکریا۔

ایام حیض میں طلاق دینے کا حکم

سوال (۶۳۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ میں نے اپنی بیوی سے باغ سے آم لانے کے لئے جھولا مانگا۔اس نے جواب دیا نہیں ہے۔میں نے کہا کہ اتنا سب جھولا تھا کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا کہ سب لوگ مانگ لے گئے۔مجھے غصہ آیا میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا تم یہاں سے بھاگ جاؤ اسے بھی غصہ آیا اس نے میرے والد کا نام لے کر کہا کہ اگر اپنے اصل باپ کے بیٹے ہو تو ہمارا فیصلہ کردو میں نے کہہ دیا کہ جاؤ میں نے فیصلہ کردیا اور تین بار طلاق طلاق طلاق کہہ دیا اس صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں۔

نیز یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ یہ معاملۂ طلاق ایام حیض میں واقع ہوا ہے ایک صاحب کا کہنا ہے کہ طلاق جب ایام طہر میں دی جائے تب واقع ہوتی ہے ایام حیض کی طلاق واقع نہیں ہوتی آیا ان کا یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں۔

جواب بحوالہ کتب تحریر فرمائیں ممنون ہوں گا۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورت مسئولہ میں تین طلاق واقع ہو کر مغلظہ ہوگئی اب اگر رکھنا چاہیں تو حلالہ کراکے دوبارہ نکاح کرکے رکھ سکتے ہیں۔

جن صاحب نے یہ کہا کہ حیض میں طلاق واقع نہیں ہوتی یہ غلط ہے حیض ہو یا طہر بہر صورت طلاق واقع ہو جاتی ہے یہ امر آخر ہے کہ اس کو طلاق سنی نہیں بلکہ طلاق بدعی کہیں گے۔

كذا في الدر المختار والشامي ج:۳ ص:۱۱۹۔ کراچی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

عن أنس بن سيرين قال: سمعت ابن عمر قال: طلق ابن عمر امرأته وهي حائضة، فذكر عمر للنبي صلى الله عليه وسلم: ليراجعها: وفي رواية: مره فليراجعها.
(الصحيح البخاري ص:۷۹۰، ج:۲، ياسر نديم ديوبند).

وإذا طلق الرّجل امرأته في حالة الحيض وقع الطلاق لأن النهي عنه لمعنى في غيره وهو ما ذكرنا فلا ينعدم مشروعيته. (هدايه ص:۳۵۷ ج:۲) اشرفيه بك ڈپو ديوبند.

ولو كانت الطلقة في الحيضة..... ولا يمنع كونه في الحيض كونه سنياً. (مجمع الأنهر ص:۵ ج:۲۔ فقيه الأمت).

البحر الرائق ص:۲۴۱، ج:۳ سعید۔

وطلاق الموطوءة حائضاً بدعيٌ، قال أهل الظاهر لا يقع ولأنه منهي عنه فلا يكون مشروعاً ولنا قوله عليه السلام لعمر مر ابنك فليراجعها. وكان طلاقها في حالة الحيض والمراجعة بدون وقوع الطلاق محالٌ. (تبيين الحقائق ص:۱۹۳ ج:۲) امداديه ملتان.

شوہر دائمی مریض ہے بیوی کیا کرے

سوال (۶۳۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پانچ برس شادی کو ہوگئے والد کا انتقال ہوگیا ہے ماں بیوہ ہے کوئی میرا سہارا نہیں ہے شادی کے دس مہینہ کے بعد میرا شوہر بیمار ہوگیا جب میں بالغ ہوئی تو سال بھر کے بعد بیدائی ہوئی دوبارہ گئی تو اس سے مجھ کو کچھ تعلقات نہیں تھے۔جا کر کیا کروں ہمیشہ بیمار ہی رہتا ہے ٹی، بی کا مریض ہے ابھی تک اچھا نہیں ہوا تو میں کب تک انتظار کروں کسی کا سہارا ہوتا تو میں بیٹھی رہتی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں آپ کو چاہئے کہ دار القضاء یا شرعی پنچایت میں ایک درخواست دیں اور اپنی تمام تر پریشانیوں کو کھلے الفاظ میں تحریر کریں قاضی درخواست پر غور کر کے شوہر سے اگر چاہے تو علیحدہ کر سکتا ہے قاضی شوہر سے بھی تحقیق کرے گا اس کے مطابق فیصلہ کر دے گا۔

نوٹ: مدرسہ ہذا میں بھی شرعی پنچایت ہے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) أما الأمير فمتى صادف فصلاً مجتهداً نفذ أمره وتحته في الشامية: نفذ أمره بمعنى وجب امتثاله۔ (شامی ص:۴۰۹ ج:۵، کراچی)۔

دے دیا کہنے پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

سوال (۶۳۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید اور اس کی بیوی زرینہ دونوں میں تنازع ہوگیا گفتگو کے درمیان لفظ چھوڑنے کے آئے زید نے محض ڈرانے اور دھمکانے کے لئے کہا کہ اگر تم قاعدے سے نہ رہوگی تو تمہیں چھوڑ دوں گا اس بات پر زرینہ نے اصرار کیا کہ اس وقت طلاق دے دو زید نے کہا کہ نہیں آج نہیں کل یعنی دو یوم کے بعد دوں گا مگر اس کے اصرار شدید پر زید نے کہا کہ دے دیا لفظ طلاق نہیں کہا تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں اگر ہوگئی تو کون سی طلاق ہوگی دیگر امر یہ ہے کہ زرینہ دو مہینہ کی حمل سے ہے لہٰذا درخواست ہے کہ مکمل ومدلل روشنی ڈالیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں دو طلاق رجعی ہوگئی لہٰذا شوہر اگر رجعت کرلے گا تو حسب سابق وہ اس کی بیوی رہے گی اور اس سے تعلق از دواجیت قائم رکھنا جائز ہوگا (کذا فی الفتاوی الہندیہ ج ا

ص ۳۸۳) الفصل السابع في الطلاق بالفاظ الفارسية ولو قالت مرا طلاق ده مرا طلاق ده مرا طلاق ده فقال دادم تقع واحدة الخ اور آئندہ خیال رکھیں کہ صرف ایک طلاق کے بعد مغلظہ ہو جائے گی۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

الفتاویٰ الهندية ص:۳۸۳ ج:۱، رشيدية۔

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها، رضيت بذلك أو لم ترض۔ (هدايه ص:۳۹۴ ج:۲، اشرفيه بك ڈپو)۔

ويستحب أن يراجعها بعد ذلك بالإشهاد۔ (الفتاویٰ الہندیہ ص:۵۳۲ ج:۱، زکریا)۔

البحر الرائق ص:۱[illegible] ج:۴۔ سعيد۔

دو بار لفظ طلاق کہنے سے کون سی طلاق واقع ہوگی؟

سوال (۶۳۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی کو دو مرتبہ لفظ طلاق کہا ہے اس صورت میں طلاق کون سی واقع ہوگی ہے اور زید کو اب کیا کرنا چاہئے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں طلاق رجعی واقع ہوگئی لہٰذا اگر عدت کے اندر رجعت کرلی تو ٹھیک ہے ورنہ عدت کے بعد بائنہ ہو جائے گی لہٰذا اب زید کو چاہئے کہ بیوی کا بوسہ لے لے یا صحبت کرلے اس سے رجعت ہو جائے گی یا زبان سے کہہ دے کہ میں رجعت کرتا ہوں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ولو نوی بطالق واحدۃٍ وبالطلاق أخری وقعتا رجعتین لو مدخولاً بھا۔ (الدر المختار مع الشامی ص:۲۵۲ ج:۳، جراچی)۔

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض۔ (ھدایه ص:۳۹۴ ج:۲۔ أشرفی بك ڈپو)۔

أو بفعل ما يوجب حرمة المصاهرة من وطئ ومس ونحوه من أخذ الجانبين وندب الإشهاد عليها۔ (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر ص:۸۱ ج:۲۔ فقيه الأمت)۔

الفتاویٰ الهندیة ص:۳۲[illegible] ج:۱۔ زکریا۔

البحر الرائق ص:۱[illegible] ج:۴۔ سعید۔

جبراً طلاق نامہ پر دستخط کرانے کا اعتبار نہیں

سوال (۶۳۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ افضل سسرال ہے اور اپنی بیوی سے کپڑا دھونے کے لئے کہا اور اس نے کپڑا نہیں دھویا افضل نے اس کو دو چھڑی مارا اس وقت افضل کی ساس مانی کلاں تھیں۔ افضل کے چچیرے سسر صاحب نے افضل کی سسرال میں سب سے کہا افضل نے ہماری بچی کو بہت مارا اس کو بے جان کیا افضل اپنی ساس سے ملنے کے لئے جمال الدین کے گھر گئے جمال الدین ساڑھو ہوتے ہیں اس وقت افضل کی ساس نوناری اپنی بہن کے یہاں گئی تھیں کچھ دیر کے بعد افضل کی ساس وفیاض دونوں آدمی آئے افضل سے فیاض نے کہا کہ افضل بغیر طلاق دیئے ہوئے ہم جانے نہیں ڈیں گے، ہم بہت ماریں گے معین الدین نے سادے کاغذ پر تحریر لکھا ہم کو نہیں معلوم ہم سے کہا لکھ دو ہم نہیں لکھ رہے تھے چھ سیل کی ٹارچ سے ہمارے سر پر مارا جبری ہم سے دستخط کروالیا زبان سے ایک مرتبہ کہلوایا ہے معین الدین کو فیاض نے بلایا بلانے کے بعد فیاض نے کہا بغیر افضل طلاق لئے ہوئے ہم نہیں جانے دیں گے معین نے

37

تحریر لکھا اور جبراً افضل سے کہا دستخط کردو فیاض نے جبری افضل سے دستخط کروایا معین الدین نے ایک بار افضل سے زبان سے کہلوایا ہے جمال الدین گواہ ہیں جبری ایک مرتبہ زبان سے کہلوایا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں صرف ایک طلاق افضل کی بیوی پر واقع ہوئی جس کو اس نے زبان سے کہا ہے جبراً کاغذ پر دستخط کروالیا اس کا اعتبار نہیں صرف زبان سے کہے ہوئے کا اعتبار ہوگا لہٰذا عدت کے اندر اندر اگر افضل رجعت کرلے تو اس کی بیوی حسب سابق رہے گی رجعت کا طریقہ یہ ہے کہ زبان سے کہہ دے کہ میں رجعت کرتا ہوں یا تعلق از دواجیت قائم کرلے یعنی صحبت وغیرہ کرلے۔

ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدًا او مکرهًا فان طلاقه صحیح لا إقراره بالطلاق الخ (تنویر الابصار مع الدر المختار ج ۲ ص ۴۲۱)

وفی البحر ان المراد الاکراه علی التلفظ بالطلاق فلو اکره ان یکتب طلاق امرأته فکتب لا تطلق الخ (شامی ج ۲ ص ۴۲۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) تنویر الأبصار ص:۲۱۷ ج:۱، مع الدر اشرفیہ متن)۔

(۲) وفی البحر أن المراد الاکراہ علی التلفظ بالطلاق. فلو أکرہ علی أن یکتب طلاق امرأته فکتب لا تطلق۔ (شامی ص:۲۳۶ ج:۳۔ کراچی)۔

(۳) هکذا فی: الفقه علی المذاهب الأربعة۔ ص:۵۸[illegible] ج:۴۔ بیروت۔

(۴) الفتاویٰ الهندیة ص:۴۶[illegible] ج:۱۔ زکریا۔

مطلقۂ ثلاثہ کے حلال ہونے کا طریقہ

سوال (۶۳۹): کسی نے اپنی بیوی کو طلاق دیا اور بعد میں اپنے کئے پر پچھتایا اوراس کو پھر اپنے عقد میں لینے کی جد وجہد کچھ اس طرح شروع کر دی کہ ایک آدمی کو اس شرط پر تیار کیا کہ وہ اپنا نکاح کرنے کے ایک روز یا دو روز کے بعد طلاق دے دے تا کہ بیوی خود کے لئے حلال ہو سکے، ایسا کرنا قرآن وسنت کی روشنی میں کہاں تک درست ہے اور دو بارہ پہلے شوہر کے لئے بیوی کے حلال ہونے کا صحیح طریقہ کس طرح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے، کذا فی فتح القدیر (۱) شوہر اول کے حلال ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ عورت عدت گزارنے کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح کرے وہ شخص اس سے صحبت کرے اس کے بعد وہ مر جائے یا طلاق دے دے تو پھر اس کی عدت گزار کر شوہر اول سے اگر نکاح کرے تو شوہر اول کے لئے اب یہ حلال ہو جائے گی۔ (کذا فی در المختار) (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب — الجواب صحیح

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی — بندہ عبد الحلیم عفی عنہ

التعلیق والتخریج

(۲) ولا ينكح مطلقة (من نكاحٍ صحيحٍ) بها أي بالثلاث حتى يطأها غيره حقيقة أو حكماً ولو الغير مراهقاً يجامع مثله۔ (شامی ص:۴۱۰ ج:۳، کراچی)۔

(۱) فتح القدیر ص:۳۱ ر ج:۴۔ دار إحیاء التراث۔

الفتاویٰ الہندیۃ ص:۵۳۵ ر ج:۱۔ زکریا۔

ہدایہ ص:۳۹۹ ر ج:۲۔ اشرفی بک ڈپو۔

تبیین الحقائق ص:۲۵۷ ر ج:۲۔ امدادیہ ملتان۔

البحر الرائق ص:۵۶ ر ج:۴۔ سعید۔

''اگر رشتہ داری یا میکہ گئی تو طلاق'' کہنے کا حکم

سوال (۶۴۰): لڑکی بہت دن سے میکے نہیں گئی تھی بہت گھبراتی تھی لڑکے کے والدین اور بھائیوں نے لڑکے سے کہا آخر کیوں نہیں لڑکی کو میکے پہنچا دیتے۔ دو بھائیوں میں تُو تُو مَیں مَیں ہوئی بات بڑھ گئی لڑکے کے چھوٹے بھائی نے لڑکے کو لکڑی کے ایک ٹکڑے کو پھینک کر مارا جس کی وجہ سے لڑکا غصہ میں آ کر لڑکی سے کہا کہ اگر تم کسی رشتہ داری میں گئی خاص کر میکے گئی تو تمہیں طلاق۔ لڑکی ابھی سسرال میں ہے تو کیا اگر لڑکی میکے گئی یا رشتہ داری میں گئی تو مطلقہ ہو جائے گی اور طلاق پڑے گی تو کے طلاق پڑے گی اور رشتہ داری کا لفظ تو عام ہے تو کیا لڑکے کی نیت اور مراد کا بھی اس میں دخل ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

اگر لڑکی میکے گئی تو جتنی طلاقیں شوہر نے دی ہوں گی وہ سب واقع ہو جائیں گی۔ اگر ایک طلاق دی ہوگی تو لڑکی جب میکے جائے گی تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی اس کے بعد شوہر اپنے گھر لا کر رجعت کر لے۔ نیز میکے چلے جانے کے بعد یمین منحل ہو جائے گی اس کے بعد اگر کسی رشتہ داری میں گئی تو اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی لہٰذا لڑکی کو میکے بھیج دے اور دو چار روز کے بعد اپنے گھر بلا کر رجعت کر لے۔

الفاظ الشرط إنّ واذا واذا ما وكل وكلما ومتى ومتى ما ففي هذه الالفاظ اذا وجد الشرط انحلت اليمين وانتهت لانها لا تقتضي العموم والتكرار فبوجود الفعل مرة تم الشرط وانحلت اليمين فلا يتحقق الحنث بعده الخ (عالمگیری ج ا ص ۴۱۵) (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) ألفاظ الشرط، "أن" "إذا" و"إذ"... الخ۔ (الفتاویٰ الهندیة ص:۴۸۳ ج:۱۔ زکریا)۔

ملتقی الأبحر ص:۵۹/ج:۲۔ دار الکتب العلمیة۔

مجمع الأنہر ص:۵۸/ج:۲۔ فقیہ الأمت۔

البحر الرائق ص:۱۰/ج:۴۔ سعید۔

تبیین الحقائق ص:۲۳۳/ج:۲۔ امدادیہ ملتان۔

(۲) وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقاً۔ (ہندیہ ص:۴۸۸ ج:۱، زکریا)۔

"اگر میں نکاح کروں گا تو طلاق دے دوں گا" کہنے کا حکم

سوال (۶۴۱): ایک شخص نے کہا کہ اگر میں شادی کروں گا تو اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا ڈرانے کے لئے تو طلاق واقع ہوجائے گی یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

طلاق از قبیل اخبار نہیں بلکہ از قبیل انشاء ہے اور طلاق دیدوں گا یہ خبر ہے یا وعدۂ طلاق (۱) ہے اور اسی کو معلق کیا ہے نکاح ہونے پر لہٰذا نکاح کرنے کے بعد طلاق نہ ہوگی طلاق دیدوں گا سے بغیر تعلیق کے بھی طلاق نہیں ہوگی اگر یہ کہتا کہ تو مطلقہ ہے یا تجھ کو طلاق ہے اگر تجھ سے نکاح کروں تو اس صورت میں نکاح کرتے ہی فوراً عورت پر طلاق واقع ہوجاتی۔ (کذا فی الشامی) (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) وأنا أطلق نفسی لم یقع لأنه وعد۔ (الدر المختار مع الشامی ص:۳۱۹ ج:۳۔ کراچی)۔

(۲) إن تزوجتك فأنت طالق فإنه یصح عندنا۔ (شامی ص:۲۶۹ ج:۳۔ کراچی)۔

ولو قال أطلقك لم یقع۔ (سکب الأنہر ص:۱۴ ج:۲۔ فقیه الامت)

ولو قال بالعربیة: "أطلق" لا یکون طلاقاً إلّا إذا غلب استعماله للحال فیکون طلاقاً۔ (الفتاویٰ الهندیة ص:۴۵۲۲ ج:۱، زکریا)۔

أن یقول لا مرءة: إن تزوجتك فأنت طالق.... فهی طالق۔ (المصدر السابق ص:۴۸۸ ج:۱۔ زکریا)۔

دل میں صرف سوچنے سے طلاق ہوگی یا نہیں؟

سوال (۶۴۲): (۱) زید اپنے نفس سے یوں کہتا ہے کہ قصداً یا بلا عذر کبھی نماز قضا کروں تو ہندہ پر تین طلاق، پھر زید کچھ دنوں کے بعد اپنے اہل وعیال کے ساتھ لمبے سفر میں تھا جس میں زید کے بچوں نے زید کے اوپر پیشاب وقے کردیا جس کی وجہ سے نماز قضاء ہوگئی، ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

(۱) اگر زبان سے نہیں کہا تو ہندہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، لقوله علیه الصلوٰة والسلام عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان الله تجاوز عن امتی ما وسوست به صدورها ما لم تعمل به او تتکلم متفق علیه۔ (مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۱۸)

اما تفسیره (ای الطلاق) شرعًا فهو رفع قید النکاح حالًا او مآلًا بلفظ مخصوص کذا فی البحر الرائق والفتاویٰ الهندیه ج ۱ ص ۳۴۸ وهکذا فی الدر المختار ج ۲ ص ۴۱۴

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) عن أُبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله تجاوز عن أمتي ما وسوست به صدورها مالم تعمل أو تتكلم. (مشكاة المصابيح ص:۱۸ ج:۱، باب في الوسوسة).

(۲) وفي رواية مسلم عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله عز وجل تجاوز لأمتي عما حدثت به أنفسها مالم تعمل أو تتكلم. (الصحيح للمسلم ص:۷۸، ج:۱).

(۳) أما تغيره شرعاً: أي الطلاق.... الخ. (الفتاوىٰ الهندية ص:۴۱۸ ج:۱). زکریا.

(۴) الدر المختار مع الشامي ص:۴۲۶ ج:۳. کراچی.

(۵) لو أجرى الطلاق على قلبه، وحرك لسانه من غير تلفظ يسمع لا يقع. (مراقي الفلاح على نور الإيضاح مع الطحطاوي ص:۲۱۹ دار الكتاب).

وقوع طلاق کی ایک صورت

سوال (۶۴۳): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے جو ضلع فیض آباد کا رہنے والا بمبئی سے اس نے اپنی بیوی کو طلاق بائن لکھ کر بھیج دیا اس کے بعد وہ گھر آیا تو اس کے چچا زاد بھائی نے اس سے کہا کہ تونے بہت برا کیا تمہیں اس کا بھی خیال نہیں کہ تمہاری بہن اسی گھر میں ہے اس کا کیا حشر ہوگا اس لئے پھر اس سے نکاح کرلو اس نے جواب دیا کہ اب کوئی گنجائش نہیں ہے چچا زاد بھائی نے پوچھا کہ کیا تین طلاق دیا ہے اس نے کہا ہاں کچھ دنوں کے بعد اس شخص نے پھر اس عورت سے نکاح کرلیا ایسی صورت میں جبکہ اس کی تحریر ایک طلاق کی ہے اور چچا زاد بھائی کے سامنے تین طلاق کا اقرار کیا کیا بلا حلالہ صرف نکاح کافی ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

چچا زاد بھائی کا دریافت کرنا کہ کیا تین طلاق دیا ہے طلب انشاء الطلاق نہیں ہے بلکہ استخبار عن انشاء الطلاق ہے اور اس پر جواب میں زوج کا ہاں کہنا اخبار عن انشاء الطلاق ہے انشاء الطلاق نہیں ہے لہٰذا اس صورت میں حکم یہ ہے کہ اگر اخبار کاذباً ہے تو قضاءً طلاق پڑے گی اور بصورت صدق دیانۃً بھی پڑ جائے گی (کما فی الشامی ج ۲ ص ۴۲۱) لو اقر بالطلاق كاذبًا او هازلًا وقع قضاءً لا ديانةً (ج ۲ ص ۴۲۳) عن البحر عن البزازيه والقنية لو اراد به اى باقرار الطلاق الخبر عن الماضى كذبا لا يقع ديانةً وان شهد قبل ذالك لا يقع قضاءً ايضًا في الهندية ج ۱ ص ۳۵۹ سئل كم طلقتها فقال ثلاثاً ثم زعم انهٔ كان كاذبًا لا يصدق في القضاء كذا في التاتار خانيه اور مقصود سوال استفتاء ہے قضاء نہیں اور فتویٰ بیان حکم شرعی ہوتا ہے قضاء نہیں اور بصورت مسئولہ اگر اخبار کاذباً ہے یعنی تین طلاق نہیں دیا تھا جھوٹ ہی تین طلاق کا اقرار کرلیا تو وقوع طلاق مغلظہ کا حکم نہیں کریں گے اور اس شخص کا نکاح بلا حلالہ کے صحیح ہوگیا اور اگر تین طلاق کا اقرار صحیح تھا تو طلاق مغلظہ واقع ہوجانے کی وجہ سے نکاح بغیر حلالہ کے صحیح نہیں ہوا، دونوں علیحدگی اختیار کریں اور حلالہ کے بعد نکاح ثانی کریں تو درست ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) لو أقر بالطلاق هازلاً أو كاذبا، فقال في البحر، ثم قتل عن البزازية او القنية لو أداد به الخبو عن الماضي كذباً لا يقع ديانةً وإن أشهد قبل ذلك لا يقع قضاءً أيضاً. (شامي ص:۲۳۸ ج:۳. کراچی).

(۲) سئل كم طلقتها فقال ثلاثاً..... الخ. (الفتاوىٰ الهندية ص:۳۸۹ ج:۱ رشيدية).

(۳) ولا ينكح مطلقة بها أي بالثلاث حتى يطأها غيره حقيقة أو كاعاً ولو الغير

مراھقاً یجامع مثلہ۔ (شامی ص:۴۱۰ ج:۳۔ کراچی)۔

(۴) فتح القدیر ص:۳۱ ر ج:۴۔ دار إحیاء التراث۔

مطالبۂ طلاق پر مہر کی ادائیگی کا حکم

سوال (۶۴۴): زید اور اس کی بیوی میں باہم تُو تُو مَیں مَیں ہوئی اور سلسلۂ ناراضی ابھی تک قائم ہے، عورت کی طرف سے اصرار ہے اور اس بات پر مصر ہے کہ مجھے طلاق دیدو، زید اس مطالبہ پر تیار نہیں ہے اور نہ اس کا ارادہ رکھنے کا ہے، لیکن مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ اگر زید اپنی بیوی کے مطالبہ پر طلاق دیدے تو چونکہ اقدام بیوی کی طرف سے ہے تو اس صورت میں زید مہر کا ذمہ دار ہوگا یا نہیں؟ ادائیگی مہر واجب ہوگی یا نہیں مسئلہ کی بے غبار وضاحت فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورتِ مسئولہ میں زید کے ذمہ طلاق کے بعد مہر کی ادائیگی لازم ہوگی، المهر يتأكد بأحد معان ثلاثة الدخول والخلوة الصحيحة وموت أحد الزوجين. (عالمگیری ج ا ص ۳۰۳)(۱)

الا یہ کہ زید طلاق کو مہر کی معافی کے ساتھ مشروط کردے اس صورت میں مہر ساقط ہوجائے گی، بیوی کی طرف سے اقدام طلاق علی الاطلاق موجب سقوطِ مہر نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (ہندیہ ص:۳۰۷ ج:۱۔ زکریا)۔

(۲) النہر الفائق ص:۲۳۰ ر ج:۲۔ زکریا۔

(۳) تبیین الحقائق ص:۱۳۸ ر ج:۲۔ امدادیہ ملتان۔

(۴) البحر الرائق ص:۱۴۳ ر ج:۳۔ سعید۔

(۵) مجمع الأنہر ص:۵۰۹ ر ج:۱۔ فقیہ الامت۔

(۶) بدائع الصنائع ص:۵۸۴ ر ج:۲۔ زکریا۔

طلاق کی ایک شکل

سوال (۶۴۵): زید اور اس کے سسر سے کچھ رخصتی کے بارے میں تکرار ہوئی اس تکرار سے زید کی زبان سے یہ لفظ نکلا کہ طلاق دیدیا دیدیا اور سسر کہتا ہے کہ زید نے طلاق طلاق طلاق کہا دونوں حلف اٹھانے کے لئے تیار ہیں اگر دونوں نے حلف اٹھالیا تو کس کا قول معتبر ہوگا۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورتِ مسئولہ میں زید کے قول کا اعتبار ہوگا لہٰذا زید اگر چاہے تو اپنی بیوی سے عدت کے اندر اندر رجعت کرسکتا ہے البتہ آئندہ خیال رکھے ورنہ ایک ہی طلاق میں مغلظہ ہوجائے گی پھر بغیر حلالہ کے نکاح نہیں کرسکے گا۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب — الجواب صحیح

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ — بندہ عبد الحلیم عفی عنہ

(۱) وإذا طلق الرجل امرأته تطليقةً وجعيةً أو تطليقة فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترضه. (هداية ص: ۳۹۴ ج:۲. أشرفي بك ڈپو)۔

التعلیق والتخریج

(۲) الفتاویٰ الہندیہ ص:۵۳۲ ر ج:۱۔ زکریا۔

(۳) البحر الرائق ص:۵۱ ر ج:۴۔ سعید۔

(۴) شامی ص:۳۹۹ ر ج:۳۔ کراچی۔

(۵) مجمع الأنہر ص:۸۲ ر ج:۲۔ فقیہ الامت۔ (۶) تبیین الحقائق ص:۲۵۱ ر ج:۲۔ امدادیہ ملتان۔

دو بار طلاق صریح کا حکم

سوال (۶۴۶): زید نے اپنی بیوی ہندہ کو بحالت خفگی دو بار فقط طلاق کہا دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید اپنی بیوی ہندہ سے زن وشوہر کے تعلقات قائم رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر نکاح ختم ہوگیا تو عقدِ ثانی کی کیا سبیل ہوگی؟ حکمِ شریعت سے نوازیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورتِ مسئولہ میں اگر عدت کے اندر شوہر رجعت کرلے تو بیوی حسب سابق عقد میں داخل رہے(۱) گی اور اگر عدت کے اندر رجعت نہیں کیا تو عدت گذر جانے پر طلاق بائن پڑ جائے گی، بیوی بنانے کے لئے اس کی رضامندی سے نکاح کرنا پڑے گا۔

(نوٹ) رجعت کا طریقہ یہ ہے کہ بیوی کا بوسہ لے لے یا صحبت کرلے یا زبان سے کہہ دے کہ میں نے رجعت کیا، نیز آئندہ خیال رکھیں ورنہ ایک طلاق کے بعد مغلظہ ہوجائے گی، واذا طلق الرجل امرأتہ تطلیقۃً رجعیۃً او تطلیقتین فلہٗ ان یراجعھا فی عدتھا رضیت بذالك او لم ترض، والرجعة ان یقول راجعتكِ او راجعتُ امرأتي أو یطأھا أو یقبلھا الخ (ہدایہ ج ۲ ص ۳۷۴)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

وإذا طلق الرجل... ویقبلھا۔ (ھدایہ ص:۳۹۴ ج:۲۔ اشرفی بک ڈپو)۔

(۲) وستحب أن یراجعھا بعد ذلك بالإشهاد۔ (ھندیہ ص:۵۳۲ ج:۱۔ زکریا)۔

(۱) والرجعة بنحو راجعتك... وبکل ما یوجب حرمة المصاھرة کمس بشھوۃٍ۔

(شامی ص:۳۹۸ ج:۳) کراچی۔ البحر الرائق ص:۵۱ ج:۴ سعید۔

مجمع الأنہر ص:۸۲ ج:۲ فقیہ الامت۔ تبیین الحقائق ص:۲۵۱ ج:۲ امدادیہ ملتان۔

والدین کے کہنے پر طلاق کا حکم

سوال (۶۴۷): میرے گھر میں والدین اور میرے سسرال والوں سے اختلاف ہونے کی وجہ سے والدین کی آواز ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو، اب لڑکا کیا کرے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

نکاح اس لئے نہیں کیا جاتا کہ اس کو توڑا جائے بلکہ اس کا مقصد باہم محبت ومؤدت کے ساتھ اطمینان وسکون کی زندگی گذارنا ہے ارشاد ربانی ہے خلق لکم من أنفسکم أزواجًا لتسکنوا إلیھا وجعل بینکم مؤدۃ ورحمۃ (۲) اسی وجہ سے اسلام نہ تو طلاق کو پسند کرتا ہے اور نہ طلاق دینے والے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے بلکہ اس کو ابغض المباحات قرار دیتا ہے لیکن بعض مرتبہ مزاج کی ناموافقت کی وجہ سے حالات ناسازگار ہوجاتے ہیں اور بظاہر نباہ مشکل ہونے لگتا ہے ایسے نازک وقت میں تعلق ازدواجیت کو شکست وریخت سے بچانے کے لئے اور باہمی غلط فہمیاں دور کرکے تعلقات کو استوار کرنے کے لئے شوہر کو ہدایت دی گئی ہے والتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا۔(۲) لیکن اگر میاں بیوی کے تعلقات خوشگوار ہوں اختلاف وکشیدگی اوپر والوں میں ہو تو حتی الامکان کشیدگی کو ختم کرنے والی تدابیر اختیار کی جائیں اور مخالفت کو موافقت سے بدلنے کی سعی بلیغ کی جائے بلاوجہ کسی عورت کو پریشانی میں مبتلا کرنا اور اس کی زندگی سے کھیلنا انسانیت وہمدردی کے خلاف ہے الا یہ کہ خود عورت میں کوئی ایسی برائی ہو جو باعث نفرت یا خلاف شرع ہو تو امر آخر ہے لیکن یہاں پر وہ بات بھی نہیں ہے لہٰذا والدین کو ذی اثر وباحیثیت لوگوں کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کریں اگر مجبوراً طلاق ہی کی نوبت آجائے تو پھر ایسی صورت میں صرف ایک طلاق دیں اور ایسے وقت میں دیں جب عورت ایام حیض سے نکل کر

ایام طہر میں داخل ہوگئی ہو اور اس طہر میں ہمبستری کی نوبت نہ آئی ہو۔ (ہدایہ) (۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (سورۃ الروم رقم الآیۃ:۲۱)۔

(۲) (سورۃ النساء رقم الآیۃ:۳۴)۔

عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: كانت تحتی امرأة أصبها وكان أبي بكر هها فأمرنی أن أطقها فأبيت فذكرت ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا عبد الله بن عمر طلق امرءتك. (سنن الترمذی ص:۳۲٦ ج:۱۳۔ مرکز الشیخ)۔

(۴) لما أمر عمر رضی الله عنه ابنه عبد الله بطلاق زوجته لم يكن طلاقها واجباً عليه، فلما أمره النبي صلى الله عليه وسلم بطلاقها وجب عليه الطلاق. (بذل المجهود ص:۵۲٦ ج:۱۳ مرکز الشیخ)۔

(۵) عن محارب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما أحل الله شيئًا أبعضه إليه من الطلاق. وفي رواية: أبعض الحلال إلى الله الطلاق. (سنن أبي داؤد ص:۲۹٦ ج:۱۔ بلال)۔

طلاق دیتا ہوں کہنے کا حکم

سوال (٦۴۸): ایک بچی کی شادی موضع سہنرہ میں ہوئی تھی اس کا شوہر بار بار مارتا پیٹتا تھا اور یہ بھی بار بار کہتا تھا کہ میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں۔ اور ان کے میکے کے لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں بھی دو آدمی کے سامنے کہا ہے اس صورت میں کیا حکم؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

طلاق دیتا ہوں کہنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے لہٰذا شوہر نے جتنی مرتبہ کہا ہوگا اتنی

طلاق واقع ہوگئی اگر تین مرتبہ یا اس سے زیادہ کہا ہوگا تو پھر بیوی اس کے لئے حرام ہوگئی اب بغیر حلالہ کے تعلق از دواجیت اس سے قائم رکھنا حرام ہے ویسے سوال سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ تین مرتبہ وہ کہہ چکا ہے کیونکہ سوال میں ہے بار بار کہتا تھا کہ میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں۔

قال فی البحر ومنه الالفاظ المصحفة وهی خمسة فزاد علی ماهنا تلاق الخ (شامی ج۲ ص۴۳۰)(۱) ولو قال اطلقك لم يقع إلا إذا غلب استعماله فی الحال الخ (سکب الانہر ج۱ ص۳۸۷)(۳) تنبیه (وہکذا فی رد المحتار ج۲ ص۴۳۰) ناقلًا عن البحر۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) شامی ص:۲۴۹/ج:۳۔ کراچی۔

(۲) البحر الرائق ص:۲۵۲/ج:۳۔ سعید۔س

(۳) فالأحسن أن يطلق الرجل امراته تطليقة واحدة لم يجامعها فيه ويتركها حتى تنقضی عدتها هداية ص:۳۵۴ ج:۲۔ تھانوی۔ (سکب الأنهر علی هامش مجمع الأنهر ص:۱۴ ج:۲۔ فقیہ لأمت)۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً فی الحرة وثنتين فی الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. نكاحاً صحيحاً ويدخل له ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاوىٰ الهندية ص:۵۳۵ ج:۱) زکریا۔

طلاق دینے کے بعد انکار کا حکم

سوال (٦۴۹): زید اپنی بیوی بچوں کو لیکر پردیس گیا اور کچھ دن کے بعد بیوی بچوں کو چھوڑ کر واپس آگیا اپنی والدہ سے کہا کہ بیوی سے جھگڑا ہوا اور ہم نے بیوی کو طلاق

دیدیا زید کی ماں نے محلہ کے لوگوں کو بلایا اور زید سے جب لوگوں نے دریافت کیا تو زید نے لفظ طلاق پھر دھرایا ایک آدمی نے کہا بھائی ایسے طلاق نہیں پڑتی تین بار کہنا پڑتا ہے تو زید نے کہا ہم سو بار طلاق دے چکے ہیں۔

ایک ہفتہ بعد زید کی بیوی بچے واپس اپنے گھر آئے اور زید اور اس کی بیوی سابقہ طور پر میاں بیوی بن کر رہنے لگے جب لفظ طلاق کے سننے والوں نے زید سے منع کیا کہ یہ فعل گناہ عظیم ہے، باز رہو، تو زید جھوٹ بولتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم نے تو طلاق نہیں دیا ہے، طلاق دیدیں گے یہ کہا تھا اور زید کی بیوی بھی کہتی ہے کہ ہم کو قطعی انہوں نے طلاق نہیں دیا ہے اور دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے رہتے ہیں۔ اب ایسے شخص کے بارے میں جو کئی شاہدوں کے سامنے کہہ کر جھوٹ بول رہا ہے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں اگر دو گواہ عادل ہوں تو زید کی بیوی پر طلاق ثابت ہو جائے گی، اور جتنی طلاق کی شہادت دو عادل گواہ دیں گے اتنی ہی طلاقیں ثابت ہوں گی۔

وما سوا ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين أو رجل وامرأتين سواء كان الحق مالا أو غير مالٍ مثل النكاح والطلاق الخ (ہدایہ ج ۳ ص ۱۳۸)

وشرط بغير ذالك رجلان او رجل وامرأتان مالا كان او غير مال كالنكاح والرضاع والطلاق الخ وشرط للكل الحرية والاسلام والعدالة الخ (ملتقی الابحر ج ۲ ص ۱۸۷) (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) (ہدایہ ص: ۱۵۴ ج: ۳)۔

(۲) (ملتقی الأبحر ص: ۸۴ ج: ۲۔ مؤسسة الرسالة)۔

(۳) ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالاً أو غيره كنكاحٍ وطلاقٍ ووكالة ووصية واستهلال صبي ولو للإرث رجلان أو رجل وامرأتان. (الدر المختار ص: ۹۱ ج: ۲۔ أشرفيه كتاب الشهادت)۔

مجمع الأنهر ص: ۲۶۱ ج: ۳۔ فقيه الامت۔

طلاق نامہ پر زبردستی دستخط کرالینے کا حکم

سوال (۶۵۰): رضوان اللہ سسرال گیا وہاں کچھ لوگوں نے زبردستی دھمکی دے کر بلا میری رضامندی کے تحریر پر مجھ سے دستخط کروالیا نہ ان لوگوں نے مجھ کو تحریر سنائی اور نہ پڑھنے کو دیا اور نہ میں نے زبان سے کچھ کہا بعد میں معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے طلاق نامہ پر مجھ سے دستخط کروالیا ہے حالانکہ میں نے نہ اس وقت طلاق دیا نہ اس وقت دیتا ہوں، نہ دینا چاہتا ہوں اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا صرف میرے دستخط کر دینے سے میری بیوی پر طلاق واقع ہوگئی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں آپ کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی وہ حسب سابق عقد زوجیت میں ہے، اس سے تعلق از دواجیت قائم رکھیں، رجل أكره بالضرب والحبس على ان يكتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان فكتب امراته فلانة بنت فلان طالق لا تطلق امرأته كذا فى فتاوىٰ قاضى خاں عالمگیری ج ۱ ص ۳۷۹۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) الفتاویٰ الہندیہ ص:۴۴۶ ج:۱ زکریا۔

ویشترط أن یکون الإکراہ علی التلنظ بالطلاق فإذا أکرھہ علی کتابہ الطلاق فکتبہ لا یقع بہ الطلاق۔ (الفقہ علی المذاھب الأربعة ص:۲۵۸ ج:۴) بیروت۔

المراد الإکراہ علی التلفظ بالطلاق۔ فلو أکرہ علی أن یکتب طلاق امرأتہ فکتب لا تطلق لأن الکتابة أقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة ھنا۔ (شامی ص:۲۳۶ ج:۳۔ کراچی)۔

ولو أکرہ علی کتابتہ أو علی الإقرار بہ لا یقع۔ (سکب الأنہر ص:۸ ج:۲ فقیہ الامت)۔

تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق کہنے کا حکم

سوال (۶۵۱): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ زید نے بوقت نزاع اپنی والدہ سے بطور دھمکی یہ کہا کہ اگر اسی طرح مجھ سے تکرار کروگی تو میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا اور پھر اس نے اسی دوران تین چار مرتبہ طلاق طلاق کہہ دیا حالانکہ بیوی سے اس کا کوئی جھگڑا نہیں تھا اور نہ اس کو طلاق دینے کی نیت تھی، ایسی صورت میں کیا طلاق واقع ہوگئی؟ اور اگر طلاق واقع ہوئی تو کون سی طلاق ہوئی اور دوبارہ بیوی سے تعلق قائم رکھنے کی کون سی صورت ہوسکتی ہے اور یہ سوچ کر کہ میں نے تو طلاق بیوی کو صراحۃً نہیں دیا ہے، اس سے علاحدگی اختیار نہیں کی تو اس گناہ کا کیا کفارہ ہوگا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

زید کا یہ کہنا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا یہ وعدۂ طلاق ہے کذا فی الفتاویٰ الھندیہ(۱) لا یقع الطلاق بأطلقك لانہ وعد لہٰذا اس جملہ سے تو طلاق واقع ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا البتہ اس کے بعد زید کا طلاق طلاق طلاق تین بار کہنا برا ہوا اس لئے کہ اس سے تین طلاق واقع ہوکر بیوی حرام ہوگئی کذا فی الشامی ولا

یلزم کون الاضافة صریحة فی کلامه لما فی البحر لو قال طالق فقیل له من نویت فقال امرأتی طلقت امرأته وبعد اسطر قال وانه لو قال لم اعن امرأتی لا یصدق قضاءً اذا کانت امرأته کما وصف کما سیأتی قبیل الکنایات الخ فیقع بلا نیة الخ فاوقعوا به الطلاق مع انه لیس فیه اضافة الطلاق الیها صریحًا فهٰذا مؤید لما فی القینة وظاهره انه لا یصدق فی انه لم یرد امرأته للعرف والله اعلم۔ (ج۲ ص۴۲۹ وص۴۳۰)(۲)

لہٰذا زید کے لئے ضروری ہے کہ فوراً تعلق از دواجیت ختم کرے اب یہ بھی غیر محرم اجنبیہ کی طرح ہوگئی البتہ آئندہ پھر اپنے عقد میں اگر زید لانا چاہتا ہو تو اس کی صورت صرف حلالہ ہے بغیر حلالہ کے اس سے تعلق قائم نہیں کیا جاسکتا اور اب تک طلاق کے بعد سے جو تعلقات قائم رہے یہ غلط ہوا زید کو چاہئے کہ فوراً علیحدگی کے بعد توبہ واستغفار کرے اور خداوندِ قدوس سے معافی مانگے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ولو قال بالعربیته أطلق لا یکون طلاقاً .... لأنه وعد۔ (ہندیہ ص:۴۵۲ ج:۱، زکریا)۔

(۲) ولا یلزم .... امرأته۔ (شامی ص:۳۰۔۴۲۹ ج:۲ نعمانیہ، باب الطلاق الصریح)۔

وإن کان الطلاق ثلاثاً فی الحرة وثنتین فی الأمة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره۔ نکاحاً صحیحاً ویدخل بها ثم یطلقها أو یموت عنها۔ (الفتاویٰ الهندیة ص:۵۳۵ ج:۱۔ زکریا)۔

شامی ص:۴۱۰، ج:۳۔ کراچی۔

فتح القدیر ص:۳۱، ج:۴۔ دار إحیاء التراث۔

(۶) ولو کرَّرَ الطلاق وقع الکل۔ (الدر المختار ص:۲۹۳ ج:۳۔ کراچی)۔

طلاق دیدی دیدی دیدی کہنے کا حکم

سوال (۶۵۲): زید نے اپنی عورت سے کہا کہ میں نے تم کو طلاق دیدی دیدی دیدی طلاق کا لفظ ایک بار کہا ہے لیکن ایک ہی سانس میں کہا ہے تو طلاق پڑی یا نہیں اور اگر پڑی ہے تو کتنی طلاق پڑی؟ جواب دیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورت مسئولہ میں تین طلاق واقع ہوگئی (۱) (کمافی الشامی: ۱/۷۶۳) لہٰذا اب شوہر کے لئے تعلق از دواجیت قائم رکھنا جائز نہیں۔ (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب — الجواب صحیح

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی — بندہ عبدالحلیم عفی عنہ

التعليق والتخريج

(۱) وصريحه مالم يستعمل إلا فيه كطلقتك وأنت طالق ومطلقة وينع بها أي بهذه الألفاظ وما بمعناها من الصريح وقال العلامة الشامي تحته: وكذا المضارع إذا غلب في الحال مثل أطلقك كما في البحر۔ (شامی ص:۲۴۷ ج:۳ کراچی)۔

(۲) إذا قال لامرأته أنت "طالق"، "طالق" "وطالق" ولم يعلقه بالشرط إن كانت مدخولاً بها طلقت ثلاثاً وإن كانت غير مد خولة بها طلقت واحدة۔ (هنديه ص:۳۵۵ ج:۱۔ زکریا)۔

(۳) وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها۔ (الفتاویٰ الهندية ص:۵۳۵ ج:۱۔ زکریا)۔

شامی ص:۴۱۰ ج:۳۔ کراچی۔

فتح القدیر ص:۳۱ ج:۴۔ دار إحياء التراث۔

دو طلاق دیا رجعت کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟

سوال (۶۵۳): میں نے اپنی بیوی کو دو مرتبہ طلاق دی ہے، مسئلہ پوچھنے پر علماء سے معلوم ہوا کہ طلاق رجعی ہوئی ہے رجعت کی گنجائش ہے مزید تحقیق کے لئے جناب کے پاس لکھ رہا ہوں۔ لہٰذا مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات سے سرفراز فرمائیں۔

(۱) مذکورہ بالا صورت میں رجعت کی گنجائش ہے کہ نہیں؟

(۲) رجعت کی کیا صورت ہوگی۔

(۳) کیا رجعت کے لئے بیوی کی منظوری ضروری ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

(۱) طلاق صریح دو مرتبہ دینے سے رجعی طلاق واقع ہوئی اور طلاق رجعی میں عدت کے اندر رجوع کر سکتے ہیں عدت کے گزر جانے کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے البتہ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ (۱)

(۲) بوسہ لے لے۔ یا صحبت کر لے یا زبان سے کہہ دے کہ میں نے رجعت کر لی۔ (۲)

(۳) رجعت کے لئے بیوی کی منظوری ضروری نہیں۔ (۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۲) والرجعت أن يقول: "رجعتك" و"راجعت مرأتي" هذا صريح في الرجعة أو بطأها أو يقبلها أو تلمسها بشهوة أو ينطو إلى فرجها۔ وستجب أن يشهد على الرجعة شاهدين فإن لم يشهد صحت الرجعة۔س (هداية ص:۳۹۵ ج:۲۔ أشرفی بك ڈپو ديوبند)۔

(۲) وبكل ما يوجب حرمة المصاهرة كمسٍ ولو منها احتلاماً۔ (شامی ص:۳۹۹

ج:۳۔ کراچی)۔

(۱) وإذا طلق الرجل امرأته تطليقةً أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها هداية ص:۳۹۴ ج:۲۔

طلاق کی ایک صورت

سوال (۶۵۴): زید نے اپنے پوتے کی شادی نابالغی میں کی جب لڑکا لڑکی بالغ ہوئے تو رخصتی کے لئے کوشش کی گئی تو لڑکی کے ورثاء نے جواب دیا کہ لڑکی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے بہت علاج کیا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا اب سوائے او جھائی کے کوئی چارہ نہیں ہے اور جب لڑکی رخصت بھی کروں گا تو لکھا پڑھی کے ساتھ کروں گا جب لڑکے کو یہ سب باتیں معلوم ہوئیں تو لڑکا رکھنے پر رضامند نہیں ہے اور بعد میں طلاق بھی دے دیا اور لڑکے کی دوسری جگہ نسبت بھی طے ہوگئی جب لڑکی کے ورثاء کو معلوم ہوا تو میرے خلاف پوسٹر نکال کر پوری قوم کے سامنے ذلیل کیا اس کے بعد پنچایت بھی کیا تمام برادریوں کو اور قوم کے سردار کو جمع کر کے بدنام بھی کیا اور مجھ پر پنچایت کر کے ساڑھے تین ہزار روپیہ جرمانہ بھی کیا اس کے علاوہ پوری عدت کا نان ونفقہ اور مہر بھی لے گیا اور ایک جوڑا کپڑے کی قیمت بھی لے گیا اکیاون روپیہ جو بروقت نکاح میں دیا تھا۔ وہ بھی اس نے لیا کل رقم چار ہزار دوسو اٹھارہ روپیہ مجھ سے وصول کیا اور دوسری نسبت جو لگی تھی اس کو بھی چھڑا دیا۔ بلکہ اس پر بھی پانچ سو روپیہ جرمانہ کیا جس انسان کا خیال او جھائی پر منحصر ہو وہ مسلمان رہ گیا یا اسلام سے خارج ہوگیا؟

پنچایت کر کے شروع میں قوم کے جنرل سرداروں نے اعلان کیا کہ جو فیصلہ کیا جائے وہ از روئے شریعت ہو، کیا ان کا یہ فیصلہ از روئے شریعت ہے؟ اگر ہے تو کہاں تک درست ہے۔ پنچایت کے اندر زید نے بار بار معافی مانگی یہ ایک گناہ قرار دیا گیا۔

پنچایت میں پنچوں کے سامنے مہر اور عدت کا فتویٰ بھی پیش کیا گیا اس پر برادریوں اور سرداروں نے کوئی توجہ نہیں کی اس لئے زید کو پنچایت کے سامنے معافی منگائی گئی اور زید کی

دوسری نسبت کو بھی ختم کر کے پانچ سو روپیہ جرمانہ کیا گیا۔ اس طرح کل رقم چار ہزار دوسو اٹھارہ روپیہ وصول کیا گیا یہ جرمانہ کہاں تک درست اور جائز ہے اس طرح زید کو تین سزائیں دی گئیں یہ کہاں تک درست ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

رشتہ ایسی چیز نہیں جو معمولی معمولی باتوں کی وجہ سے ختم کر دیا جائے صرف غیروں کی زبانی باتیں سن کر تحقیق کئے بغیر لڑکے کا طلاق دیدینا انتہائی غلط کام ہے حضور اکرم ﷺ نے مباح چیزوں میں سب سے زیادہ مبغوض طلاق کو قرار دیا ہے (۱) جب طلاق دینے کا ارادہ ہوا اس وقت کیوں نہیں معلوم کیا کہ شریعت کا کیا حکم ہے؟ جب پنچوں نے جرمانہ لگایا تب آنکھ کھلی اور شریعت نظر آنے لگی بہر حال طلاق کے بعد نصف (۲) مہر کی ادائیگی اور عدت کا نفقہ لڑکے کے ذمہ لازم ہے البتہ پنچوں پر لازم ہے کہ وہ جرمانہ کی رقم واپس کر دیں (۳) اور کوئی دوسری سزا اس کے علاوہ مقرر کر دیں تا کہ دوسروں کو بھی اس انداز سے سبق حاصل ہو۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب — الجواب صحیح

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی — بندہ عبدالحلیم عفی عنہ

التعليق والتخريج

(۱) عن محارب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما أحل الله شيئاً أبغض إليه من الطلاق وفي رواية: أبغض الحلال إلى الله الطلاق. (سنن أبي داود ص:۲۹۶ ج:۱، بلال)۔

(۳) عن أبي حرة الرقاشي رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: لا يحل مال امرأ مسلمٍ إلا عن طيب نفسه. (سنن الدار قطني ص:۲۲ ج:۳، رقم الحديث ۲۸۶۳)۔

(۳) ولا يجوز لأحدٍ من المسلمين أخذ مال أحد بغير سببٍ شرعي. (شامي ص:۶۱ ج:۴۔ کراچی)۔

(۴) وبأ الطلاق قبل الدخول ينتصف والمراد قبل الدخول والخلوة. (تبيين الحقائق ص:۱۳۸ ج:۲، امداديه ملتان)۔

دوسرے سے طلاق نامہ لکھوانے کا حکم

سوال (۶۵۵): زید نے اپنی بیوی سے کسی معاملہ میں جھگڑا کیا اور غصہ میں آ کر اپنی بیوی کے باپ کے پاس کسی سے ہندی میں ایک خط لکھوایا جس میں تحریر ہے کہ میں تمہاری بیٹی کو تین طلاق دیتا ہوں شریعت کی روشنی میں فرمائیں کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

نوٹ: طلاق نامہ کی تحریر زید نے لکھوائی ہے اس کا زید کو اعتراف ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

طلاق غصہ کی حالت میں دیجاتی ہے پیار ومحبت میں طلاق کوئی نہیں دیتا۔ صورت مسئولہ میں جب زید نے تحریر لکھوائی ہے اور اس کا اعتراف بھی ہے لہٰذا زید کی بیوی پر حسبِ تحریر تین طلاق واقع ہو کر مغلظہ ہوگئی اب اس سے تعلق ازدواجیت قائم کرنا حرام ہے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتي كان اقراراً بالطلاق وإن لم يكتب.

(شامی ص:۲۴۷ ج:۳، کراچی ص:۴۲۹ ج:۲۔ نعمانیه).

لو قال للمكان: اكتب "طلاق امرأتي" نطلق كتب أو لم يكتب كذا في العمادية:۔

(ودر الحكام شرح غرد الأحكام ص:۳۶۳ ج:۲).

ولو استكتب من آخر كتاباً بطلاقها وقع إن أقر الزوج أنه كتابه. (شامی ص:۴۵۶ ج:۴) زكريا.

هكذا في الفتاوىٰ الهندية ص:۳۴۶ ج:۱۔ زكريا.

کہا طلاق دیا دیا دیا کہنے سے کتنی طلاق ہوئی

سوال (۶۵۶): میری بیوی سے اور مجھ سے کسی بات پر جھگڑا ہونے کی وجہ سے فدوی نے غصہ میں کہا طلاق دیا دیا دیا۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

برتقدیر صحت سوال صورت مسئولہ میں آپ کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو کر مغلظہ ہوگئی اب اس سے تعلق ازدواجیت قائم کرنا جائز نہیں اب بغیر حلالہ شرعی کے زوجیت میں نہیں آسکتی۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) وصريحه مالم يستعمل إلا فيه كطلقتك وأنت طلق ومطلقة ويقع بحه أي بهذه الألفاظ وما بمعناها من الصريح. وتحته في الشامية بلا اشتراط فية.

(شامی ص:۲۴۷ ج:۳۔ کراچی).

إذا قال لامرأته أنت طالق وطالق وطالق ولم يعلقه بالشرط إن كانت مدخولاً بها طلقت ثلاثاً فإن كانت غير مدخولة بها طلقت واحدةً. (الفتاوىٰ الهندية ص:۴۲۳ ج:۱۔ زكريا).

وإن يكان الطلاق ثلاثاً في الحرة. وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً. ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (هنديه ص:۵۳۵ ج:۳).

کراچی۔

شامی ص:۴۱۰، ج:۳۔ کراچی۔

فتح القدیر ص:۳۱، ج:۴۔ دار إحیاء التراث۔

ایک طلاق کا اقرار بقیہ کا انکار کیا، کیا حکم ہے؟

سوال (۶۵۷): علماء دین کیا فرماتے ہیں۔

ازطرف ابوسعد! میں اپنی بیوی ثریا کو طلاق دیتا ہوں (۳)

اگر آپ لوگوں کو ایک ایک سامان اور ایک ایک پائی کا حساب چاہئے تو لڑکی کو ہر قیمت پر لیکر آئے گا اور اگر صلح وصفائی کے ساتھ آنا ہے تو کوئی بات نہیں۔ ابوسعد

نوٹ: ابوسعد کا کہنا ہے کہ یہ تحریر میری ہے مگر ۳ کی گنتی میری نہیں ہے ابوسعد کے چھوٹے بھائی ابوطلحہ کی ہے ابوطلحہ کا کہنا ہے کہ یہ ۳ میں نے لکھا ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

برتقدیر صحت سوال صورت مسئولہ میں ثریا پر ایک طلاق تو قطعی طور پر پڑ گئی ابوسعد کے اس کہنے کی وجہ سے کہ میں اپنی بیوی ثریا کو طلاق دیتا ہوں گویا کہ ایک صریح اقرار ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی کلام نہیں البتہ اس سے زائد کا چونکہ ابوسعد منکر ہے اور اس کے خلاف کوئی ثبوت بھی نہیں ہے اس لئے اس کا انکار قابل قبول ہے (کما فی الفتاوی (۱) الہندیہ درمختار) (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۲) للحديث المشهور والبينة على المدعي واليمين على من أنكر۔ (الدر المختار اشرفيه ص:۷۹ ج:۲۔ متن)۔

(۱) ولا يتع به الطلاق إذا لم يقر۔ (هنديه ص:۴۴۷ ج:۱۔ زكريا)۔

تحریری طلاق سے انکار کا حکم

سوال (۶۵۸): شہنشاہ جو شوہر ہے اور سعودیہ رہتا ہے اس کا خط پہلے آچکا ہے اور

پھر دوسرا خط آیا ہے دونوں خطوں میں انہوں نے لکھا ہے کہ میں نے اپنی بیوی شہناز کو طلاق نہیں دیا ہے کسی نے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دیا ہوگا مجھے یہ بھی معلوم نہ ہوتا اگر گھر سے خط نہ آیا ہوتا طلاق نامے کی تحریر اور دستخط میں فرق معلوم ہوتا ہے لیکن شہنشاہ کے دونوں خطوں میں دستخط کا کوئی ذکر نہیں ہے بس یہ لکھا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دیا ہے۔ کسی دوسرے نے یہ حرکت کی ہے اس صورت میں شرعاً طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

تحریر سے طلاق واقع ہونے کے لئے تحریر کا خود لکھنا یا کسی سے لکھوانا شرعی شہادت یا اقرار سے ثابت ہونا ضروری ہے۔ شہنشاہ جب یہ کہتا ہے کہ ''میں نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دیا ہے'' تو اس کا یہ قول معتبر ہوگا چونکہ اس کے معارض کوئی قول نہیں ہے اور نہ ہی کوئی بات شرعی اصولوں پر منطبق موجود ہے۔ اس لئے شہنشاہ کے قول کے مطابق اس کی اہلیہ حسبِ سابق بیوی ہے۔ (۱)

نوٹ: برتقدیر یہ صحت سوال مذکورہ بالا جواب ہے۔

الجواب صحیح
بندہ عبد الحلیم عفی عنہ

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۲) ملتقی الأبحر ص:۸۴ ر ج:۲۔ مؤسسة الرسالة۔

(۱) و كذالك كل كتابٍ لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق إذا لم يقر أنه كتابه۔ (هنديه ص:۴۴۶ ج:۱، زكريا)۔ (شامي ص:۲۴۷ ج:۳۔ كراچی)۔

تین طلاق کا حکم

سوال: کلیم نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں یہ کہا کہ جاؤ تمہیں تین طلاق! ہمارے گھر سے نکل جاؤ۔ تو کیا تین طلاق پڑ گئی؟ اور اگر وہ پھر اس کو رکھنا چاہے تو اس کی کیا

صورت ہوسکتی ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

طلاق غصہ ہی کی حالت میں دیجاتی ہے پیار ومحبت کی فضاء میں کوئی طلاق نہیں دیتا۔ بہر حال زوجہ پر تین طلاق واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی اب بغیر حلالہ شرعیہ کے اس سے تعلق از دواجیت قائم کرنا جائز نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ثلاث جدهن وهزلهن جد النكاح والطلاق والرجعة. (سنن أبي داؤد ص:۲۹۸ ج:۱، كتاب الطلاق)۔

(۲) ولذا يقع بلا توقفٍ على نيةٍ في حالة الغضب. (شامی ص:۳۰۱ ج:۳۔ کراچی)۔

(۳) إن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها۔ (هنديه ص:۵۳۵ ج:۱۔ زکریا)۔

(۴) فتح القدير ص:۳۱ ج:۴۔ دار إحياء التراث العربي۔

(۵) لو كان كذلك لم يقع على أحدٍ طلاق لأن أحداً لا يطلق حتى يغضب. (بذل المجهود ص:۱۷۹ ج:۱۔ مركز الشيخ)۔

طلاق معلق کا حکم

سوال (۶۶۰): حافظ حامد نے اپنی بیوی جمیلہ کو یہ لکھ دیا کہ دوشنبہ کو چار بجے تک اپنے میکہ سے میرے گھر نہیں پہونچتی ہو تو میں نے طلاق بائن دیا اگر حافظ صاحب کی بیوی بجائے چار بجے پہنچنے کے چھ بجے پہنچتی ہے یا ایسی صورت میں حافظ حامد کی بیوی کو طلاق

پڑے گی یا نہیں اگر پڑے گی تو کون سی بائن یا رجعی؟

پھر اس واقعہ کے ایک سال بعد اسی بیوی سے ایک بچہ پیدا ہوتا ہے آیا یہ بچہ حرامی ہوگا کہ نہیں۔ چونکہ یہ بچہ طلاق کے ایک سال بعد پیدا ہوا ہے۔

بلا نیت اور علم کے طلاق دیا کیا حکم ہے

سوال (۶۶۱): ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق دیا اس کی ذہنی کیفیت ایک عام آدمی کی طرح نہیں ہے اور نہ ہی وہ طلاق کی اصل اہمیت کو جانتا ہے وہ کند ذہن اور ہلکے دماغ کا اور پڑھا لکھا بالکل نہیں ہے لیکن سب کو جانتا پہچانتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم کو نہیں معلوم تھا کہ ایسا کہنے پر بیوی چلی جائے گی اور کہتا ہے کہ ہم نے بیوی کو چھوڑا نہیں ہے مگر اس کی بیوی کو زبردستی اس کے میکے پہنچا دیا گیا ہے میاں بیوی میں کوئی لڑائی جھگڑا بھی نہیں تھا اور نہ ہے اور دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ زید کی عمر ۱۷ سال ہے اور تقریباً چھ مہینے پہلے شادی ہوئی تھی۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

لفظ طلاق الفاظ طلاق میں صریح ہے اس لفظ سے بغیر نیت طلاق کے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ نیز خواہ یہ معلوم ہو کہ اس سے طلاق واقع ہو جائے گی یا معلوم نہ ہو۔ دنیاوی قوانین میں سے اگر کوئی قانون توڑ دے اور یہ کہے کہ مجھے یہ قانون معلوم نہیں تھا تو اس سے جان بخشی نہیں ہوتی بہر حال صورت مسئولہ میں حسبِ تصریح تین طلاق واقع ہوگئی اب اگر دونوں ایک ساتھ رہنا چاہیں تو شرعی حلالہ ضروری ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) وصريحه مالم يستعمل إلا فيه كطلقتك "وأنت طالق" ومطلقة، يقع بها أي بهذه الألفاظ وما بمعناها من الصريح وتحته في الشامية: بلا اشتراط نية. (شامی ص:۲۴۷ ج:۳). کراچی۔

(۲) وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها۔ (ہندیہ ص:۵۳۵ ج:۱ زکریا)۔

(۳) شامی ص:۴۱۰ ج:۳ کراچی۔

(۴) فتح القدیر ص:۳۱ ج:۴ دار إحیاء التراث العربی۔

لفظ ’’فارغطی‘‘ سے طلاق ہوئی یا نہیں؟

سوال (۶۶۲): عرض ہے کہ مسماۃ رابعہ خاتون نے اپنا مہر وغیرہ معاف کرتے ہوئے اپنے شوہر مسمیٰ مظفر علی عرف میو سے طلاق حاصل کی ہے جس کے جواب میں زبانی (بلا تحریری) تجھے فارغطی دیا فارخطی (اصلی خط فارغ خطی مراد ہے) دیا تو ایسی شکل میں کون سی طلاق واقع ہوئی خصوصاً تین بار کہنے پر شبہ حلالہ کی شکل پیدا ہو رہی ہے۔ یہ دونوں پھر زن وشو کی زندگی گزارنے کی کوشش میں ہیں۔

نوٹ: مہر کی معافی کا کاغذ ارسال ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

فارغطی کا استعمال طلاق کی جگہ پر ہے اور چونکہ تین بار اس لفظ کو مظفر علی عرف میو نے استعمال کیا ہے اس لئے اس کی بیوی مغلظہ ہوگئی، اب دونوں ایک ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو شرعی حلالہ ضروری ہے اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی ۳/۷/۱۴۱۱ء

التعليق والتخريج

(۱) الكنايات لا تطلق بها إلا بنية أو دلالة الحال.... وتصح نيته الثلاث.... لأنه كل الجنس. (البحر الرائق ص:۳۰۰ ج:۳. سعيد).

(۲) وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها. ثم يطلقها أو يموت عنها. (هنديه ص:۵۳۵ ج:۱). زكريا.

وينكح مبانته بما دون الثلاث في العدة وبعدها بالإجماع ولا ينكح مطلقة بها أي بالثلاث لو حرة وثنتين لو أمة حتى يطأها غيره ولو الغير مراهقاً يجامع مثله. (الدر المختار ص:۴۱۰ ج:۳. کراچی).

(۴) فتح القدیر ص:۳۱ ج:۴ دار إحیاء التراث العربی۔

طلاق کی ایک صورت

سوال (۶۶۳): محمد احسان نے اپنی بیوی کو خط لکھا اس میں لکھا کہ آج سے جان لو کہ ہمارے محلہ میں نہیں آنا ہے اور اگر میرے رہتے ہوئے تو آئے گی تو تمہارا کیا حشر ہوگا وہ تم جان لوگی اس خط کو خط نہ سمجھنا میں تم کو طلاق دے رہا ہوں اور آپ کو اگر ہم سے کچھ کہنا ہو تو عدالت کا سہارا لو تاکہ تمہارا اور ہمارا معاملہ عدالت میں درپیش ہو۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

صورت مسئولہ میں شوہر کی تصریح کے مطابق زوجہ پر طلاق واقع ہوگئی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) فیثبت له حکم طالق و کذا ما کان عندنا من الصریح لا یحتاج إلی النیة۔
(البحر الرائق ص:۵۹۴ ج:۳۔ سعید)۔

وصریحه مالم استعمل إلا فیه... یقع بها أی بهذه الألناظ وما بمعنا ها من الصریح وتحته فی الشامیة: بلا اشتراط نیةٍ۔ (شامی ص:۲۴۷ ج:۳۔ کراچی)۔

أن الفرد نوعان فرد حقیقی وهو أدنی الجنس وفرد حکمی وهو وجمیع الجنس، فأیهما نوی صحت نیته لأن اللفظ یحتمله۔ (تبیین الحقائق ص:۱۹۸۰ ج:۲۔ امدادیه ملتان)۔

ہندیہ ص:۴۲۲/ج:۱۔زکریا۔

طلاق قبل الخلوۃ مہر واجب ہے یا نہیں؟

سوال (۶۶۴): ہاشم کی شادی ہوئی اور شادی کے تقریباً چار مہینے گذرے کہ کسی بات کی بنا پر ہاشم نے خلوت صحیحہ کے بغیر طلاق دیدی اب درکار مسئلہ یہ ہے کہ کیا اس صورت میں ہاشم کو مہر دین بھی دینا پڑے گا اور اگر دینا پڑے گا تو کتنا اور مہر دین دینا پڑے گا تو کس بنا پر کیوں! واضح طور پر بیان فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

جماع یا خلوت صحیحہ کے قبل طلاق کی صورت میں نصف مہر کی ادائیگی منصوص ہے ’’فنصف ما فرضتم‘‘(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) وإن طلقتموهن من قبل أن تمسوهن فنصف ما فرضتم۔ (سورة البقرة رقم الآیة: ۲۳۷)۔

وبالطلاق قبل الدخول یتصنف ومعنی تنصیفها استحقاق الزوج النصف منها۔ (البحر الرائق ص:۱۴۴ ج:۳۔ سعید)۔

ونصف المسمی خمسة دراهم وعند زفر نجب المنعة۔ (تبیین الحقائق ص:۱۳۹ ج:۲۔ امدادیه ملتان)۔

ولزم نصفه أی المسمی بالطلاق قبل الدخول وقبل الخلوة الصحیحة۔ وهذا الحکم غیر مخصوصٍ بالطلاق بل یَعَمُّ الفرق من قبل الزوج بسبب محظورٍ کالردة والإباء عن الإسلام۔ (مجمع الأنهر ص:۵۰۹ ج:۱۔ فقیه الأمت)۔

حالت اکراہ میں دی ہوئی طلاق کا حکم

سوال (۶۶۵): جب میں گھر سے گھبرا گیا تو بھیونڈی چلا گیا مرے جانے کے ایک ہفتہ بعد میری سسرال کے چند غنڈوں نے مجھے اغواء کرلیا اور مجھ سے زبردستی طلاق کا مطالبہ کرنے لگے اور یہ بس کہا کہ اگر طلاق نہیں دوگے تو تمہیں جان سے مار ڈالیں گے تو مجبوراً میں نے جان بچانے کے لئے لفظی ادغام کرکے اپنی جان بچائی اور یوں گویا ہوا کہ میں اپنی بیوی فلاں کو تلاک دیتا ہوں تین مرتبہ میں نے یونہی کہا تلاک تلاک تب میری جان بچی کیا یوں کہنے اور لکھنے پر طلاق واقع ہوگی جبکہ میں یہ نہیں چاہتا کہ رشتہ ختم ہو پھر بھی بچی کے والدین غیر شرعی غیر فطری اور غیر ضروری حرکت پر آمادہ ہیں اور بذاتِ خود اقبال جرم کے مرتکب ہوچکے ہیں اب ایسے حالات میں دارالافتاء سے رجوع کرنا چاہتا ہوں کہ کیا واقعی طلاق واقع ہوجائے گی اور رشتہ ختم ہوجائے گا جبکہ اقبال جرم کے مرتکب بچی کے والدین ہیں اس کی جو بھی سزا شرعی نقطہ نظر سے ہو میری رہبری کریں گے۔ اگر خدانخواستہ سسرال کے

لوگ اسی پر اڑ جائیں کہ رشتہ ختم ہوگیا تو مہر اور نان ونفقہ مجھے دینا ہوگا جو کچھ سامان جہیز میں ملا ہے اسے واپس کرنا ہوگا اور میرے زیورات مجھے واپس ملیں گے۔ جو بھی شرعی فیصلہ قرآن وسنت کی روشنی میں صادر فرمائیں میں اس کو من وعن قبول کرنے کو تیار ہوں ملزم کو اس کے کیفر کردار تک پہنچائیں اور قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔ میں آپ لوگوں کا بہت ہی ممنون ومشکور رہوں گا۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

اکراہ کی صورت میں زبان سے کہہ دینے پر طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اور آپ نے زبان سے تین بار کہہ دیا ہے لہٰذا آپ کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو کر مغلظہ ہوگئی اب آپ پر اس سے علیحدگی اختیار کرنا شرعاً لازم ہے اور تعلق از دواجیت قائم کرنا حرام ہے۔ (۱)

آپ کی بیوی عدت کے خرچہ اور پورے مہر کی حقدار ہے۔ (۲) لہٰذا آپ عدت کا خرچہ اور اس کا پورا مہر ادا کریں اور جہیز کے سامان کی واپسی کا جو عرف آپ کے دیار میں ہو اس کے مطابق عمل کریں۔ (۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) ويقع طلاق كل زوجٍ عاقلٍ بالغٍ ولو مكرهاً. (ملتقى الأبحر ص:۲۶۲ ج:۱۔ مؤسسة الرسالة)۔

وقوله ولو "مكرهاً"، فإن طلاقه صحيح لا اقراره بالطلاق، لأن الاقرار خبر محتمل للصدق والكذب وقيام آلة الإكراه اعلى رأسه۔ يرجع جانب الكذب و كذا اللاعب والهازل بالطلاق۔ (مجمع الأنهر ص:۸ ج:۲۔ فقيه الأمت)۔

(۲) المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسكنى۔ (هنديه ص:۶۰۵ ج:۱۔ زكريا)۔

فالمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة۔ الدخول والخلوة الصحيحة۔ وموت أحد

الزوجين۔ (بدائع الصنائع ص:۵۸۴ ج:۲۔ زكريا)۔

(۳) وإذا بعث الزوج إلى أهل زوجته أشياءً عند زفافها مسنها ديباج فلما زفت إليه أراد أن يسترد من المرءة الديباج تيس له ذالك إذا بعث إليها على جهة التمليك۔ (هنديه ص:۳۹۳ ج:۱۔ زكريا)۔

تینوں طلاق واقع ہوگئیں

سوال (۶۶۲): عاشق کی شادی جب عاصمہ سے ہونے والی تھی تو لڑکی والے نے عاشق کو بلوایا تو عاشق آیا پانچ آدمی کے درمیان یہ بات ہوئی محمد احسان نے عاشق سے سوال کیا کہ تمہاری پہلی شادی کہاں ہوئی تھی تو عاشق نے جواب دیا پورینی میں تو احسان پھر سوال کیا کہ وہ بیوی کیا ہوئی تو عاشق نے جواب دیا کہ وہ مرگئی پھر احسان نے سوال کیا کہ دوسری شادی کہاں ہوئی تو عاشق نے جواب دیا کہ بانکا میں پھر احسان نے عاشق سے سوال کیا کہ وہ بیوی کیا ہوئی تو عاشق نے جواب دیا کہ بانکا والی بیوی کو سال بھی پہلے طلاق دے چکے ہیں اسی کے بعد یہ پانچوں آدمی مطمئن ہوگئے کہ بانکا والی بیوی کو طلاق ہو چکا ہے، پانچ آدمی کا نام یہ ہے محمد احسن، محمد عمران، محمد معین، محمد نور اللہ، عطاء الرحمٰن۔

ان باتوں کے دو دن بعد عاشق کا نکاح عاصمہ سے ہوا نکاح کے وقت بھی لڑکے نے کہا کہ طلاق نامہ بنوانا چاہیں تو بنوالیں لیکن لڑکی کے والد نے کہا کہ جب طلاق بانکا والی کو ہو چکی ہے تو طلاق نامہ بنوانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ شادی کے سات ماہ بعد یہ واقعہ رونما ہوا۔

اب یہاں سے عطاء الرحمٰن کا بیان شروع ہوتا ہے۔

۵ جنوری کی صبح میں کام کر رہا تھا تو عاشق نے ایک بچہ کو بھیج کر ہم کو بلوایا ہم سجاد کے یہاں آئے تو عاشق نے ہم سے کہا کہ بانکا والی کا طلاق نامہ بنوانا ہے تو ہم نے عاشق سے سوال کیا کہ کیوں عاشق نے جواب دیا کہ ڈھوا میں پنچایت ہونے والی ہے وہاں کاغذ دینا ہے۔ تو ہم نے عاشق سے سوال کیا کہ لڑکی کا نام کیا ہے؟ عاشق نے جواب دیا کہ ہم نہیں جانتے، پھر ہم

نے عاشق سے سوال کیا کہ اس کے والد کا نام کیا ہے؟ عاشق نے جواب دیا ہم نہیں جانتے؟
پھر ہم نے عاشق سے سوال کیا کہ ہم کیا لکھیں تو عاشق نے جواب دیا کہ ہم بولیں گے آپ لکھئے گا۔اس کے بعد ہم نے عاشق کو کہا کہ تم عین الحق کو بلالاؤ، عاشق کبیر پور جا کر عین الحق کو بلالایا لیکن جمعہ کا وقت قریب ہونے کی وجہ سے ہم نے عین الحق سے کہا کہ جمعہ بعد آؤ وہ چلا گیا۔بعد جمعہ عین الحق آیا تو میں نے طلاق نامہ کو اس طرح بنایا۔

یہ طلاق نامہ ہے محمد عاشق والد شیر محمد کی جانب سے

اپنی بیوی عاصمہ بنت محمد سجاد کے لئے کہ میں اپنی بیوی عاصمہ کو تینوں طلاق دیتا ہوں تینوں طلاق دیتا ہوں تینوں طلاق دیتا ہوں ان گواہوں کے سامنے۔گواہ میں نور اللہ، عتیق الحق، محمد اشتیاق۔

طلاق نامہ میں میں نے لڑکی کے نام کی جگہ کو خالی چھوڑ دیا ہے اس کے بعد میں نے عاشق سے سوال کیا کہ بولو کیا بولتے ہو عاشق نے کہا کہ ہم کیا بولیں تو میرے بدلہ میں سجاد نے کہا کہ تم کو جو بولنا ہے وہ بولو تب عاشق نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو تینوں ،لاق دیتا ہوں میں اپنی بیوی کو تینوں طلاق دیتا ہوں۔میں اپنی بیوی کو تینوں طلاق دیتا ہوں اس کے بعد میں نے دستخط لیکر کاغذ پھاڑ کر عاشق کو دیدیا پھر میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ بانکا والی تو مطلقہ ہے اس وقت اپنی بیوی تو عاصمہ ہے اس لئے میں نے دوبارہ کاغذ لیکر لڑکی کے نام کی خالی جگہ پر میں نے عاصمہ کا نام اس طرح چڑھایا۔(اپنی بیوی عاصمہ بنت محمد سجاد کے لئے میں اپنی بیوی عاصمہ کو) تینوں طلاق دیتا ہوں۔

اس بات کا گواہ عین الحق ہے کہ میں نے دوبارہ کاغذ لیکر نام چڑھایا ہے۔

میں نے طلاق نامہ پر اپنی بیوی کا لفظ صرف ایک جگہ پر چڑھایا ہے، دو جگہ پر جگہ نہ ہونے کی وجہ سے اپنی بیوی کا لفظ نہیں چڑھا سکا ہوں۔

گواہ نور الدین کا بیان: نور اللہ نے کہا کہ میں اسٹیشن کی طرف جارہا تھا تو اچانک سجاد چچا باہر آئے اور ہم سے یہ کہا کہ بانکا والی کا کاغذ بنایا جارہا ہے تو ہم سجاد چچا کے کارخانہ میں گئے تو

عاشق سے کہا گیا کہ بولو کیا بولتے ہو تو عاشق نے یہ کہا کہ ہم کیا بولیں اس کے جواب میں سجاد چچا نے کہا کہ کچھ بھی بولو تو اس نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو تینوں طلاق دیتا ہوں تین مرتبہ کہا۔

گواہ عین الحق کا بیان: عاشق ہمارے یہاں گیا اور یہ کہا کہ بانکا والی کا کاغذ بنایا جارہا ہے اس لئے آپ چلتے تو ہم ناتھ نگر سجاد کے یہاں آئے لیکن جمعہ کا وقت قریب ہونے کی وجہ سے واپس کر دیا گیا بعد جمعہ ہم پھر آئے تو کاغذ بنا تیار تھا ہم سے کہا گیا کہ دستخط کرو ہم نے دستخط کر دیا بغیر پڑھے ہوئے اس لئے کہ میرے پاس چشمہ نہیں تھا اس کے بعد عاشق کو بلایا گیا اور عاشق کو کہا گیا کہ بولو تو عاشق نے کہا کہ ہم کیسے بولیں تو مولوی صاحب نے کہا کہ اپنی بیوی کے نام سے بولو تب عاشق نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو تینوں طلاق دیتا ہوں، میں اپنی بیوی کو تینوں طلاق دیتا ہوں، میں اپنی بیوی کو تینوں طلاق دیتا ہوں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

صورت مسئولہ میں ذکر کردہ تحریر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ عاشق نے عاصمہ ہی کو تین طلاق دی ہے۔لہٰذا طلاق واقع ہو کر مغلظہ ہوگئی اور اگر واقعہ اس کے علاوہ ہے تو صحیح صورتِ حال کے آنے کے بعد اس کے مطابق جواب دیا جائے گا۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؒ

التعلیق والتخریج

(۱) وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (هندية ص:۵۳۵ ج:۱۔ زکریا).

وينكح مبانته بما دون الثلاث في العدة وبعدها بالإجماع ولا ينكح مطلقة بها أي بالثلاث لو حرة. وثنتين لو أمة. حتى يطأها غيره ولو الغير مراهقاً يجامع مثله. (الدر المختار ص:۴۱۰ ج:۳۔ کراچی).

فتح القدیر ص:۳۱ / ج:۴ ۔ دار إحیاء التراث العربی۔

(۴) إذا قال لامرأته أنت طالق وطالق، وطالق وولم یعلقه بالشرط إن كانت مدخولاً بها طلقت ثلاثاً وإن كانت غیر مدخولة بها طلقت واحدة۔ (هندیة ص:۴۲۳ ج:۱، زکریا)۔

کسی غیر سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدیا کیا حکم ہے؟

سوال (٦٦٧): زید نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا، اس کے بعد زید نے اپنے والدین سے یہ کہا کہ میں اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دیدیا دریافت طلب امر یہ ہے کہ دریں صورت ہندہ کو طلاق ہوئی یا نہیں اگر طلاق ہوگئی تو ''رجعی یا طلاقِ بائن یا مغلظہ، فقہ حنفی کے مطابق بالتفصیل جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

زید نے جب اپنے والدین سے یہ کہا کہ میں نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دیدیا تو اس کے یہ کہنے سے طلاق پڑگئی۔ اور ظاہر سوال سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف ایک بار کہا ہے لہٰذا ایک طلاق رجعی واقع ہوئی، اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر رجعت کرلے اور رجعت کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی بیوی سے کہہ دے کہ میں نے رجعت کیا یا اس سے تعلق ازدواجیت قائم کرلے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) وصریحه مالم یستعمل إلا فیه۔۔۔ یقع بها أی بهذه الألفاظ وما بمعناها من الصریح وتحته فی الشامیة: بلا اشتراط نیة۔ (شامی ص:۲۴۷ ج:۳۔ کراچی)۔

(۲) فیثبت له حکم طالق و كذا كان عندنا من الصریح لا یحتاج إلی النیة۔ (البحر

الرائق ص:۲۵۹ ج:۳۔ سعید)۔

(۳) والرجعة أن یقول وجعتك وراجعت امرأتی هذا صریح فی الرجعة أو یطأها أو یقبلها أو یلمسها بشهوةٍ أو ینظر إلی فرجها بشهوة ویستحب أن یشهد علی الرجعة شاهدین فإن لم یشهد صحت الرجعة۔ (هدایة ص: ۳۹۵ ج:۲۱۔ (اشرفی بك ڈپو دیوبند)۔

وبكل ما یوجب حرمة المصاهرة كمسٍ ولو منها احتلاساً أو نائماً أو مكرهاً أو معتوهاً۔ (شامی ص:۳۹۹ ج:۳۔ کراچی)۔

تبیین الحقائق ص:۲۵۱ / ج:۲ ۔ امدادیہ ملتان۔

بخار اور غصہ میں تین طلاق کا حکم

سوال (٦٦٧): زید کی بیوی اپنے میکے میں تھی اولاً زید نے اپنے بھائی کو اس کو لانے کے لئے بھیجا لیکن اس نے طبیعت کی خرابی بتا کر آنے سے انکار کردیا اس کے بعد زید جو کہ خود بھی بخار میں مبتلا تھا غصہ میں اٹھ کر اپنی سسرال گیا اور بیوی سے گھر چلنے کو کہا لیکن بیوی نے جواب دیا کہ ہماری طبیعت ٹھیک نہیں ابھی ہم نہ جائیں گے اس پر زید غصہ میں آگیا اور اسی غصہ کی حالت میں اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر نہیں جاؤ گی تو ابھی ہم فیصلہ کردیتے ہیں اور یہ کہہ کر اس نے تین بار طلاق طلاق طلاق کہا اور گھر چلا آیا۔ مندرجہ بالا صورت مسئلہ میں زید کی بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں مع دلیل جواب سے نوازیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

طلاق غصہ ہی کی حالت میں دی جاتی ہے پیار ومحبت میں کوئی بھی طلاق نہیں دیتا بہر حال زید کی بیوی پر اس کے تین بار طلاق، طلاق، طلاق کہنے کی وجہ سے تین طلاق واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی اب زید کے لئے اس سے بغیر حلالہ کے تعلق ازدواجیت قائم کرنا جائز نہیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ثلاث جد هن وهزلهن جد النكاح والطلاق والرجعة. (سنن أبي داؤد ص:۲۹۸ ج:۱. كتاب الطلاق).

و كذا يقع بلا توقفٍ على نية في حالة الغضب. (شامي ص:۳۰۱ ج:۳. كراچی).

ولو كان كذلك لم يقع على أحدٍ طلاق لأن أحداً لا تطلق حتى يغضب. (بذل المجهود ص:۱۷۹ ج:۸) مركز الشيخ.

إن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها. أو يموت عنها. (هنديه ص:۵۳۵ ج:۱) زكريا.

فتح القدیر ص:۱۳/ ج:۴. دار إحياء التراث العربي.

بیوی کی غیر موجودگی میں طلاق کا حکم

سوال (۶۶۹): ایک شخص اس کے پھوپھا اور اس کے لڑکے سب ایک کمرہ میں سو رہے تھے اور اسی کمرہ میں اس شخص کی عورت بھی کھاٹ بچھا کر سوگئی جب اس شخص نے دیکھا تو غصہ میں آکر تین بار کہہ دیا میں نے طلاق دیدیا اور اس عورت نے نہیں سنا اور اس کے سامنے عورت بھی نہیں تھی ایک دَم تنہا تھا۔ تو کیا فرماتے ہیں طلاق پڑگئی یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

صورت مسئولہ میں حسب تحریر تین طلاق واقع ہو کر مغلظہ ہوگئی طلاق کے واقع ہونے کے لئے بیوی کا سامنے ہونا یا موجود ہونا ضروری نہیں، لہٰذا اب بغیر حلالہ کے بیوی سے تعلق ازدواجیت قائم کرنا جائز نہیں حرام ہے۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

(۱) ويقع طلاق زوجٍ عاقل بالغٍ ولو مكرهاً. (ملتقى الأبحر ص:۲۶۲ ج:۱. مؤسسة الرسالة).

ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغٍ لصدوره من أهله في محله. (البحر الرائق ص:۲۴۴ ج:۳. سعيد).

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاوىٰ الهندية ص:۵۳۵ ج:۱. زكريا).

الدر المختار مع رد المحتار ص:۴۱۰/ ج:۳. کراچی۔

طلاق نامہ پر رضامندی سے دستخط کرنے کا حکم

سوال (۶۷۰): میری لڑکی زینب کی شادی بکر کے ساتھ ہوئی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد بکر کے دروازہ پر میرے اور میرے چند رشتہ داروں اور کثیر تعداد میں شریک گاؤں والوں کی موجودگی میں طلاق نامہ طرفین کی رضامندی سے لکھا گیا اور تمام حاضرین کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا بعد ازاں بکر نے اسی مجلس میں اس طلاق نامہ پر دستخط کیا اور دو گواہوں نے بھی دستخط کیئے ادھر کچھ دنوں سے بکر کہتا ہے کہ میں نے اپنی زبان سے طلاق نہیں دی ہے کیا بکر کے اس طرح کہنے سے طلاق پر کوئی اثر پڑتا ہے جبکہ زینب اور بکر دونوں بالغ ہیں، طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

جب طرفین کی رضامندی سے بلا جبر واکراہ طلاق نامہ لکھا گیا اور پڑھ کر سنایا بھی گیا اور خوشی سے بکر نے اسی مجلس میں دستخط بھی کیا، لہٰذا طلاق واقع ہوگئی۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) ولأن الکتاب کالخطاب باعتبار الحاجة۔ (الفتاویٰ البزازیة علی هامش الهندیة ص:۱۸۵ ج:۴۔ رشیدیة)۔

ہدایہ ص:۳/ج:۳۔اشرفی بک ڈپو دیوبند۔

الصریح لا یحتاج إلی النیۃ۔(شامی ص:۴۶۱/ج:۴۔زکریا)۔

البحرالرائق ص:۲۵۹/ج:۳۔سعید۔

ولا ینکح مطلقة بها أی بالثلاث حتی یطأها غیره حقیقةً أو حکماً ولو الغیر مراهقاً۔ یجامع مثله۔ (الدر المختار مع الرد۔ ص:۴۱۰ ج:۳۔ کراچی)۔

جس تحریر میں طلاق دینے کا بیان نہ ہو اس پر دستخط کردینے کا حکم

سوال (۶۷۱): میری شادی کے بعد لڑکی رُخصت ہو کر ہمارے یہاں آئی ایک ماہ بعد پھر اپنے میکے چلی گئی، میں بمبئی چلا گیا۔ پھر دو ماہ بعد واپس آگیا رخصتی کرادیا چند ماہ رہی اس کے بعد اس کے والد آئے اور رخصتی کرا کر لے گئے۔اس کے بعد میں جب پھر رخصتی کے لئے گیا تو پندرہ دن کے بعد رخصتی کرنے کا وعدہ کیا۔وقت متعین پر گیا رخصتی نہ کی بلکہ پھر دس دنوں کی مہلت لی پھر اس وقت پر گیا پھر نہیں کیا ایسا کئی مرتبہ کیا آخری مرتبہ جب رخصتی کے لئے گیا تو لڑکی کے والد اپنی لڑکی کو لیکر دوسری جگہ چلے گئے وہاں گیا وہاں بھی رخصتی نہیں کی بلکہ بدمعاشوں کو میری جان مارنے کے لئے متعین کردیا میں کسی طرح اپنی جان بچا کر گھر واپس چلا آیا۔اس کے بعد لوگوں کو کہہ کر پنچایت کیا جس میں وہ بھی تھے ان کو پکڑا تو کہا کہ ۱۲/برس کے بعد رخصتی کروں گا پنچ لوگوں نے رخصتی کرنے پر اصرار کیا اس پر جواب دیا کہ جو کہہ دیا وہی ہوگا۔ پھر خاموش ہوگیا لیکن لڑکی کا نان ونفقہ اپنی وسعت کے مطابق برابر بھیجتا رہا۔ یہی مذکورہ باتوں کا بیان میں نے اعظم گڑھ کے ایک مولانا صاحب کو دیا جو جامعہ الرشاد کے ملازم بھی ہیں انہوں نے ان باتوں کو لکھ لیا پھر مجھ سے کہا کہ آپ اس پر دستخط کیجئے

تاکہ یہ پتہ چلے کہ یہ آپ کا بیان ہے میں نے دستخط کردیا اس کے بعد مدرسہ سے میرے پاس یہ خط آیا کہ آپ کی بیوی کو طلاق ہوگئی۔

دریافت طلب بات یہ ہے کہ کیا میرے مذکورہ بیانات سے طلاق واقع ہوجائے گی یا نہیں؟ جواب سے نوازیں۔ **بینوا وتوجروا**

الجواب: حامدًاومصلیًا

تحریر استفتاء میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس سے طلاق واقع ہوتی ہو اس لئے برتقدیر صحت بیان طلاق واقع نہیں ہوئی اور اگر واقعہ دوسرا ہو تو حکم اس کے مطابق ہوگا۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ولکن لابد أن یقصدها باللفظ۔ (الأشباه والنظائر ص:۹۱ ج:۱۔ دار الکتاب دیوبند)۔

رکنه لفظ مخصوص وهو ما جعل دلالة علی معنی الطلاق من صریحٍ أو کنایةٍ وأراد اللفظ لیدخل الکتابة المستبینة۔ (شامی ص:۲۳۰ ج:۳۔ کراچی)۔

ومن شرائطه شرط الرکن وهو اللفظ المخصوص أن لا یلحقه استثناء۔ (البحر الرائق ص:۲۳۸ ج:۳) سعید۔

غصہ میں دی گئی طلاق کا حکم

سوال (۶۷۲): میں نے اپنی بیوی کو کسی بات پر غصہ ہو کر تین طلاق دیدی ہے تو کیا طلاق واقع ہوگئی ہے یا کوئی اور صورت ہے؟

الجواب: حامدًاومصلیًا

طلاق غصہ ہی میں دی جاتی ہے، محبت میں نہیں بہر حال بیوی پر تین طلاق واقع ہو کر

مغلظہ ہوگئی۔اب زید کا اپنی بیوی سے تعلق از دواجیت قائم کرنا حرام ہوگیا۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) عن أبي هريرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: ثلاث جدهن جد۔ وهزلهن جد، النكاح والطلاق والرجعة۔ (سنن أبي داؤد ص:۲۹۸ ج:۱ کتاب الطلاق)۔

ولذا يقع بلا توقف على نية في حالة الغضب۔ (شامی ص:۳۰۱ ج:۳۔ کراچی)۔

لو كان كذالك لم يقع على أحدٍ طلاق لأن أحداً لا يطلق حتى يغضب۔ (بذل المجهود ص:۱۷۹ ج:۸) مركز الشيخ۔

ولا ينكح مطلقة بها أي بالثلاث لوحرة۔ وثنتين لو أمة حتى يطأها غيره ولو الغير مراهقاً يجامع مثله۔ (الدر المختار مع الشامی ص:۴۱۰ ج:۳) کراچی۔

ہندیہ ص:۵۳۵ ج:۱۔ زکریا۔

حالت جنون میں دی گئی طلاق کا حکم

سوال (۶۷۳): زید نے سات مہینہ پہلے پاگل پن کی حالت میں اپنا بہت کچھ نقصان کیا اور اپنی بیوی ہندہ کو کئی مرتبہ طلاق بھی دیا جبکہ عورت کو دو مہینہ کا حمل بھی تھا اور ابھی ساتھ میں ہے ایسی صورت میں طلاق ہوئی کہ نہیں؟ اب زید ہوش وحواس میں ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

برتقدیر صحت سوال بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی لہٰذا حسبِ سابق شوہر اپنی بیوی سے تعلق از دواجیت قائم رکھے اور اس کے حقوق کو ادا کرتا رہے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ولا يقع طلاق الصبي والمجنون والنائم۔ (هداية ص:۳۸۸ ج:۲۔ اشرفی بک ڈپو دیوبند)۔

لا طلاق صَبِيٍّ ومجنونٍ ونائمٍ لقوله عليه السلام كل طلاق جائز إلا طلاق صبي والمجنون۔ (مجمع الأنهر ص:۱۰ ج:۲۔ فقيه الأمة)۔

الجنون اختلال القوة المميزة بين الأمور الحسنة والقبيحة۔ المدركة للعواقب بأن لا تظهر آثارها وتقطّل أفعالها۔ (شامی ص:۲۴۳ ج:۳، کراچی)۔

(۲) ولا ينع طلاق مجنونٍ لا يفيق أصلاً أو يفق أحياناً۔ (سكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر ص:۱۰ ج:۲۔ فقيه الأمت)۔

ارادۂ طلاق کا حکم

سوال (۶۷۳): زید کو اپنی بیوی سے جھگڑا، تکرار ہورہا تھا جس میں زید اپنی بیوی ہندہ سے بولا کہ تمہارا میرے گھر میں بھات نہیں ہے اس پر ہندہ بولی نہیں رکھنا ہو تو چھوڑ دو، ہم کو ایک پیٹ کا بھات نہیں ہوگا؟ اس کے بعد ہندہ بولی کہ اگر تم ایک باپ کے بچہ ہوگے تو ہم کو چھوڑ دوگے تو زید بولا کہ ہم تمہارے باپ کے پاس جاکر فیصلہ کریں گے عورت بولی گھر میں مجھکو رہنا بھی نہیں ہے اس پر زید بولا کہ جب تم کو وہی پسند ہے تو ٹھیک ہے ہم چھوڑ دیں گے اس کے بعد ہندہ بولی میرا سب سامان دیدو زید بولا کہ یہ فیصلہ تمہارے باپ بھائی سے کریں گے۔اب تم سے کوئی لگاؤ نہیں رہا اب چھوٹا ہوا ہی سمجھو تب ہندہ نے اعلان کردیا کہ ہم کو چھوڑ دیا۔گواہ ایک عورت کہتی ہے کہ ہم نے سنا کہ تین طلاق دیا، ایک مرد کہتا ہے کہ ہم نے انہیں عورتوں سے سنا کہ چھوڑ دیا۔لہٰذا اب ہندہ پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کونسی زید ہندہ سے پھر رجوع کرنا چاہتا ہے اس کی کیا صورت ہوگی؟

نوٹ: ایک مرد نے زید سے پوچھا کہ ہندہ کہتی ہے کہ ہم کو چھوڑ دیا اس پر زید نے

جواب دیا کہ اگر ہندہ کہتی ہے تو ہو سکتا ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

میاں بیوی کے جھگڑے اور تکرار میں شوہر نے تین قسم کے جملے استعمال کئے ہیں جس سے وقوع طلاق کا شبہ ہوتا ہے تینوں قسم کا جملہ نقل کرنے کے بعد پھر اس کا حکم ذکر کیا جاتا ہے۔(۱) تمہارا میرے گھر میں بھات نہیں ہے۔(۲) بیوی کے سوال طلاق میں شوہر کا یہ کہنا کہ جب تم کو یہی پسند ہے تو ٹھیک ہے ہم چھوڑ دیں گے۔(۳) اب تم سے کوئی لگاؤ نہیں رہا، اب چھوٹا ہوا ہی سمجھو۔

پہلے جملہ سے کسی قسم کی طلاق واقع نہ ہوگی۔ اگرچہ شوہر بول کر طلاق کی نیت کرلے کیونکہ یہ لفظ الفاظ کنایہ میں سے نہیں ہے اور دوسرے جملے سے بھی طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ شوہر صرف طلاق دینے کا وعدہ کر رہا ہے۔ اور وعدہ کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ اگرچہ جھوٹا وعدہ ہی کیوں نہ ہو۔ وفی المحیط: ''ولو قال بالعربیة أطلق لا یکون طلاقًا الا اذا غلب استعماله للحال فیکون طلاقًا کما فی الهندیة''(۱) وایضاً فی الدر المختار علی هامش رد المحتار:(۲) ۲/ ۴۷۸ ''انا اطلق نفسی لم یقع لانه وعد جوهره ما لم یتعارف او تنو الإنشاء'' اور تیسرے جملہ کا مفہوم ومطلب فقط ارادۂ طلاق ہے اور یہ جملہ ''اب چھوٹا ہی سمجھو، صرف ارادہ طلاق پر دلالت کرتا ہے اور ارادۂ طلاق سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

اب کسی عورت کا یہ کہنا کہ ہم نے تین طلاق دیتے ہوئے سنا ہے اور اسی طرح کسی مرد کا یہ کہنا کہ ہم نے عورتوں سے سنا کہ زید نے اپنی بیوی کو چھوڑ دیا یہ گواہیاں معتبر نہیں اور ایسی گواہی سے طلاق واقع نہ ہوگی، طلاق اسی وقت واقع ہوگی جبکہ شوہر طلاق دینے کا اقرار کرلے یا شرعی شہادت یعنی دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں متفق طور پر اس بات کی شہادت دیں کہ ہم نے طلاق سنا ہے اور شوہر نے طلاق دی ہے۔

ونصابها لغیرها من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیره کنکاح

وطلاق الخ رجلانِ الخ او رجل وأمراتان کما فی الدر المختار: ۴/ ۳۷۲۔(۳)

الحاصل صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی، لہٰذا حسبِ سابق شوہر حقوقِ از دواجیت ادا کرتا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (الفتاویٰ الهندیہ ص:۴۵۲ ج:۱) زکریا۔

(۲) الدر المختار مع الشامی ص:۳۱۹ ج:۳۔ کراچی۔

ولو قال أطلقك لم یقع۔ (سکب الأنهر علی هامش مجمع الأنهر ص:۱۴ ج:۲۔ فقیه الأمت)۔

(۳) الدر المختار ص:۹۱ ج:۲۔ کتاب الشهادات متن۔ دار الکتاب۔

دسیوں بار طلاق طلاق کہا کیا حکم ہے؟

سوال (۶۷۵): زید کی بیوی کئی روز سے میکہ جانا چاہتی تھی لیکن زید میکے جانے دینا نہیں چاہتا تھا اسی بات پر جھگڑا ہوا اس نے اپنی بیوی کو ایک لات مارا بعد میں لوکی کھینچ کر مارا اور تکیہ سے بھی مارا اس کے بعد اپنی بیوی کو کئی بار طلاق طلاق کہا قریب دسیوں بار تو کیا اس سے طلاق واقع ہوگی کی نہیں اور اگر ہوگی تو کس قسم کی طلاق ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہوگئی اب اس سے تعلق از دواجیت قائم رکھنا جائز نہیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ولو كرّر لفظ الطلاق وقع الكل۔ (الدر المختار ص:۲۹۳ ج:۳) کراچی۔

(۲) وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها۔ (الفتاویٰ الهندية ص:۵۳۵ ج:۱۔ زکریا)۔

لا ينكح مطلقة بها أي بالثلاث حتى يطأها غيره حقيقة أو حكماً ولو الغير مراهقاً يجامع مثله۔ (الدر المختار ص:۴۱۰ ج:۳۔ کراچی)۔

حق طلاق کسی دوسرے کو دیدینے کا حکم

سوال (۶۷۶): زید ذہنی طور پر بہت چڑاچڑا غصہ ور، موڈی، سنکی، اور ضدی ہے، اس لئے زید کا عقد ہی اسی شرط پر کیا گیا کہ زید اپنا حق طلاق اپنے والد کو دیدے اور زید نے اپنے ہوش وحواس کے ساتھ اپنا حق طلاق اپنے والد کو دیدیا، اور عقد کے بعد بھی لڑکی کے والد اور دیگر لوگوں کے سامنے زید کو بتایا گیا کہ اب تم کو طلاق دینے کا حق نہیں ہے۔ اس لئے کہ اپنا حق طلاق اپنے والد کو دیدیا ہے۔ والد نے بھی زید سے کہا کہ اگر تم اپنی بیوی کو ہزار بار طلاق دوگے تو طلاق نہیں ہوگی اور اگر تمہارے والد بی بی کو طلاق دیدیں گے تو طلاق ہوجائے گی۔ زید نے مخالفت نہیں کی بلکہ منظور کیا، عقد کے ۸،۹ ماہ کے بعد زید پر ایک عجیب دورہ آیا اور غصہ میں آپے سے باہر ہوگیا اور اپنی بیوی کو ۱۰،۱۵ طلاق خوب زوردار آواز سے دیدیا، زید کے والد نے اس سے اور سبھوں سے کہا کہ طلاق نہیں ہوئی کیونکہ زید نے اپنا حق طلاق اپنے ہوش وحواس میں بلا کسی جبر کے مجھے دے دیا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ طلاق ہوئی کہ نہیں، اور اگر ہوگئی تو زید کی دوسری تیسری شادی کر بھی دیجائے تو زید چونکہ ذہنی وفکری طور پر معذور ہے کہ پھر نہ طلاق دیدے، ایسے معذور کے لئے شریعت میں کیا سہولت ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

زید کا اپنا حق طلاق والد کو سونپنا درست ہے، (۱) لیکن اس کے بعد خود اس کا طلاق دیدینا بھی شرعاً معتبر ہے، (۲) بشرطیکہ اس نے بسلامتی ہوش وحواس یہ طلاق دی ہو، جب زید عقل وخرد کے اعتبار سے ایسا ہے تو کیا ضروری ہے کہ اس کی شادی ہی کی جائے۔

التعلیق والتخریج

(۱) كل عقد جاز أن يعقده الإنسان بنفسه جاز أن يؤكل به غيره۔ (هداية ص:۱۷۷ ج:۳۔ اشرفی بک ڈپو دیوبند)۔

لو فعل الوكيل ما أمر به قبل علمه به نفذ تصرفه۔ (حاشية القواعد الفقهية ص:۱۳۔ دار الكتاب)۔

(۲) ويقع طلاق كل زوجٍ عاقلٍ بالغٍ لصدوره من أهله في محله۔ (البحر الرائق ص:۲۴۴ ج:۳۔ سعید)۔

ملتقی الأبحر ص: ۲۶۲ ج:۱ مؤسسة الرسالة۔

"اب اُو کرے طلاق ہوئی نہ ایسا کری" کہنے کا حکم

سوال (۶۷۷): زید نے اپنی بیوی ہندہ کو ایک اجنبی شخص سے بات چیت کرتے ہوئے دیکھا تو رات میں سوتے وقت زید نے ناراضگی کا خود اظہار کیا جس کی وجہ سے ہندہ بہت روئی اب زید اپنے دوست بکر کو ایک باغ میں تفریح کے وقت کہتا ہے کہ ایک بات کی وجہ سے میں اپنی بیوی کو اتنا رولایا کہ اب اُف کرے طلاق ہوئی نہ ایسا کریں (مادری زبان میں کہا) بغیر طلاق کے ارادے سے بلکہ زید نے بطورِ محاورہ کے یہ بات کہی ہے تو طلاق پڑے گی یا نہیں اگر پڑے گی تو فوراً پڑے گی یا بیوی کی ویسی حرکت کرنے پر پڑے گی پھر اگر طلاق پڑے گی تو طلاق رجعی پڑے گی یا بائن۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں ہندہ پر کوئی بھی طلاق واقع نہیں ہوئی (۱) اس لئے کہ (اب رو کرے طلاق ہوئی) یہ تہدید ہے جیسا کہ عرف یہی ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ولکن لابد أن یقصدها باللفظ۔ (الأشباه والنظائر ص:۹۱ ج:۱۔ دار الکتاب دیوبند)۔

رکنه لفظ مخصوص وهو ما جعل دلالة علی معنی الطلاق من صریحٍ أو کنایةٍ. (شامی ص:۲۳۰ ج:۳۔ کراچی)۔

ومن شرائطه شرط الرکن وهو اللفظ المخصوص أن لا یلحق استثناء۔ (البحر الرائق ص:۲۳۸ ج:۳۔ سعید)۔

بلا قصد تلاق (بالتاء) لکھ کر دے دیا کیا حکم ہے؟

سوال (۶۷۸): ایک شخص نے شادی کی، پندرہ سال تک کوئی بچہ نہ ہوا جس کی وجہ سے بغیر عورت (بیوی) کے مشورہ کئے ہوئے دوسری شادی کر لی پہلی بیوی اپنے شوہر کو الٹی سیدھی باتیں سناتی تھی اور یہ کہتی تھی کہ دوسری بیوی کو طلاق دیدو، مرد طلاق قطعاً نہیں چاہتا تھا، نہ دل میں ہی اس کے کبھی طلاق دینے کا ارادہ تھا لیکن پہلی بیوی کے بار بار اصرار سے پریشان ہو جاتا تھا کچھ دنوں کے بعد ایک مولوی صاحب نے ان سے کہا (ت) سے تلاق لکھ سکتے ہو (ت) سے تلاق کے معنی ملنے کے آتے ہیں۔ طلاق نہیں پڑے گی، مرد کو اطمینان نہیں ہوا لیکن مولوی صاحب کے کہنے پر دو آدمیوں کے سامنے یہ اقرار کر لیا کہ اچھا صاحب نہیں پڑتی ہے تو پہلی عورت کو تسلی کے لئے دو آدمیوں کے سامنے (ت) سے تین مرتبہ تلاق

لکھ کر دیدیا، اس کو یقین تھا کہ (ت) سے طلاق نہ پڑے گی۔ اس لئے طلاق دینے کا خیال بھی نہیں کیا ہے نہ کرے گا۔ ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں۔

برائے کرم اسے مع حوالہ مطلع فرمائیں، بعض فقہیوں کا کہنا ہے کہ طلاق مغلظہ پڑ جائے گی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

جتنی طلاقیں لکھ کر دی تھیں اتنی پڑ جائیں گی، لفظ تلاق بھی طلاق کی طرح صریح ہے، مولوی صاحب کو چاہئے کہ مسائل فقہیہ میں بغیر علم کے اس طرح اپنے عقل نہ بھڑایا کریں ورنہ امت کی نگاہ سے گر جائیں گے۔

ویقع بها ای بهٰذه الألفاظ وما بمعناها من الصریح ویدخل نحو طلاع وطلاك وتلاك او ط، ل، ق، وطلاق باش بل لا فرق بین عالم وجاهل. قال فی البحر ومعه الالفاظ المصحفة وهی خمسة، فزاد علی ما هنا تلاق......الخ.(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (شامی ص:۲۴۸ ج:۳۔ کراچی۔

ومنه الألفاظ المصحفة وهی خمسة تلاق وتلاغ وطلاك۔ وتلاك۔ طلاع۔ فیقع قضاءً ولا یصدق إلا إذا کان علی ذلك بأن قال: أمرأتی تطلب منی الطلاق وأنا أطلق فأقول هذا.... ولا فرق بین العالم والجاهل۔ وعلیه الفتوی۔ (البحر الرائق ص:۲۵۲ ج:۳۔ سعید)۔

الصریح لا یحتاج إلی النیة۔ (شامی ص:۶۱۱ ج:۴) زکریا۔

فإن نوی ثلاثاً فثلاث۔ ونحته فی الشامیة۔ لأن الثلاث کل الطلاق فهی الفرد الکامل فیه۔ (الدر المختار مع الشامی ص:۲۵۲ ج:۳۔ کراچی)۔

بیوی سے ناراض ہو کر چار ماہ باہر رہا، کیا نکاح ٹوٹ گیا؟

سوال (۶۷۹): یہاں ایک مولانا صاحب نے دوران تقریر فرمایا کہ زید اپنی بیوی سے ناراض ہو کر اگر باہر چلا گیا اور چار یا پانچ ماہ تک باہر رہا پھر واپس آیا تو زید کا نکاح ٹوٹ گیا، کیا مولانا صاحب کا یہ فرمانا صحیح ہے تفصیل سے تحریر فرمائیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

نکاح کے بندھن کو توڑنے کے مخصوص الفاظ ہیں۔ (۱) ان میں سے صورت مسئولہ میں کوئی لفظ مستعمل نہیں اس لئے نکاح نہیں ٹوٹا، حسب سابق باقی رہے گا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) لابد أن يقصدها باللفظ. (الأشباه والنظائر ص:۹۱ ج:۱. دار الكتاب ديوبند).

وركنه لفظ مخصوص وهو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريحٍ أو كنايةٍ. (شامي ص:۲۳۰ ج:۳. كراچی).

ومن شرائطه شرط الركن. وهو اللفظ المخصوص أن لا يلحقه استثناء. (البحر الرائق ص:۲۳۸ ج:۳) سعيد.

تین طلاق کا حکم

سوال (۶۸۰): محمد امین نے اپنی بیوی میم النساء کو کسی آپسی نزاع کے سبب اپنی ساس اور دو گواہوں مسمیان محمد یاسین و محمد معین کے سامنے طلاق دیدی۔ طلاق کے الفاظ یہ تھے دور جاؤ میں نے تمہیں تین طلاق دیدی اس وقت میم النساء محمد امین کے بڑے بھائی محمد

یاسین کے گھر میں رہ رہی ہیں اب دونوں میاں بیوی پھر سے مل جانا چاہتے ہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں اس اختلاف کو ختم کر کے فریقین کو ایک ساتھ رہنے کی اجازت دیجائے۔ والسلام

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں چونکہ میم النساء پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے اس لئے میاں بیوی کے لئے اب ایک جگہ رہنا اور میاں بیوی جیسے تعلقات قائم کرنا جائز نہیں۔ البتہ حلالہ کے بعد حسب ضابطہ شرعیہ بیوی کی رضامندی سے عقد کیا جاسکتا ہے۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاوى الهندية ص:۵۳۵ ج:۱) زكريا.

ولا ينكح مطلقة بها أي بالثلاث لو حرة وثنتين لو أمة. حتى يطأها غيره ولو الغير مراهقاً. بنكاحٍ وتمضي عدته. (الدر المختار مع الشامي ص:۴۱۰ ج:۳ كراچی).

"طلاق دے دوں گا" کہنے کا حکم

سوال (۶۸۱): اگر کوئی بار بار کہتا ہو کہ میں طلاق دیدوں گا اور اپنا فیصلہ کرالو اس حالت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

طلاق دیدوں گا کہنے سے شرعاً طلاق نہیں پڑتی (۱) البتہ ایسا جملہ زبان سے نہیں نکالنا چاہئے اس لئے کہ مباح چیزوں میں اللہ پاک کے نزدیک سب سے زیادہ منحوس (طلاق)

(۲) ہے آئندہ خیال رکھیں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۲) عن محارب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما أحل الله شيئًا أبغضه إليه من الطلاق وفي رواية: أبغض الحلال إلى الله الطلاق. (سنن أبي داؤد ص:۲۹۶ ج:۱. كتاب الطلاق. بلال).

(۱) ولو قال بالعربية "أطلق" لا يكون طلاقاً. (الفتاویٰ الہندیہ ص:۳۵۲ ج:۱) زکریا۔

ولو قال: أطلقك لم يقع. (سكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر ص:۱۴ ج:۲. فقيه الأمة).

قال: أطلق نفسي لم يقع لأنه وعد. (الدر المختار مع الشامی ص:۳۱۹ ج:۳) کراچی۔

طلاق نامہ لکھ کر اپنے پاس رکھ لیا کیا حکم ہے؟

سوال (۶۸۲): زید نے نکاح کے بعد دو دن از دواجی تعلقات قائم کرنے کے بعد اپنی بیوی کے نام طلاق نامہ لکھ کر اپنی جیب میں رکھ لیا اسکے بعد پھر سسرال آ کر از دواجی تعلقات قائم رکھا اس درمیان بیوی حاملہ ہوگئی دو مہینہ کے بعد جب اس کو پتہ چلا تو س نے ڈاکٹر سے رجوع کیا اور حمل گروا دیا۔

(۱) دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا طلاق پڑ گئی؟

(۲) اور اگر طلاق پڑ گئی تو عدّت کی مدت کب سے شروع ہوگی؟

(۳) اور عدت کتنے دن گزارنی ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

(۱) صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہوگئی۔(۱)

(۲) خط لکھنے کے بعد سے ہی عدت شروع ہوگئی۔(۲)

(۳) تین حیض۔(۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) كتب الطلاق إن مستبيناً على نحو لوح وقع إن نوى وقيل مطلقاً. وتحته في الشامية لا يحتاج إلى النية في المستبين المرسوم. (شامی ص:۲۴۶ ج:۳) کراچی۔

ولأن الكتاب كالخطاب باعتبار الحاجة. (الفتاوىٰ البزازية ص:۱۸۵ ج:۴) رشيدية على هامش الهندية.

(۲) وهي انتظار مدة معلومة يلزم المرأة بعد زوال النكاح. (الفتاوىٰ الهندية ص:۵۲۹ ج:۱. زكريا).

(۳) إذا طلق الرجل امرأته طلاقاً بائناً أو رجعياً أو وقعت الفرقة بينهما بغير طلاق وهي حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة أقراء. (هداية ص:۴۲۲ ج:۲. اشرفی بك ڈپو دیوبند).

طلاق کے بعد شادی میں دیئے گئے سامانوں کی واپسی کا حکم

سوال (۶۸۳): اگر کسی کی شادی دو ڈھائی سال قبل ہوئی ہو اور شوہر نے از خود طلاق دیدیا اب طلاق کے بعد لڑکی کے ذمہ دار شادی میں لڑکے یا لڑکے کے باپ وغیرہ کو دیئے ہوئے سامان کو طلب کریں واپس کرنے کے لئے۔

(۱) مثلاً شادی سے قبل یا شادی کے بعد نقدی طور پر روپئے کچھ مقدار میں لڑکے کے باپ کو دیا گیا کچھ لڑکا کو دیا گیا یا سامان کی شکل میں گھڑی، لباس، بکس، سوٹ کیس، انگوٹھی وغیرہ پلنگ کرسی سائیکل۔

(۲) کھانا پکانے کھلانے کے برتن، سنگاردان وغیرہ۔

(۳) طلاق سے پہلے شوہر نے لڑکی کو روپیہ یا کپڑا یا سامان وغیرہ دیا ہو۔

(۴) اولاد پیدا ہونے کی خوشی میں لڑکی کے گھر والوں نے لڑکے کے گھر والوں کو دیا بچہ کو لڑکے کے گھر والوں نے دیا۔

(۵) لڑکے کی طرف سے لڑکی کو شادی کے دن زیور وغیرہ۔

(۶) طلاق کے بعد بچہ اور اس کی ماں کی طرف سے شوہر پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور کب تک ہوتی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

(۱) اس مسئلہ کا مدار عرف پر ہے اس علاقہ کا عرف یہی ہے کہ جہیز کی ساری چیزیں جدائے گی کے بعد واپس لے جاتی ہیں اس لئے جتنا سامان لڑکی والوں کی طرف سے ملا ہے جس حال میں بھی ہو شوہر اسے واپس کرے۔ سوال ۱-۲ میں جتنے سامان کا تذکرہ ہے وہ سارا سامان واپس لے سکتے ہیں۔ (۱)

(۳) تعلق ازدواجیت کی حالت میں شوہر اپنی بیوی کو نفقہ کی ادائیگی کے طور پر کچھ کپڑے پیسے وغیرہ دیا ہی کرتا ہے لہٰذا شوہر اسے واپس نہیں لے سکتا۔ (۲)

(۴) بچہ کو اور اس کی ماں کو جو کچھ دیا گیا وہ سب ہدیہ وتحفہ ہے لہٰذا اس کی واپسی نہیں ہوگی اور اس ہدیہ کے عوض میں جو کچھ دیا گیا وہ بھی واپس نہیں ہوگا۔ (۳)

(۵) اس کا بھی تعلق عرف سے ہے جیسا عرف ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ (۴)

(۶) طلاق کے بعد شوہر کے ذمہ عدت کا نفقہ واجب ہوتا ہے (۵) اور اگر مہر ادا نہ کیا ہو تو پوری مہر کی ادائیگی واجب ہے (۶) اور بچہ کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہے اور اس کا پورا خرچہ باپ کے ذمہ ہے اگر لڑکا ہو تو باپ کے ذمہ ۷ رسال کا نفقہ اور لڑکی ۹ رسال تک رہ سکتی ہے۔ (کمافی مجمع الانہر: ۱/ ۷۸۲) (۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) إذا بعث الزوج إلى أهل زوجته أشياءً عند زفافها منها ديباج فلما زفت إليه، أراد أن يسترد من المرءة الديباج ليس له ذلك إذا بعث إليها على جهة التمليك. (الفتاوىٰ الهندية ص: ۳۹۳ ج: ۱، زكريا).

(۲) النفقة تقلق بأشياء منها الزوجية والإحتباس. فتجب على الرجل نفقة امرأته المسلمة والذمية والفقيرة والغنية. (فتاویٰ قاضی خان ص: ۳۶۷ ج: ۱، دار الكتب العلمية).

(۴) والعرف في الشرع له اعتبار ☆ لذا عليه الحكم قد يدار. رسم المفتي ص: ۱۵۳.

(۴) خذ عوض هبتك أو بدلها أو بمقابلتها فقبضه الواهب سقط الرجوع. (البحر الرائق ص: ۲۹۲ ج: ۷. سعيد).

(۵) المعتقدة عن الطلاق تستحق النفقة والسكنى. (فتاویٰ ہندیہ ص: ۶۰۵ ج: ۱. زکریا).

(۶) المهر يتأخد بأحد ثلاثة معان "الدخول" مرا الخلوة الصحيحة وموت أحد الزوجين. (هنديه ص: ۳۷۰ ج: ۱. زكريا).

(۷) ويكون الغلام عندهن حتى يستغني عنها.... وقدر بتسع أو بسبع والجارية عند الأم أو الجارية حتى تحيض قدر مدة الا ستغناء الخصاف بسبع سنين وعليه الفتوى. (مجمع الأنهر على هامش الملتقى ص: ۱۶۸ ج: ۲، فقيه الامت).

طلاق نامہ پر شوہر سے دستخط کرالینے کا حکم

سوال (۶۸۴): حالت (۱) میاں اپنی بیوی سے کسی بات سے سخت ناراض ہوگیا اور تین بار یا اس سے زیادہ بار کہا کہ میں تم کو نہیں رکھوں گا عام طور سے بھی کہا کہ میں اپنی بیوی کو نہیں رکھوں گا اپنے خسر صاحب سے بھی کہا میں نہیں رکھوں گا۔

حالت (۲) تقریباً ۳ رہفتے کے بعد لڑکے کے سسرال والے پانچ چھ آدمی تاریخ مقررہ

پر آئے، گاؤں والے بھی کچھ لوگ اکٹھا ہوئے، لڑکی والوں نے کہا کہ بھئی جب لڑکی کو رکھنا رکھانا نہیں ہے تو جس کے جو حقوق ہیں دین لین کرلیں اس کے بعد کاتب نے لڑکے کی طرف سے پنچوں کی موجودگی میں کاغذ لکھا کہ میں نے اپنی بیوی کو ۳ طلاق دیا اسی بات کو ۳/۳ بار تحریر کیا اور لڑکے سے اور کچھ پنچوں سے دستخط کرا کر لڑکی والوں کو دیدیا گیا مگر لڑکے سے طلاق دینے والا جملہ زبانی نہیں کہلوایا گیا اسی طرح لڑکی کی طرف سے دوسرا کاغذ لکھا گیا کہ میرے سب حقوق مجھے مل گئے لکھ کر لڑکے والے کو دیدیا گیا۔

(۱) کیا مذکورہ عبارت سے حالت (۱) کے مطابق لڑکی پر طلاق پڑ گئی۔

(۲) کیا مذکورہ عبارت سے حالت (۲) کے مطابق لڑکی پر طلاق واقع ہوگئی، جبکہ لڑکے سے طلاق دینے والا جملہ نہیں کہلوایا گیا اور نہ تو اس سے اس قسم کی دستی تحریر ہی لکھائی گئی۔

حالت (۳) کیا لڑکے کا زبانی یا تحریری طلاق دینے والا جملہ کہنا یا کہلوانا یا تحریراً لکھنا لکھوانا ضروری نہیں ہے اور اگر کسی نے زور و زبردستی سے کسی سے طلاق لے لیا یا کہلوایا یا اس قسم کی کوئی تحریر لکھ کر دھوکے سے یا یوں ہی ہنسی مذاق میں کسی آدمی سے دستخط کرا لیا تو کیا اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

طلاق کے واقع ہونے کے لئے زبان سے الفاظ طلاق کہنا ضروری ہے (۱) لہٰذا اگر کسی نے بغیر شوہر کے حکم کے طلاق نامہ لکھ لیا اور اس پر زبردستی شوہر سے دستخط کرا لیا تو طلاق واقع نہیں ہوگی (۲) اور اگر طلاق نامہ شوہر نے خود لکھا ہو یا کسی کو لکھنے کا حکم دیا ہو تو تحریر میں جتنی طلاقیں درج ہوں گی اتنی واقع ہو جائے گی اور اگر دوسرے نے لکھ کر دیا اور شوہر نے اس کو پڑھا اس کو تسلیم کر لیا اور اس کا اقرار کیا اور اپنی رضامندی سے دستخط کیا تب بھی حسبِ تحریر طلاق واقع ہو جائے گی۔ کذا فی رد المحتار والهندية. (۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ولكنه لفظ مخصوص وهو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريحٍ أو كنايةٍ. (شامی ص:۲۳۰ ج:۳. کراچی).

(۲) ويشترط أن يكون الإكراه على التلفظ بالطلاق فإذا أكره على كتابة الطلاق فكتبه لا يقع به الطلاق. (الفقه على المذاهب الأربعة ص:۲۵۸ ج:۴. بيروت).

(۳) رجل استكتب من رجلٍ آخر خر الي امرأته كتاباً بطلاقها وأقر الزوج أنه كتابه. فإن الطلاق يقع عليها. (هنديه ص:۳۴۶ ج:۱، زكريا)

طلاق نامہ لکھ کر اپنے پاس رکھ لینے کا حکم

سوال (۶۸۵): زید نے اپنی بیوی کو اپنے ہاتھ سے خود طلاق نامہ (تین طلاق) لکھ کر اپنے بکس میں رکھ لیا زبان سے کہا نہیں اور نہ اس طلاق نامہ کی اطلاع دوسروں کو دی حتی کہ اپنی بیوی کو بھی نہیں دیا اور نہ بتلایا تو ایسی صورت میں زید کی بیوی مطلقہ ہوئی یا نہیں اگر ہوگئی تو مراجعت کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

طلاق کے واقع ہونے کے لئے مجمع کا ہونا یا بیوی کا سننا شرط نہیں صورت مسئولہ میں جب زید نے خود طلاق نامہ لکھا ہے تو لکھتے ہی حسبِ تحریر تین طلاق واقع ہو کر بیوی مغلظہ ہوگئی (۱) اب حلالہ کرائے بغیر زید کی زوجیت میں نہیں آسکتی۔ کما فی الہندیہ (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) كتب الطلاق إن مستبيناً على نحو لوح وقع إن نوى. وقيل مطلقاً وتحته فى الشامية لا يحتاج إلى النية فى المتبين الموسوم. (شامی ص:۲۴۶ ج:۳. کراچی).

وإن كانت (الكتابة) مرسومة يقع الطلاق نوى أولم ينو۔ (ہدایہ ص:۴۴۶ ج:۱۔ زکریا)۔

(۲) وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها۔ (الفتاویٰ الهندية ص:۵۳۵ ج:۱۔ زکریا)۔

الدر المختار مع الشامی ص:ص ۴۱۰ رج:۳۔کراچی۔

کیا میاں بیوی میں باہم تکرار یا لوگوں کی افواہ پر طلاق واقع ہوجاتی ہے؟

سوال (۶۸۶): تقریباً ۲؍سال ہوئے زید اور اس کی بیوی کے مابین باہم تکرار وتو تو میں میں ہوئی زید اپنی بیوی کے غیر شرعی طور طریقے و چال چلن کو دیکھ کر بہت سمجھایا لیکن بیوی آخر کار اپنی ہی چال پر مصر رہی اور شوہر کی کوئی بات نہ مانی زید نے از راہِ دھمکی اپنی بیوی کو ڈرانا چاہا کہ اپنی سابقہ حرکت سے باز آجاؤ نہیں تو پھر ہم طلاق دیدیں گے اور ہمارے ساتھ نباہ مشکل ہوجائے گا اس ۲؍سال کے عرصہ میں زید اور اس کی بیوی کے تعلقات ناخوشگوار ہی رہے اور ملاقات تک نہ ہوئی، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

(۱) کیا زید کی بیوی پر طلاق واقع ہوگئی اگر ہوئی تو کون سی؟

(۲) کیا میاں بیوی کے باہم تکرار سے طلاق پڑ جاتی ہے؟

(۳) شوہر کے بیوی سے لڑائی جھگڑے کے بعد اگر تین دن میں رجوع نہ کیا جائے تو کیا طلاق پڑ جائے گی؟

(۴) کچھ لوگوں کے افواہ اڑادینے یا جھوٹی شہادت دینے سے طلاق پڑ جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

(۱) ”طلاق دیدیں گے“ کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی یہ وعدہ طلاق ہے طلاق نہیں۔(۱)

(۲) طلاق کے الفاظ کو استعمال کئے بغیر صرف تکرار و جھگڑے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

طلاق واقع ہونے کے لئے الفاظ طلاق کا استعمال ضروری ہے۔(۲)

(۳) لڑائی جھگڑے کر کے ترک تعلقات ومقاطعہ تین دن سے زائد تعلیمات نبویہ کے خلاف ہے۔ لیکن اگر تین دن سے زائد گزر جائے اور تعلقات بحال نہ ہوں تب بھی طلاق واقع نہیں ہوتی۔(۳)

(۴) الطلاق لمن اخذ بالساق۔ طلاق کا مالک صرف شوہر ہے وہی جب طلاق دے گا تو طلاق واقع ہوگی صرف افواہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی ”کلها مذکورة فی کتب الفقه“(۴)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ولو قال أطلق لم يقع۔ (سکب الأنہر علی ہامش مجمع الأنہر ص:۱۴ ج:۲۔ فقیہ الأمت)۔

(۲) قال: أطلق نفسي لم يقع لأنه وعد۔ (الدر المختار مع الشامی ص:۳۱۹ ج:۳۔ کراچی)۔

(۲) وركنه لفظ مخصوص وهو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح أو كناية۔ (شامی ص:۲۳۰ ج:۳۔ کراچی)۔

(۳) عن أبي أيوب الأنصاري أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يحل لمؤمن أن يهجر أخاه فوق ثلاثه أيام يلتقيان ليغرض هذا ويعرض هذ وخيرهما الذي يبدأ بالسلام۔ (سنن أبي داؤد ص:۶۷۳ ج:۲۔ کتاب الآداب۔ باب في هجرة الرجل أخاه۔ مکتبہ بلال)۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما (في حديث طويل) إنما الطلاق لمن أخذ بالساق۔ (سنن ابن ماجه ص:۱۵۱ ج:۱۔ مکتبہ ملت)۔

لا يقع طلاق المولى على امرأة عبده لحديث ابن ماجه الطلاق لمن أخذ بالساق۔ (شامی ص:۲۴۲ ج:۳۔ کراچی)۔

طلاق دیدوں گا کہنے کا حکم

سوال (۶۸۷): ایک سال کے اندر زید نے کئی مرتبہ جھگڑے میں بیوی سے یہ کہا کہ میں رکھوں گا نہیں، تمہیں طلاق دیدوں گا وقت آنے پر اور اکثر میاں بیوی میں جھگڑا رہتا ہے ایک بار بیوی میکے جارہی تھی زید نے منع کیا مگر مانی نہیں اس پر زید نے کہا اگر نہیں مانی چلی گئی تو طلاق دیدوں گا کیا طلاق پڑ گئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی (۱) لیکن آئندہ خیال رکھے۔ طلاق جائز ضرور ہے لیکن بوقت ضرورت بلاضرورت طلاق دینے والا شخص اللہ کو پسند نہیں۔ (۲)

الجواب صحیح — فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بندہ عبدالحلیم عفی عنہ — حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

(۲) عن محارب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما أحل الله شيئًا أبغض إليه من الطلاق وفى رواية أبغض الحلال إلى الله الطلاق. (سنن أبي داؤد ص:۲۹۶ ج:۱) كتاب الطلاق، بلال۔

(۱) ولو قال: أطلقك لم يقع۔ (سكب الأنهر ص:۱۴ ج:۲۔ فقيه الأمة)

ولو قال: بالعربية: أطلق لا يكون طلاقاً۔ (الفتاویٰ الہندیہ ص:۴۵۲ ج:۱۔ زکریا)۔

قال: أطلق نفسي لم يقع لأنه وعد۔ (الدر المختار مع الشامی ص:۳۱۹ ج:۳۔ کراچی)۔

طلاق بالتحریر کا حکم

سوال (۶۸۸): زید کی حقیقی بھاوج کا کہنا کہ، زید ہر روز کی طرح آج جب مکان میں داخل ہوا تو اس وقت زید کی منکوحہ کے اور میرے علاوہ مکان میں اور کوئی موجود نہیں تھا، زید نے ہی اپنی منکوحہ سے سوال کیا کہ تم مجھے چاہتی ہو یا اپنے ماں باپ کو، جواب میں زید کی

منکوحہ نے کہا کہ میں مرتبے کے حساب سے دونوں کو چاہتی ہوں، بس یہ جواب پاتے ہی زید مکان سے باہر کی طرف چلا گیا اور ایک کاغذ پر کچھ تحریر کرکے لے آیا اس کاغذ کو زید زبان سے کچھ کہے بنا اپنی منکوحہ کی طرف پھینکا اور فوراً وہاں سے چلا گیا، زید کی بھاوج نے اس کاغذ کو اٹھالیا، زید نے اپنی منکوحہ کو لکھا تھا کہ میں تجھے طلاق دے رہا ہوں، زید کی بھاوج نے پڑھا، زید کی منکوحہ کو یہ نہیں بتلایا کہ اس میں زید نے کیا لکھا ہے، کاغذ کو پھاڑ کر پھینک دیا، چند روز گذرنے کے بعد زید اپنے سسرال والوں کو بذریعہ ڈاک ایک خط روانہ کرتا ہے، اور لکھتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی یعنی آپ کی بیٹی کو اپنے حقیقی بڑے بھائی کے سامنے طلاق دیدی ہے، حالانکہ یہ خط زید نے جھوٹ لکھا، کیونکہ زید کے بڑے بھائی کو تو اس کا علم نہیں ہے۔ پہلی مرتبہ بھی زید زبان سے کچھ کہے بنا ایک کاغذ اپنی منکوحہ کی طرف پھینک کر چلا گیا تھا لیکن زید کی بھاوج نے اس کو پڑھ کر پھاڑ کر پھینک دیا زید کی منکوحہ کو نہیں بتلایا کہ زید نے کیا لکھا تھا۔ تو زید کی اس حرکت سے کیا طلاق ہوجائے گی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں زید کے اس لکھنے سے کہ میں تمہیں طلاق دے رہا ہوں ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، (۱) لیکن عدت کے اندر رجوع کرسکتا ہے (۲) طلاق واقع ہونے کے لئے بیوی کو اطلاع ہونا شرط نہیں، لہٰذا بھاوج نے اگر اطلاع نہیں دی تب بھی طلاق واقع ہوگئی۔ اب اگر عدت تین حیض گذر چکی ہے تو زید کی بیوی بائنہ ہوگئی۔ اب بغیر تجدید نکاح کے اپنی زوجیت میں نہیں رکھ سکتا، (۳) البتہ حلالہ کی ضرورت نہیں، البتہ آئندہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

الجواب صحیح — فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بندہ عبدالحلیم — حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) كتب الطلاق۔ إن مستبيناً على نحو لوح وقع إن نوى وقيل مطلقاً۔ وتحته فى الشامية لا يحتاج إلى النية فى المستبين الموسوم۔ (شامی ص:۲۴۶ ج:۳۔ کراچی)۔

إن كانت (الكتابة) مرسومة يقع الطلاق نوى أو لم ينو۔ (الفتاویٰ الهندية ص:٣٧٦ ج:١۔ زکریا)۔

(٢) وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعيةً أوتطليقتين فله أن يراجعها فى عدتها رضيت بذلك أو لم ترضه۔ (هداية ص:٣٩٤ ج:٢) اشرفی بک ڈپو دیوبند۔

(٤) وينكح مبانة دون الثلاث فى العدة وبعدها بالإجماع ومنع غيره بالإجماع ومنع غيره فيها لاشتباه النسب وتحته فى الشامية: أى غير الزوج فى العدة۔ (الدر المختار مع الشامی ص:٤٠٩ ج:٣)۔ کراچی۔

لفظ طلاق تین مرتبہ کہنے کا حکم

سوال (٦٨٩): یاسین بھیا میں اس لڑکی سے ہر طرح تنگ آ کر اس کے کہنے پر اور مزید میرے اوپر ہر روز ایک نہ ایک الزام لگاتی رہتی ہے اس لئے میں اس کو طلاق دے رہا ہوں، طلاق طلاق طلاق۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورت مسئولہ میں حمدی بیگم پر تین طلاق واقع ہو کر مغلظہ ہوگئی اب اس سے زن وشوہر کے تعلقات قائم رکھنا جائز نہیں لقولہ تعالیٰ ’’فان طلقها فلا تحل له حتى تنكح زوجًا غيره‘‘

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(١) (سورة البقرة رقم الآية: ٢٣٠)۔

ولو كرر لفظ الطلاق وقع الكل۔ (الدر المختار ص:٢٩٣ ج:٣) کراچی۔

إذا قال لا مرأته أنت "طالق" "وطالق" "طاق" ولم يعلقه بالشرط إن كانت مدخولاً بها طلقت ثلاثاً۔ فإن كانت غير مدخولة بها طلقت واحدة۔ (الفتاویٰ

الهندية ص:٤٢٣ ج:١، زکریا)۔

ولا ينكح مطلقة بها أى بالثلاث لو حرة وثنتين لو أمة۔ حتى يطأها غيره ولو الغير مراهقاً يجامع مثله بنكاح وتمضى عدته۔ (الدر المختار مع الشامی ص:٤١٠ ج:٣) کراچی۔

ایک مجلس میں تین طلاق کہنے کا حکم

سوال (٦٩٠): زید نے اپنی بیوی سے چار، چھ مرتبہ کہا انیسہ تم کو طلاق دیدیں گے بیوی نے سن کر کہا کہ یہ میرا نام نہیں ہے تو زید نے نام پوچھ کر کہا کہ جاؤ تم کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی بار بار کہا ایک ہی مجلس میں بار بار طلاق کا لفظ کہنے سے کون سی طلاق واقع ہوگی؟ امام اعظم اور دیگر ائمہ کے نزدیک کونسی طلاق واقع ہوگی؟

کیا کوئی حنفی صرف طلاق میں دیگر ائمہ کی پیروی کر سکتا ہے اگر کر سکتا ہے تو زندگی بسر کس مسلک پر کیجائے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہوگئی۔ (١)

کسی دوسرے امام کی پیروی کے شرائط ہیں اس کے بغیر من مانی کسی ایک مسئلہ میں دوسرے امام کی پیروی یہ تلفیق ہے جو ناجائز ہے (٢) علاوہ ازیں ایک ہی مجلس میں تین طلاق دینے سے تین طلاق کا پڑنا متفق علیہ مسئلہ ہے صرف غیر مقلدین اس کے قائل نہیں ہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(٢) لا يخرج مقلده عن كونه حنيفاً بالعمل۔ (عقود رسم المفتى ص:١٠٣ جديد)۔

(۱) ولو كرّرَ لفظ الطلاق وقع الكل۔ (الدر المختار ص:۲۹۳ ج:۳، کراچی)۔

(۳) وله كان الطلاق ثلاثاً فى الحرة وثنتين فى الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها۔ (الفتاویٰ الهندية ص:۵۳۵ ج:۱، زکریا)۔

الدر المختار مع الشامی ص:۴۱۰ ر ج:۳۔ کراچی۔

فتح القدیر ص:۳۱ ر ج:۴۔ دار إحیاء التراث العربی۔

”تین مرتبہ طلاق دیتا ہوں“ کہنے کا حکم

سوال (۶۹۱): نیر جہاں کی شادی عبد الرؤف سے ہوئی تھی کچھ دنوں کے بعد آپس کی بدمزگی کے سبب عبد الرؤف نے بیوی سے کہا کہ بلاؤ اپنے باپ کو میں تم کو طلاق دیتا ہوں تین مرتبہ یہی الفاظ کہا میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں، اس وقت ہمارے میکے کے لوگ اور پڑوس کے لوگ بھی موجود تھے۔ نیر جہاں جبھی سے اپنے میکے میں ہے، طلاق کے بعد ”عبد الرؤف“ نے مقدمہ دائر کر دیا ہے کہ میں ”نیر جہاں“ کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں لیکن اس کے والدین رخصت نہیں کرتے مقدمہ میں عبد الرؤف دو مرتبہ شکست کھا چکا ہے تیسری مرتبہ اپیل میں مقدمہ خارج ہوگیا نیر جہاں یہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ شرعاً طلاق ہوئی کہ نہیں۔ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں نیر جہاں پر تین طلاق واقع ہوگئی اب عبد الرؤف کے لئے تعلق از دواجیت قائم کرنا جائز نہیں الا یہ کہ حلالہ ہو۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) فلو قال: ”أنت طالق ثلاثاً“، إلا نصف تطليقة وقع الثلاث فى المختار۔ (الدر المختار مع الشامی ص:۳۷۶ ج:۳، کراچی)۔

ولا ينكح مطلقة بها أي بالثلاث لو حرة وثنتين لو أمة حتى يطأها غيره ولو الغير مراهقاً يجامع مثله بنكاح وتمضي عدته۔ (الدر المختار مع الشامی ص:۴۱۰ ج:۳، کراچی)۔

الفتاویٰ الہندیہ ص:۴۲۳ ر ج:۱۔ زکریا۔

فتح القدیر ص:۳۱ ر ج:۴۔ دار إحیاء التراث العربی۔

صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی

سوال (۶۹۲): ایک شخص کی شادی ہوئی ایک سال کے بعد لڑکے کے گھر والوں نے لڑکے کو کچھ کھلا پلا کر بیہوش کر دیا اس کے بعد ایک طلاق نامہ لکھ کر لڑکے کو دیا اور لڑکے نے اس طلاق نامہ کو لڑکی کی پھوپھی کو دیدیا اور کہا یہ لو اور تم جانو اور تمہاری لڑکی جانے، اس کے بعد جب لڑکے کو ہوش آیا تو جب لڑکے سے کہا گیا تو لڑکے نے کہا کہ ہم کو نہیں معلوم یہ طلاق نامہ کس نے لکھا اور کس ن دیا لڑکا اس کی وجہ سے بہت پریشان ہے تو آیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) عن ابنا عباس رضی الله عنه قال فی "حدیث طویل" إنما الطلاق لمن أخذ بالساق۔ (سنن ابن ماجه ص:۱۵۱ ج:۱۔ مکتبه ملت)۔

لایقع طلاق المولی علی امرأة عبده لحدیث ابن ماجة۔ الطلاق لمن أخذ بالساق۔ (الدر المختار مع الشامی ص:۲۴۲ ج:۳۔ کراچی)۔

وکذالك کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع به الطلاق إذا لم یقر أنه کتابه کذا فی المحیط۔ (الفتاویٰ الهندیة ص:۳۷۶ ج:۱، زکریا)۔

ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی

سوال (۶۹۳): میں نے اپنی بیوی کو چھ سال قبل طلاق دیدیا ہے یعنی اس طرح سے کہ وہ بہت دنوں سے مجھ سے جدا تھی تو میں نے لوگوں سے کہہ دیا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدیا ہے، اس کے بعد لڑکی کے والدین اور رشتہ دار میرے پاس پہنچے اور مجھ سے پوچھا کہ واقعی آپ نے طلاق دیدیا ہے، میں نے طلاق کی تصدیق کردی کہ میں نے طلاق دیدیا ہے لڑکی کو طلاق کا پتہ دوسروں کے ذریعہ سے ہوا میں نے لڑکی کے سامنے طلاق نہیں دیا تھا، اس سے میری ایک اولاد بھی ہے جس کی عمر سات سال قریب ہے اب میرے والدین اور لڑکی کے بھائی وغیرہ چاہتے ہیں کہ اگر وہ شریعت کے مطابق لوٹائی جاسکتی ہے تو لوٹالوں تاکہ ایک ساتھ زندگی گذارسکوں یہی خواہش ہے کہ اگر شریعت کے مطابق کوئی گنجائش نکل سکتی ہو تو آپ وہ صورت ہی خط میں لکھ کر بھیج دیں آپ کا بہت ممنون ومشکور ہوں اس لڑکی کی شادی اب تک نہیں ہوئی ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

صورت مسئولہ میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے، (۱) اور عدت کے اندر چونکہ رجوع نہیں کیا اس لئے اب از سر نو نکاح کرکے آپ اس عورت کو رکھ سکتے ہیں، (۲) حلالہ کی

ضرورت نہیں ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) وصریحه مالم یستعمل إلا فیه "کطلقتك"۔ "وأنت طالق" "ومطلقة" ویقع بها أی بهذه الألفاظ وما بمعناها من ألصریح واحدة رجعیة۔ وتحته فی الشامیة: عند عدم ما یجعل بائناً۔ (شامی ص:۲۴۷ ج:۳۔ کراچی)۔

(۲) الرجعة إبقاء النکاح علی ما کان ما دامت فی العدة کذا فی النبیین۔ (هندیه ص:۵۲۲ ج:۱۔ زکریا)۔

(۳) الآیة تدل علی شرعیة الرجعة وعدم رضاها بها واشتراط العدة لأن بعد انقضائها لا یسمی بعلاً۔ (تبیین الحقائق ص:۲۵۱ ج:۲۔ امدادیة ملتان)۔

إذا کان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها۔ (الفتاویٰ الهندیة ص:۵۳۵ ج:۱۔ زکریا)۔

لفظ "چھوڑ دیا" طلاق صریح کے معنی میں مستعمل ہے

سوال (۶۹۴): مسمی شاکر علی نے اپنی بیوی مسماۃ ناظمہ خاتون سے ایک جھگڑے کی وجہ سے غصہ سے آپے سے باہر ہوکر اپنی زبان سے یہ کہہ دیا کہ میں نے تجھ کو چھوڑ دیا یہ الفاظ کم ازکم دو تین بار ضرور منہ سے نکالے طلاق کا لفظ منہ سے نہیں نکالا تھا مجھے یقین ہے کہ میں نے کم ازکم دو بار ضرور چھوڑ دیا کے الفاظ منہ سے نکالے تھے ہوسکتا ہے کہ میں نے تین بار کہا ہو ناظمہ خاتون کا کہنا ہے کہ مجھے یاد نہیں کہ کتنی بار میں نے یہ الفاظ کہے ہیں یہ الفاظ کئی بار کہے گئے ایسی صورت میں شرع شریف کا میرے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

لفظ ''چھوڑ دیا'' طلاق صریح کے معنی میں مستعمل ہے، (۱) اور چونکہ دو بار کہنے پر یقین ہے اس لئے دو طلاق صریح واقع ہوگئی، (۲) اور اگر تیسری مرتبہ کہنے پر یقین ہوگیا تو پھر مغلظہ ہوجائے گی، (۳) اول صورت میں عدت کے اندر اندر شاکر علی رجعت کرسکتے ہیں، اور اگر عدت گذر چکی ہے تو از سرے نو نکاح کرنا ہوگا، (۴) اور دوسری صورت میں یعنی اگر تیسری مرتبہ کہنے پر یقین ہوگیا تو حلالہ کرنا ہوگا (۵) ''وفی نوادر ابن سماعه عن محمد رحمه الله تعالی اذا شك فی انه طلق واحدة او ثلاثا فهی واحدة حتی یستیقن او یکون اکبر ظنه علی خلافه الخ'' (ہندیہ: ۱/ ۳۶۳)

الجواب صحیح — فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بندہ محمد حنیف غفرلہ — حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) الصریح لا یحتاج إلی النیةِ. (البحر الرائق ص:۲۵۹ ج:۳. سعید).

(۲) وصریحه مالم یستعمل إلا فیه.... یقع بهذه الألفاظ وبما بمعناها من الصریح واحدة رجعیة وتحته فی الشامیة: بلا اشتراط نیة. (شامی ص:۲۴۷ ج:۳. کراچی).

(۳) إذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیةً فله أن یراجعها فی عدتها رضیت بذلك أو لم ترض. (هدایة ص:۳۹۴ ج:۲).

(۴) إذا کان الطلاق بائناً دون الثلا فله أن یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها. (هندیة ص:۵۳۵ ج:۱. زکریا).

(۵) ولا ینکح مطلقة بها أی بالثلاث لو حرة ثنتین لو أمة حتی یطأها غیره... وتمضی عدته. (الدر المختار مع الشامی ص:۴۱۰ ج:۳. کراچی).

(۶) (الفتاویٰ الہندیۃ ص: ۳۶۳ ج: ۱. رشیدیہ).

غصہ کی حالت میں طلاق دیا تعداد یاد نہیں، کتنی طلاق واقع ہوگی؟

سوال (۶۹۵): زید نے اپنی بیوی ہندہ کو حالت غصہ میں جھگڑا کے سلسلہ میں مارنے دوڑا یا ہندہ ڈر کے مارے پڑوس کے ایک مکان میں گھس گئی زید نے جب اپنی بیوی کو نہ پایا تو حالت غصہ میں طلاق دے دیا یہ کام یعنی طلاق اپنے صحن میں دیا دریافت کیا گیا ہے کہ کتنی بار طلاق دیا تو کہا کہ مجھے ہوش نہیں ہے کہ کتنی بار طلاق دیا صرف طلاق کا لفظ یاد ہے تعداد یاد نہیں ہے کتنی طلاق واقع ہوئی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

طلاق غصہ ہی کی حالت میں دی جاتی ہے، (۱) پیار اور محبت میں کوئی طلاق نہیں دیتا (۲) صورت مسئولہ میں چونکہ طلاق کا دینا یاد ہے البتہ تعداد یاد نہیں ہے اس لئے ایک طلاق کا واقع ہونا یقینی ہے، الا یہ کہ بعد میں چل کر دو یا تین پر یقین ہوجائے یا غالب ظن ہو تو اس صورت میں اس کے مطابق حکم لگایا جائے گا۔ الحاصل اس وقت صرف ایک طلاق واقع ہوئی لہٰذا عدت کے اندر اندر اگر رجعت کرلیا تو ٹھیک ہے ورنہ عدت گذر جانے پر بائنہ ہوجائے گی۔

''وفی نوادر ابن سماعه عن محمد ﷺ اذ شك فی أنه طلق واحدة أو ثلاثا فهی واحدة حتی یستیقن أو یکون اکبر ظنه علی خلافه فان قال الزوج عزمت علی أنها ثلاث او هی عندی علی أنها ثلاث یوضع الأمر علی اشده'' (*الفتاوی الهندیة*: ۱/ ۳۶۳) مطلب وشك انه طلق واحدة أو ثلاثا۔ (۳)

الجواب صحیح — فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بندہ عبد الحلیم غفرلہ — حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (الفتاویٰ الہندیہ ص:۳۶۳ ج:۱۔رشیدیہ)۔

(۲) ولذا یقع بلا توقف علی نیة فی حالة الغضب۔ (شامی ص:۳۰۱ ج:۳۔ کراچی)۔

(۳) لو کان کذالك لم یقع علی أحدٍ طلاق لأن أحداً لا یطلق حتی یغضب۔ (بذل المجهود ص:۱۷۹ ج:۸۔ مرکز الشیخ)۔

غصہ کی حالت میں طلاق دیا طلاق ہوئی یا نہیں؟

سوال (۶۹۶): میں عبدالحق اپنی زوجہ کو غصہ میں آکر طلاق طلاق طلاق کہا اس کو ڈارنے کے لئے نہ اس کو طلاق دینا چاہتا ہوں نہ چھوڑنا چاہتا ہوں، یہ نہیں کہا کہ میں نے تم کو طلاق دیا میں اپنی زبان سے جاکر تین آدمیوں سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیا معراج احمد، محمد احمد اور ایاز احمد، معراج احمد سے یہ بھی کہا کہ اپنی زبان بہت سنبھالا لیکن پھر بھی طلاق دیدیا لڑکی نے کئی آدمیوں کے سامنے کہا کہ ایک مرتبہ طلاق دیا تو میں نے لنگی پکڑ لیا کہ ایسا کیوں کر رہے ہیں پھر اس کے بعد دو مرتبہ طلاق طلاق کہا لڑکی کے بیان کے کئی گواہ ہیں۔مولانا سکندر علی صاحب، مولانا عبدالوحید صاحب، فضل الرب صاحب، لڑکی نے یہ بھی کہا کہ شوہر نے قرآن شریف ہاتھ میں لے کر طلاق کا لفظ کہا۔لڑکے کے بیان کے گواہ محمد احمد معراج احمد، ایاز احمد۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

طلاق غصہ ہی میں دی جاتی ہے، (۱) پیار ومحبت میں کوئی بھی شخص طلاق نہیں دیتا (۲) تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق کہنے کی وجہ سے بیوی پر تین طلاق پڑ گئی (۳) اور تعلق از دواجیت ختم ہوگیا، اب بغیر حلالہ کے اس سے نکاح کرنا جائز نہیں، (۴) صرف طلاق کہنے سے بھی طلاق پڑ جاتی ہے ”ولا یلزم کون الاضافة صریحة فی کلامه کما فی البحر لو قال طالق فقیل له من عنیت فقال امرأتی طلقت امرأته الخ“

(شامی: ۲/۴۲۹)

اور چونکہ یہ لفظ صریح ہے اس لئے اس میں نیت کا اعتبار نہیں، اگر ڈرانے کی صرف نیت تھی پھر بھی طلاق پڑ گئی۔ (کذا فی الدر المختار: ۲/۴۳۰) (۵)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؒ

التعلیق والتخریج

(۱) شامی ص:۴۲۹ ج:۲۔نعمانیہ باب الصریح۔

(۱) ولذا یقع بلا توقف علی نیة فی حالة الغضب۔ (شامی ص:۳۰۱ ج:۳۔ کراچی)۔

(۲) لو کان کذالك لم یقع علی أحد طلاق لأن أحداً لا یطلق حتی یعضب۔ (بذل المجهود ص:۱۷۹ ج:۳۔ مرکز الشیخ)۔

(۳) ولو کرَّرَ لفظ الطلاق وقع الکل الدر المختار ص:۲۹۳ ج:۳۔ کراچی۔

(۴) لا ینکح مطلقة بها أی بالثلاث لو حرة وثنتین لو أمة حتی یطأها غیره ولم الغیر مراهقاً یجامع مثله وبنکاحٍ وتمضی عدته۔ (الدر المختار مع الشامی ص:۴۱۰ ج:۳۔ کراچی)۔

طلاق صریح ومعلق کی ایک شکل

سوال (۶۹۷): زید نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دیدیا اس کے بعد زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تم نے پندرہ دن کے بعد میری اجازت کے بغیر اس گھر میں قیام کیا تو تم پر طلاق ہے لیکن پندرہ دن کے اندر ہی لوگوں نے زید کو راضی کرلیا اور زید نے پندرہ دن کے اندر ہی اس گھر میں ہمیشہ قیام کی اجازت دیدی تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اب اس کے بعد کتنے طلاق کا مالک رہے گا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

پہلی طلاق چونکہ تنجیزاً ہے اس لئے اس کے واقع ہونے میں تو کوئی شبہ (۱) نہیں البتہ دوسری طلاق چونکہ تعلیقاً تھی اور پندرہ دن کے اندر زید نے اجازت دیدی اس لئے یہ طلاق واقع نہ ہوئی، (۲) اب آئندہ صرف دو طلاق کا زید مالک ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) وصريحه مالم يستعمل إلا فيه.... يقع بهذه الألفاظ وما بمعناها واحدة رجعية وتحته في الشامية بلا اشتراط نيةٍ. (شامي ص: ۲۴۷ ج: ۳. کراچی).

(۲) وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً. (ہندیہ ص: ۴۸۵ ج: ۱. زکریا).

تبطل اليمين ببطلان التعليق. (الدر المختار مع الشامي ص: ۳۵۲ ج: ۳. کراچی).

مجمع الأنہر ص: ۵۹ ج: ۲ فقیہ الامت۔

البحر الرائق ص: ۲۴ ج: ۴ سعید۔

والدین کے حکم پر طلاق کا مسئلہ

سوال (۶۹۸): زید نے بکر کے لڑکے عثمان کو اپنی طرف راغب کرکے اپنے دوست کے ذریعہ اس کو اپنی دامادی کے لئے منتخب کرنے کا اظہار کیا اور لڑکے نے اپنے والد کو خط لکھ کر مطلع کیا اور ابھی بات چل رہی تھی کہ اسی دوران لڑکی والوں نے لڑکے کے سامنے لڑکی کو کردیا اور اس لڑکی کے ہاتھ سے تحفہ دیا پھر لڑکے نے بھی اپنے رشتہ کے لئے لڑکی کے ہاتھ تحفہ بھجوایا، ان حرکتوں کی اطلاع لڑکے نے اپنے والدین کو ان کے صدور کے بعد کی، ان حرکتوں کے بعد لڑکے کے والدین کے اختیار میں تذبذب ہوگیا اور لڑکے کے اصرار پر لڑکی لانے پر راضی ہونے کے سوا چارہ نہ تھا شادی بعد لڑکی والوں نے نہ معلوم تسخیر کے عمل کے ذریعہ یا کوئی ناشائستہ حرکتوں کے ذریعہ لڑکے کو اپنا بنالیا اور اسے والدین سے کاٹ

لیا اس طرح عمل تسخیر کرنا یا کروانا کیسا ہے؟

یہاں تک کہ لڑکا ایک اسکول سے وعدہ خلافی کرکے مستعفی ہوکر سسرال والوں کے زیر اثر اسکول میں ملازمت کے لئے چلا گیا اور وہاں جاکر بالکل ہی سسرال والوں کا ہوگیا اور والدین کی کوئی بات ماننے کو تیار نہیں چاہے وہ قرآن وحدیث کے مطابق ہوں اور سسرال والوں کے خلاف قرآن وحدیث کی بات پر بھی آمنا وصدقنا کہتا ہے اور وہ ان پر عمل کرتا ہے اور والدین و دیگر رشتہ داروں کی حق تلفی کرتا ہے، اس کی بیوی اسکو جماعت میں جانے سے روکتی ہے اور اس کے پیسہ پر بھی قبضہ جمائے رہتی ہے اور اپنے میکے والوں پر اس سے خرچ کرواتی ہے اور اس کے والدین کو دینے نہیں دیتی، اپنی بیوی کے اثر میں آکر اپنی والدہ اور بہنوں پر زیادتی بھی کرتا ہے اور لڑکے کی دینی حالت پہلے کی طرح نہیں رہی حد یہ کہ لڑکی کی سات نمازیں شادی میں مہدی لگانے کے سبب جانے پر قضا ہونے پر بکر نے زید سے شکایت کی تب ہی سے لڑکی نے اس بات کو اختلاف کا سبب بنایا ان سب باتوں میں عثمان لڑکا اور لڑکی کے والدین اس کا ساتھ دے رہے ہیں لڑکی عثمان سے جھگڑتی بھی رہتی ہے اور اس کی خدمت کرنے کے بجائے اس سے خدمت لیتی ہے یہ سب کچھ عثمان اس لئے سہ کر کے ہے کہ وہ زید کے زیر اثر ہے زید اور ان کی بیوی کا حال دیکھتے ہوئے بکر سوچتا ہے کہ اگر یہ لڑکی عثمان کے نکاح میں رہی تو اس کا حال برا ہوگا کہ لڑکی نہ تو امور خانہ داری کو اچھی طرح جانتی ہے نہ بچّے کی پرورش کرنے کا ڈھنگ ہے نہ عثمان کی خدمت کا ولولہ ہے بلکہ اس سے خدمت لیتی ہے ان سب حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے بکر سوچتا ہے کہ اس طرح اس کے لڑکے عثمان کی زندگی اور دنیا وآخرت دونوں برباد ہورہے ہیں اور ہونے والے بچوں کی زندگی بھی خراب ہونے کا خطرہ ہے یہ سوچ صحیح ہے یا غلط؟

لہٰذا بکر اپنے لڑکے عثمان کو اس کی بیوی کو طلاق کا حکم دے یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور عثمان سے ناراض رہ کر اس کو طلاق دینے پر مجبور کرے تو حق بجانب ہے یا نہیں؟ اور عثمان نہ مانے تو والدین کا نافرمان ہوگا یا نہیں؟ اور اس سے بکر کو احتجاج کا حق ہے یا نہیں؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے لڑکے حضرت اسماعیل کی بیوی کی تنگ دستی کی شکایت کرنے پر حضرت اسماعیل کو حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدیں اس سے سند پکڑ کر بکر خیال کرتا ہے کہ عثمان کو اس کی بیوی کو طلاق دینے کا حکم دینے میں وہ حق بجانب ہے جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

ایسا عمل جو بیٹے کو باپ سے شوہر کو بیوی سے جدا کردے جائز نہیں، البتہ کسی مسئلہ میں زیادہ بدظنی کی بھی اجازت نہیں قرآن نے ''ان بعض الظن اثم'' فرمایا ہے۔(۱)

اس کا یہ عمل غلط ہے حدیث پاک کے خلاف ہے ''**لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق**'' قرآن وحدیث کے خلاف امر میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔(۲)

یہ شوہر کی کمزوری ہے جو فی الحال بھی اور آئندہ بھی بہت زیادہ نقصان دہ ہوگا۔ یہ فکر وسوچ صحیح ہے، لیکن اس کی اصلاح کی اور بھی صورتیں ہیں طلاق ہی ضروری نہیں، والدین کو چاہئے کہ ایسی صورت میں طلاق پر مجبور نہ کریں، ہاں اس کی کوشش کریں کہ یہ باتیں عثمان کے بھی دل ودماغ میں اتر جائیں اور خود اس کی اصلاح کی تدابیر کو اختیار کریں، اس زمانہ میں جتنا کام پیار ومحبت سے ہوتا ہے احتجاج کرنے سے نہیں ہوتا احتجاج کرکے اپنی رہی سہی عزت بھی گنوانا ہے سمجھ دار والدین کبھی بھی ایسا نہیں کرتے، نیز طلاق دیدینے کے بعد مطلقہ عورت کے لئے دشواریاں پیش آتی ہیں وہ محتاج بیان نہیں، اور نتیجۃً جن معاصی میں مبتلا ہوتی ہیں ناقابل ذکر ہیں، پوری کوشش اصلاح وسدھار وبناؤ کی کی جائے، جذبات میں سنجیدگی پیدا کرکے اس پر غور کیا جائے اور خلاصی کی تدبیر اختیار کی جائے، اگر تعدیل حقوق والدین جو حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کا رسالہ ہے ''معاشرت پر ایک نظر'' جو حضرت مفتی محمود حسن صاحب مدظلہ کا رسالہ ہے جس کو مولانا فاروق صاحب میرٹھی نے مرتب کیا ہے دیوبند میں ملتا ہے مطالعہ کرلیں تو بہتر ہوگا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) عن الحسن قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (المصنف لابن أبي شيبة ص:۲۴۷ ج:۱۸ كتاب السير رقم الحديث: ۳۴۴۰۶۔ المجلس العلمي)۔

عن ابن عمر رضي اله عنهما قال: كانت تحتي امرأة أحبها وكان أبي يكرهها فأمرني أن أطلقها فأبيت. فذكرت ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا عبد الله بن عمر طلق امرأتك. (سنن الترمذي ص:۲۲۶ ج:۱۔ مكتبه بلال)۔

لما أمر عمر رضي الله عنها ابنه عبد الله بطلاق زوجته لم يكن طلاقها واجباً عليه فلما أمره النبي صلى الله عليه وسلم وجب عليه الطلاق. (بذل المجهود ص:۵۲۶ ج:۱۳۔ مركز الشيخ)۔

عن محارب بن دثار رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أبغض الحلال إلى الله الطلاق. (سنن أبي داؤد ص:۲۹۶ ج:۱) بلال۔

پہلے دو طلاق دیا، پھر تین چار کا اعلان کیا، کتنی طلاق واقع ہوئی؟

سوال (۶۹۹): مجھے میرے سالے نے مارا جس کی وجہ سے بہت غصہ آیا اس پر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ مجھے یہ ذلت گوارہ نہیں لہٰذا اپنی بیوی کو خطاب کرکے میں نے دو طلاق دیدیا پھر میں باہر آیا میرے سسرالی رشتہ دار میرے ساتھ بدتمیزی اور سختی سے پیش آئے تو میں نے کہا کہ جاؤ میں نے تین چار طلاق دیدیا ہے جو کرنا ہو کرلو۔

اب اس صورت میں میری بیوی پر کتنی طلاق واقع ہوئی جبکہ ہم دونوں رشتہ قائم رکھنے پر راضی ہیں اور بیوی کا بھی بیان ہے کہ ہم نے دو ہی مرتبہ طلاق کا لفظ سنا ہے اب علماء دین جو فرمائیں ہم لوگ کریں۔

ماجد خان (سلطان پور بھادا)

معرفت مولانا قمر الزماں صاحب ناظم بیت المعارف الہ آباد

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورت مسئولہ میں دو طلاق تو بلا شک وشبہ واقع ہوگئی، البتہ شوہر کا باہر نکل کر یہ کہنا کہ ’’جاؤ جاؤ میں نے تین چار طلاق دیدیا ہے جو کرنا ہے کرلو‘‘ اگر اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ گو ابھی تک تین چار طلاق نہیں دی تھی مگر اب دے رہا ہوں تو ایسی صورت میں تین طلاق واقع ہوگئی بدون حلالہ تجدید نکاح درست نہیں، اور اگر انشاء کے بجائے اس کا مقصد صرف اخبار تھا تو ایسی صورت میں خبر کاذب ہونے کی وجہ سے دیانۃً طلاق واقع نہیں ہوئی، اس لئے کہ پہلے دو طلاق دی ہے نہ کہ تین چار اور عدت کے اندر رجعت کرلینے پر حسب سابق وہ بیوی ہوجائے گی۔ البتہ آئندہ صرف ایک طلاق کا مالک رہے گا، اور اگر بیوی کے نزدیک تین طلاق متحقق وثابت ہوجائے تو پھر المرأۃ کالقاضی کے تحت مرد کو اپنے اوپر قدرت دینا اس کے لئے جائز نہ ہوگا لیکن سوال سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بیوی کے نزدیک بھی دو ہی مرتبہ طلاق دینا متحقق وثابت ہے، لہٰذا اس کے لئے جائز ہے کہ شوہر کو اپنے اوپر قدرت دیدے۔

’’ثم نقل عن البزازيه والقنية لو اراد به الخبر عن الماضي كذبًا لا يقع ديانةً وان شهد قبل ذلك لا يقع قضاء ايضا‘‘ (رد المحتار جدید: ۲/ ۴۲۳)(۱)

الجواب صواب
بندہ محمد حنیف غفرلہ

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) شامی ص: ۴۲۳ ج: ۲ نعمانیہ مطلب فی المسائل التی تصح مع الاکراہ۔

وصريحه مالم يستعمل إلا فيه .... يقع يهقع بهذه الألفاظ وما بمعناها وتحته فی الشامية: بلا اشتراط فيه۔ (شامی ص: ۲۴۷ ج: ۳) کراچی۔

الصريح لا يحتاج إلى النية۔ (البحر الرائق ص: ۲۵۹ ج: ۳۔ سعید)۔

تین طلاق کی ایک صورت

سوال (۷۰۰): زید سے اس کی بیوی خالدہ نے کسی وجہ سے کہا حرامی تم مجھ کو طلاق دیدو اس کے جواب میں زید نے کہا کہ تم کو طلاق ہی کی پڑتی رہتی ہے کیا تم کو طلاق چاہئے تو خالدہ نے کہا کہ ہاں طلاق چاہئے اس کے بعد زید نے کہا کہ اگر طلاق چاہئے تو طلاق طلاق طلاق۔

اب اس صورت میں کیا زید کا نکاح خالدہ کے ساتھ باقی رہا یا ختم ہوگیا اگر طلاق واقع ہوئی تو کون سی قسم کی ہے؟ کیا رجعت ہوسکتی ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی خالدہ پر تین طلاق واقع ہوگئی، (۱) اب بغیر حلالہ کے زید کے لئے اس سے تعلق از دواجیت قائم کرنا جائز نہیں۔ (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) ولو كرّر لفظ الطلاق وقع الكل۔ (الدر المختار مع الشامی ص: ۲۹۳ ج: ۳۔ کراچی)۔

(۲) ولا ينكح مطلّقة بها أي بالثلاث حتى يطأها غيره حقيقةً أو حكماً ولو الغير مراهقاً يجامع مثله۔ (الدر المختار مع الشامی ص: ۴۱۰ ج: ۳، کراچی)۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها۔ (الفتاوىٰ الهندية ص: ۵۳۵ ج: ۱۔ زکریا)۔

ہوش وحواس کے ساتھ دی گئی طلاق کا حکم

سوال (۷۰۱): ایک آدمی کے ہوش حواس بالکل درست تھے اس نے بیوی کو طلاق دیدیا اور اس طلاق کا بعد میں کچھ لوگوں نے اقرار بھی کیا چند دنوں کے بعد یہ کہنا کچھ لوگوں سے شروع کیا کہ میرا دماغ صحیح نہیں تھا میں پاگل ہوگیا تھا مجھے کچھ خبر نہیں اور اب حال یہ ہے کہ یہ طلاق کے مسئلہ کو چھوڑ کر جن پہلو پر گفتگو کی جاتی ہے تو ہر ممکن تشفی بخش جواب اور ہر طرح سے سارے لوگ مطمئن ہوجاتے ہیں لیکن جب طلاق کا مسئلہ چھڑا بس آپے سے باہر اور بالکل عقل سے پیدل ہوش وحواس بالکل درست نہیں رہتے، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں صحیح صورت سے روشناس فرما کر عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور ہوں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

جب طلاق کا خود مقر ہے تو طلاق واقع ہوگئی، (۱) سوال میں ذکر کردہ باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کو جنون نہیں بلکہ یہ مکر ہے، ممکن ہے کہ کسی نے بتلا دیا ہو کہ اس طرح سے تمہاری جان بچ جائے گی اس کے باوجود اگر اس کا یہی دعوی ہو کہ میرا دماغ صحیح نہیں اور گاؤں والے اس کی تصدیق کرتے ہیں تو پھر طلاق کے وقت وقوع کی بات زیر غور ہوجائے گی لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ غصہ میں اکثر ایسی کیفیت ہوجاتی ہے اور یہ وقوع طلاق میں مؤثر نہیں، اور اس زمانے میں اکثر لوگ طلاق دینے کے بعد اسی انداز کی تاویلات کیا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ بس ہدایت عطا فرمائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) ويقع طلاق كل زوجٍ عاقل بالغٍ ولو مكرهاً. (ملتقى الأبحر ص:۲۶۲ ج:۱. مؤسسة الرسالة.

ہدایہ ص:۳۵۸ ج:۲ تھانوی

ويتع طلاق كل زوجٍ عاقلٍ بالغٍ لصدوره من أهله في محله. (البحر الرائق ص:۲۴۴ ج:۳سعيد).

ولذا يقع بلا توقف على نيةٍ في حالة الغضب. (شامی ص:۳۰۱ ج:۳. کراچی).

طلاق غضب کا حکم

سوال (۷۰۲): ایک شخص نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں تین طلاق دے دیا شریعت مطہرہ میں اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

طلاق غصہ ہی میں دی جاتی ہے، (۱) پیار میں کوئی طلاق نہیں دیتا، (۲) اس لئے بہر حال تین طلاق واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی، اب بیوی سے تعلق ازدواجیت قائم رکھنا جائز نہیں۔ (۳) البتہ اگر بیوی راضی ہو تو حلالہ شرعی کے بعد شرعی طریقہ پر نکاح کرکے رکھ سکتے ہیں۔

الجواب صحیح — فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
بندہ عبد الحلیم — حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) ولذا يقع بلا توقف على نية في حالة الغضب. (شامی ص:۳۰۱ ج:۳. کراچی).

(۲) لو كان كذلك لم يقع على أحد طلاق لأن أحداً ا يطلق حتى يغضب. (بذل المجهود ص:۱۷۹ ج:۸) مرکز الشیخ.

(۳) إن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً

غیرہ۔ نکاحاً صحیحاً ویدخل بہا ثم یطلقہا أو یموت عنہا۔

(الفتاویٰ الہندیۃ ص:۵۳۵ ج:۱۔ زکریا)۔

الدر المختار مع الشامی ص:۱۰ ج:۳۔ کراچی۔

غیر محرم کے ساتھ سفر پر طلاق کا حکم

سوال (۷۰۳): زید کی بیوی خالدہ آج تقریباً چھ سال سے بسلسلۂ علاج معالجہ بمبئی میں اپنے والدین کی آغوش میں تھی رمضان سے پہلے زید نے بیوی کے پاس آنے کا خط لکھا خط پاتے ہی بیوی آنے کے لئے بے حد پریشان ہوئی اس کی پریشانی کو دیکھ کر والدین نے کسی طرح اس کو زید کے پاس بھیجنے کی سوچی۔ اتفاق کی بات خالدہ کے گاؤں کا ایک نوجوان لڑکا گھر جانے والا تھا جو کہ خالدہ کا نہ تو محرم نہ کوئی رشتہ دار نہ ہی پڑوسی تھا فقط گاؤں کا تھا۔ اور نہ کوئی متقی اور پرہیزگار ہی بلکہ داڑھی صاف کرنے والا اپٹوڈیٹ قسم کا تھا والدین خالدہ کی بے چینی دیکھ کر اسی کے ساتھ خالدہ کو لگا دیا کہ بمبئی سے گھر تک پہنچا دے گا (باوجود یہ کہ خالدہ کا بھائی اور باپ وغیرہ بھی بمبئی ہی میں موجود تھے) تو گاؤں کے لڑکے نے اس کو تنہا بمبئی سے لے کر گھر تک پہنچایا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسا کرنے والے شخص کا شرعاً حکم کیا ہے؟ کیا اس طرح کا سفر درست ہے؟ اور خالدہ کے محرم موجود ہونے کے باوجود اس کے والدین کا ایسا کرنا اور خود خالدہ کا ایک غیر محرم کے ساتھ اس طرح سفر کرنا کیسا ہے؟ اور خالدہ کا شوہر زید اس صورت میں اب کیا کرے؟ اگر اس خفگی کی حالت میں زید خالدہ کو اپنے سے جدا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر جدا کر دے گا تو کیا قابل مواخذہ وسزا اور گنہگار ہوگا؟

تشفی بخش جواب سے نوازیں۔ عین کرم ہوگا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

خالدہ کا غیر محرم کے ساتھ یہ سفر غیر شرعی اور موجب گناہ ہوا۔ (۱) خالدہ کے والدین کو ایسا

نہیں کرنا چاہئے تھا، بہر حال آئندہ اس کا خیال رکھنا ضروری ہے، اور خالدہ کو چاہئے کہ وہ توبہ استغفار کرے۔

لیکن اس کی وجہ سے زید کے لئے جائز نہیں کہ خالدہ کو طلاق دے دے، (۲) البتہ اپنی بیوی کو افہام وتفہیم کر دے۔

الجواب صحیح — فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بندہ محمد حنیف غفرلہ — حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۲) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما: عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: أبغض الحلال إلی اللہ الطلاق۔ (سنن أبی داؤد ص:۲۹۶ بلال)۔

(۱) ولا تجوز للمرءۃ أن یسافر یوماً ولیلۃ إلا کان معہا محرم سواء کانت المرأۃ شابۃ أو ھرمۃً۔ (المنہل العذب الورود ص:۲۶۶ ج:۱۰)۔

شامی ص:۴۶۴ ج:۲۔ کراچی۔

البحر الرائق ص:۳۱۵ ج:۲۔ سعید۔

بدائع الصنائع ص:۲۹۹ ج:۲۔ زکریا۔

فتاویٰ قاضی خان ص:۲۵۱ ج:۱۔ دار الکتاب العلمیۃ۔

بذل المجہود ص:۱۳ ج:۷۔ مرکز الشیخ۔

نیل الأوطار ص:۳۲۵ ج:۴۔

طلاق مغلظہ کی ایک شکل

سوال (۷۰۴): جناب سرفراز کو معلوم ہو کہ خط موضع کھلا سے جناب ادریس علی تمہاری لڑکی کو طلاق دے رہے ہیں۔ اس لئے کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ میں ۳۰/ ۸/ ۱۹۸۴ء کو اپنی لڑکی کی رخصتی کر دوں گا لیکن آپ رخصت نہیں کئے اس لئے مجبور ہو کر طلاق

دے رہا ہوں اور طلاق نہیں دیتے کیونکہ پنچایت میں عدہ ہو چکا تھا کہ اپنی لڑکی کی رخصتی کر دوں گا آپ مانے تھا آپ نے رخصتی نہیں کیا، اس وجہ سے طلاق طلاق طلاق طلاق دے رہے ہیں اور بس، موضع کہلا۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورت مسئولہ میں ادریس علی کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو کر مغلظہ ہوگئی، (۱) اب اس سے ادریس علی کے لئے تعلق از دواجیت قائم رکھنا جائز نہیں۔ (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) ولو كرّر لفظ الطلاق وقع الكل. (الدر المختار مع الشامی ص: ۲۹۳ ج: ۳۔ کراچی)۔

(۲) ولا ينكح مطلقة بها أي بالثلاث حتى يطأها غيره حقيقة أو حكماً ولو الغير مراهقاً يجامع مثله بنكاح حتّٰى تمضي عدته. (الدر المختار مع الشامی ص: ۴۱۰ ج: ۳۔ کراچی)۔

(۳) الفتاویٰ الہندیہ ص: ۵۳۵ ر ج: ۱۔ زکریا۔

ایک دو تین طلاق کہنے کا حکم

سوال (۷۰۵): زید نے اپنی بیوی (انوری) کو اس کی نافرمانیوں کی وجہ سے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی سے کہا ایک دو تین طلاق اس کے علاوہ اس کے بعد کسی لفظ کا استعمال نہ کیا پھر تھوڑی ہی دیر بعد زید نے اپنی ماں سے کہا کہ میں نے رخسانہ کی ماں (انوری) کو طلاق دیدیا ہے۔ صورت مسئولہ میں جواب طلب امر یہ ہے کہ زید پھر اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور کونسی طلاق واقع ہوئی؟

المستفتی: از کار احمد ۸ اقبال ہاسٹل پٹنہ

(الف) جواب منجانب مرکزی دار القضاء اتر پردیش

باسمہ تعالیٰ وہو الصواب

عرف میں ایک دو تین طلاق تین مرتبہ طلاق دینے کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے اسی عرف کا بعد میں زید نے اعتراف بھی کیا ہے اس لئے تین طلاق واقع ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا۔ "متى قرن الطلاق بالعدد كان الوقوع بالعدد" (شامی: ۲؍۶۷۲) (۱)

فقط محمد مستقیم ندوی ۲۷؍۷؍۱۴۱۱ء

(ب) جواب منجانب مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ

بصورت مذکورہ چونکہ زید نے اپنی بیوی سے ایک دو تین طلاق کہہ کر اس کی صراحت نہیں کی ہے کہ اس نے طلاق دیدی یا طلاق دے دے گا اس لئے اس سے اس کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی البتہ بعد میں اس کے اقرار طلاق کی وجہ سے اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی عدت کے اندر اس کو رجعت کا حق ہے اور اگر عدت گذر چکی ہو تو دونوں کی رضامندی سے آپس میں دوبارہ نکاح جائز ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

الجواب: حامدًا ومصليًا

مرکزی دار القضاء اتر پردیش کا جواب صحیح ہے، تین طلاق واقع ہو کر مغلظہ ہوگئی، اب بغیر حلالہ کے تعلق از دواجیت قائم کرنا درست نہیں۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) (شامی ص: ۲۵۰ ج: ۳۔ مطلب طلاق غیر المدخول بها)۔ کراچی۔

(۲) إن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره

نکاحاً صحیحاً ۔ ویدخل بہا ثم یطلقہا أو یموت عنہا ۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ص:۵۳۵ ج:۱۔ زکریا)۔

فتح القدیر ص:۳۱/ج:۴۔ دار إحیاء التراث العربی۔

الدر المختار مع الشامی ص:۴۱۰/ج:۳۔ کراچی۔

حالت حمل میں طلاق کا حکم

سوال (۷۰۶): زید کو اپنی زوجہ سے آپسی رنجش ہوگئی جس کی وجہ سے اس کی بیوی اپنے شوہر کے گھر سے باہر جا رہی تھی زید نے اس کو باہر جانے سے روکا مگر وہ نہ مانی اور گھر سے چلی گئی جب وہ زید کی نگاہوں سے دور چلی گئی تو زید نے ایک عورت کے روبرو کہا کہ میں نے ایک دو تین طلاق دیا جب زید کی زوجہ واپس آنگن میں آئی تو زید نے دیگر عورت کو مخاطب کرکے کہا کہ میں نے ایک دو تین طلاق دیدیا ہے یہ میرے آنگن میں کیوں آئی ۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ زید کی بیوی دو ماہ کی حاملہ ہے ایک چھوٹی بچی گود میں ہے فی الوقت اپنے ماں باپ کے گھر زندگی بسر کر رہی ہے ادھر زید اپنے اس فعل مذموم پر کافی نادم ہے اور اپنی بیوی سے رجوع کا خواہاں ہے عرض حال یہ ہے کہ از رئے شرع گنجائش نکال کر ممنون کریں۔

محمد جمال الدین

پھلواری شریف، پٹنہ

الجواب: حامداً ومصلیاً

حالتِ حمل میں طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ (۱) لہٰذا صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، اور بیوی حرام ہوچکی۔ اب شرعی حلالہ کے بغیر دونوں کے درمیان دوبارہ نکاح کے جائز ہونے کی شرعاً کوئی دوسری صورت نہیں ہے۔

''وان کان الطلاق ثلاثًا فی الحرۃ او ثنتین فی الامۃ لم تحل حتی تنکح

زوجًا غیرہ نکاحًا صحیحا ویدخل بہا ثم یطلقہا او یموت عنہا'' (ہدایہ:۳۷۹/۲)(۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سہیل احمد قاسمی

جواب دار الافتاء دار العلوم دیوبند

ہو الموفق: آج کل بعض علاقوں میں آمادگی اور مستعدی کو ظاہر کرنے کے لئے ایک دو تین کا استعمال ہوتا ہے۔ یعنی یقینی طور پر یہ کام کر رہا ہوں اس لئے صورت مذکورہ میں زید کی بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہوئی۔ اگر تین طلاق دیتا تو زید یہ کہتا ''تین طلاق دی'' ایک دو اس سے پہلے نہ لگاتا۔ باقی حالت حمل میں طلاق دیا ہے تو طلاق اس سے بھی واقع ہوجاتی ہے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ اگر عورت راضی ہو تو دوبارہ بلا حلالہ اس کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے۔

الجواب صحیح — واللہ اعلم

کفیل الرحمٰن نائب مفتی دار العلوم — محمد ظفیر الدین مفتی دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین

الجواب: حامداً ومصلیاً

دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کا جواب صحیح ہے، زید کی زوجہ مطلقہ ثلاثہ ہوگئی، اب بغیر حلالہ کے رکھنا درست نہیں ہے۔ (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) وطلاق الحامل یجوز عقیب الجماع. (الهداية ص:۳۵۶ ج:۲۔ اشرفی دیوبند)۔

(۲) وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة أو ثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً

غیرہ نکاحاً صحیحاً ویدخل بها ثم یطلقها أو یموت عنها۔ (هدایة ص:۳۹۹ ج:۲۔ اشرفی بک ڈپو دیوبند)۔

الفتاویٰ الہندیہ ص:۵۳۵ر ج:۱۔زکریا۔

فتح القدیر ص:۳۱ر ج:۴۔دار إحیاء التراث العربی۔

ایک دو تین، تم کو جواب دیا، کہنے کا حکم

سوال (۷۰۷): زید نے اپنی بیوی حمیدہ کو غصہ کی حالت میں کہا کہ اگر تو ماں بیٹا کا علاقہ لگاتی ہے کہ ہم تمہاری ماں اور تو میرا بیٹا۔ تو ایک دو تین ”تم کو جواب دیدیا۔

شرعی حکم سے نوازکر ممنون کریں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

ایک دو تین کے بعد تم کو جواب دیا یہ قرینہ ہے اس بات پر کہ ایک دو تین سے مراد طلاق ہے لہٰذا حمیدہ مطلقہ ثلاثہ ہوگئی۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) أن الصریح مالم یستعمل إلا فی الطلاق من أی لغة کانت۔ (شامی ص:۲۹۹ ج:۳۔ کراچی)۔

إن کان الطلاق ثلاثاً فی الحرة اوثنتین فی الأمة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیرہ نکاحاً صحیحاً ویدخل بها ثم یطلقها أو یموت عنها۔ (الفتاویٰ الهندیة ص:۵۳۵ ج:۱) زکریا۔

ہدایہ ص:۳۹۹ر ج:۲۔اشرفی بک ڈپو دیوبند۔

فتح القدیر ص:۳۱ر ج:۴۔دار إحیاء التراث العربی۔

تحریری طلاق کا حکم

سوال (۷۰۸): میاں بیوی میں گھریلو جھگڑا ہوا اور لڑکی میکے چلی گئی وہ تقریباً پانچ ماہ سے ہے، لڑکے کا ماموں مذکورہ لڑکا کو لیکر گئے کہ وہاں سمجھا کر لڑکی کو لے آویں گے مگر لڑکے کا ماموں لڑکے کو دوسرے صاحب کے مکان پر بٹھا کر لڑکی والے کے یہاں گئے اور کہا کہ لڑکے نے طلاق دیدیا ہے یوں ہی ایک کاغذ نکال کر دکھایا کہ یہ ہے طلاق نامہ، مہر کی معافی کی تحریر لکھ کر دو مجھے جلدی جانا ہے اور ادھر لڑکے سے کہا الٹا سیدھا بنا کر دستخط کرایا کہ تم دونوں کی اب صلح نامہ تحریر ہے لڑکی نے دستخط کر دیا جبکہ دونوں کو ان باتوں کی خبر نہیں لڑکی اپنے شوہر کے پاس آنے والی تھی اور یہ بات پھیلائی گئی کہ طلاق ہوگئی۔ اس صورت میں کیا طلاق ہوگئی؟

نوٹ: لڑکا جب اپنی بیوی کو لینے گیا تو لڑکی کے والدین نے کہا کہ جب اس طرح کی باتیں ہوئی ہیں تو پہلے فتویٰ منگوالو، اگر اس طرح کی باتوں سے طلاق نہ ہوگی تو ہم لڑکی کو روانہ کر دیں گے۔

محمد سلیم پنڈرا عبد المنان

مسجد پنڈرا پوسٹ پنڈرا ضلع بلیا

الجواب: حامدًا ومصلیًا

تحریر سے طلاق اس وقت واقع ہوتی ہے (۱) جب تحریر لڑکا خود لکھے یا لکھوائے یا طلاق نامہ کے لکھنے کا حکم دے، (۲) اگر لڑکے نے نہ لکھا نہ لکھنے کا حکم دیا بلکہ کسی نے ازخود لڑکے کی طرف سے طلاق نامہ مرتب کر دیا اور زبردستی اکراہ کی حالت میں اس پر دستخط کروالیا یا دھوکہ دیکر کچھ اور بتا کر اس پر دستخط کروالیا لڑکے نے نہ اس کو پڑھا اور نہ اس میں لکھے ہوئے مضمون کی تصدیق کی تو اس سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ (کمافی الشامی) (۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) کتب الطلاق إن مستبینا علی نحو لوحٍ وقع إن نوی وقیل مطلقاً وتحته فی الشامیة۔ ولا یحتاج إلی النیة فی المستبین الموسوم۔ (شامی ص:۲۴٦ ج:۳۔ کراچی)۔

(۲) ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتی كان إقراراً بالطلاق وإن لم یكتب۔ (شامی ص:۲۴٦ ج:۳۔ کراچی)

(۳) وكذا كل كتاب لم یكتبه بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع الطلاق مالم یقر أنه كتابه۔ (شامی ص:۲۴۷ ج:۳۔ کراچی)۔

الفتاویٰ الهندیة ص:۳٦٦ ج:۱۔ زکریا۔

جہیز کی واپسی کا حکم

سوال (۷۰۹): زید نے اپنی بیوی کو طلاق دیدیا تو اس کے ذمہ عورت کے متعلق کن کن چیزوں کا واپس کرنا ضروری ہے اور جو رخصتی کے موقع پر مٹھائی وغیرہ دیتے ہیں لڑکی کے اولیاء اسے بھی واپس لینا چاہتے ہیں آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

جب لڑکے کو طلاق دینا تھا اس وقت مسئلہ نظر نہیں آیا کہ لاؤ معلوم کرلیں طلاق کس طرح کن حالات میں دی جاتی ہے بس اٹھایا اور تینوں گولی چھوڑ دی اور اب جب مال کی واپسی کا نمبر آیا تب مسئلہ یاد آیا کہ کیا دوں کیا نہ دوں کاش طلاق سے پہلے پوچھ لیا جاتا کتنی طلاق دوں کیسے دوں بہر حال مضٰی ما مضٰی، اب صورت مسئولہ کا حکم یہ ہے کہ جن چیزوں کی واپسی کا آپ کے علاقہ میں عرف ہے ان کی واپسی ضروری ہے، چونکہ اس مسئلہ کی بنیاد عرف پر ہے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) وإذا بعث الزوج إلی أهل زوجته أشیاءً عند زفافها منها دیباج فلما زفت إلیه أراد أن یسترد من المرأة الدیباج لیس له ذلك إذا بعث إلیها علی جهة التملیك۔ (الفتاویٰ الهندیة ص: ۳۹۳ ج:۱۔ الفص السادس فی جهاز البنت۔ زکریا)۔

للمبیح أن یمنعه عن التصرف فیه۔ (مجمع الأنهر ص:۳۸۵ ج:۱۔ فقیه الأمت کتاب الزکاة)۔

طلاق کے بعد جہیز کی واپسی کا حکم

سوال (۷۱۰): زید کے دو بیٹے ہیں ایک عمر اور دوسرا بکر، زید کی حیات ہی میں دونوں بیٹیوں نے علاحدگی اختیار کرلی، زید بذات خود عمرو کی طرف چلے گئے، اس دوران زید بھی صاحب حیثیت اور تندرست وتوانا تھے، محنت ومشقت کرکے کماتے رہے کچھ دنوں بعد (جب کہ زید عمرو کے ساتھ تھے) کچھ زمین کی خریداری کچھ عرصے کے بعد آپسی تنازع کی بناء پر زید بکر کے ساتھ ہو گئے اور وہیں ان کی وفات ہوگئی، زید کی وفات پر خریدی گئی زمین پر بکر نے اپنا حق جتا کر اپنا حصہ لینے کی کوشش کی لیکن عمرو کہتے ہیں کہ یہ جائیداد میری اپنی رقم سے خریدی گئی ہے اس لئے یہ مری ہے اور میں اس کا عشر عشیر بھی کسی کو نہ دوں گا اب مسئلہ درپیش ہے کہ اس جائیداد پر بکر کا کوئی حق بنتا ہے؟ اور کیا یہ جائیداد زید کی ملکیت تصور کی جاسکتی ہے؟

بوقت نکاح کچھ زیورات لڑکے والوں کی طرف سے لڑکی کو دیئے جاتے ہیں اور اسی طرح لڑکی والوں کی طرف سے لڑکے کو دیئے جاتے ہیں تو کیا چیزیں علی الترتیب ایک دوسرے کی ملکیت ہوتی ہیں؟ تاکہ طلاق کی صورت میں دونوں کی اشیاء واپس کی جائیں گی۔

ظہیر احمد

الجواب: حامدًا ومصلیًا

پہلے اس کا تصفیہ ضروری ہے کہ زمین عمرو کی رقم سے خریدی گئی ہے یا زید کی رقم سے، نیز زمین زید کے نام لکھی گئی ہے یا عمرو کے، اس کے بعد ہی جواب دیا جاسکتا ہے۔

دینے والوں کی نیت پر مدار ہے ان کی نیت کیا ہوتی ہے اور نیت کی تعیین عرف سے کی جائے گی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

دو طلاق دیا، کون سی طلاق واقع ہوئی؟

سوال (۱۷۱): محمد عبد المتین نے اپنی بیوی کو کسی غصہ یا تقرار (تکرار) ہونے پر اپنی زبان سے دو سال قبل طلاق دیا تھا اور خلیل صاحب ان کے سسر (خسر) ہیں، عبد المتین نے لفظ دو بار کہا تھا کہ اپنے سسر کا نام لیکر بیوی کی طرف مخاطب کرکے کہ خلیل کی ماں "تمہیں طلاق دیا تمہیں طلاق دیا، اس کے بعد زبان بند ہوگئی، دو بار سے زائد نہ کہا، اور گواہ نے بھی سنا۔

(۱) گواہ ان کے داماد اور بہو اسی جگہ موجود رہے ان دونوں کے علاوہ اس گھر میں اس وقت اور کوئی نہ تھا گواہ کے بیان بہ حلفیں (بالحلف) لیا گیا تو گواہ ننکا دو بی بی رجو نے بیان اپنی دئیے کہ کہ خلیل کی ماں تو ہیں، لاق دیا طلاق دیا۔ عبد المتین کے زبان سے یہ کلام جاری ہونے کے بعد اور کچھ نہ بولا۔ اب دو سال زمانہ گذرنے پر محلہ والے اور پڑوسی وغیرہ اعتراض کرتے ہیں کہ طلاق دی ہوئی بیوی کو کیسے رکھتے ہیں، اس مسئلہ کو بہت جلد حل کراؤ ورنہ برادری سے الگ کردیں گے، اس مسئلے کو آپ برائے مہربانی حل کردیں۔

عبد المتین رنگریز

پوسٹ گولا بازار کھیتا سرائے جونپور یو، پی

الجواب: حامدًا ومصلیًا

برتقدیر صحت سوال، سائل کے بیان کے مطابق مسمی عبد المتین نے اپنی بیوی کو دو طلاق صراحۃً دی ہے جس کے بعد رجعت کا حق باقی رہتا ہے، یعنی بغیر نکاح ثانی کئے ہوئے وہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے، (۱) البتہ اگر اب تیسری طلاق دے گا تو طلاق مغلظہ ہوجائے گی پھر بغیر حلالہ کے اپنے پاس نہیں رکھ سکے گا۔ (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض. (هدايه ص:۳۹۴ ج:۲).

(۲) وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة أو ثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (هداية ص:۳۹۹ ج:۲).

أما الطلاق الرجعي.... وذلك بعد الطلاق الأول والثاني غير البائن إذا تمت المراجعة قبل انقضاء العدة. (الفقه الإسلامي ص:۹۵۵ ج:۹). دار الفكر المعاصر.

جنون کی حالت میں دی ہوئی طلاق کا حکم

سوال (۱۷۲): میں نے اپنی لڑکی کی شادی تین سال پہلے کی تھی جس وقت نکاح ہوا اس سے پہلے لڑکا پاگل تھا ہم کو معلوم نہیں تھا انجانے میں میں نے نکاح کردیا جس وقت نکاح ہوا اس وقت بھی دماغی الجھن تھی نکاح کے کچھ دن بعد وہ پھر پاگل ہوگیا اور اب بھی پاگل ہے ایک لڑکا بھی ہوچکا ہے آج سے قریب پانچ سال پہلے وہ آیا اور میرے گھر کا دروازہ بند تھا، اس وقت اس کے دماغ میں الجھن تھی اور وہ دروازے پر کہہ کر چلا گیا کہ شکیلہ ہم تم کو طلاق دے کر بمبئی جارہے ہیں۔ اس بات کو کئی لوگوں نے سنا پھر اس نے اپنے ایک رشتے

دار سے جا کر کہا کہ میں نے ایسا کہہ دیا ہے کیا طلاق ہوگئی ایسی حالت میں آپ شرع کے مطابق حکم بیان فرمائیں نکاح ہوا یا نہیں اور اگر نکاح ہوا تو طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور اگر نکاح نہیں ہوا تو بچے کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔

حاجی محمد یوسف
تحصیل فتح پور ضلع بارہ بنکی (یوپی)

الجواب: حامدًا ومصليًا

مسلمان، حاذق، ڈاکٹروں سے رجوع کریں اگر وہ جنون ثابت کردیں نیز یہ کہ طلاق بھی جنون کی حالت میں دی ہے تو طلاق واقع نہ ہوگی، (۱) اور اگر افاقہ کی حالت میں طلاق دی ہے تو طلاق واقع ہوجائے گی۔ (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۲) ويقع طلاق كل زوجٍ عاقلٍ بالغ الخ ملتقى الأبحر ص:۲۶۲ ج:۱۔ مؤسسة الرسالة۔

(۲) ولا يقع طلاق الصبى والمجنون والنائم۔ (هدايه ص:۳۵۸ ج:۲) اشرفی بك ڈپو دیوبند۔

الجنون اختلال القوة المميزة بين الأمور الحسنة والصحيحة المدركة للعواقب۔ (شامی ص:۲۴۳ ج:۳۔ کراچی)۔

مکرہ کی طلاق کا حکم

سوال (۷۱۳): زید اپنے سسرال گیا اور رات کے وقت سسرال کے کچھ آدمیوں نے طلاق لینے کی غرض سے اس کو بند کردیا اور طلاق دینے کے لئے کہہ رہے تھے مگر زید انکار کرتا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور اس وقت کچھ غنڈوں اور بدمعاشوں کو اکٹھا کردیا گیا اور زبردستی ایک سادے کاغذ پر انگوٹھے کا نشان لینا چاہتے تھے مگر زید مٹی بند کرکے انکار کرتا رہا اور اسی وقت پیچھے سے ایک بدمعاش نے یک بیک جھٹکے کے ساتھ اپنے دونوں گھٹنوں کو زید کی پیٹھ پر لگا کر دبوچ دیا جس کی وجہ سے زید کی ریڑھ کی ہڈی بول گئی اور اس کے ساتھ ہی تقریباً چودہ پندرہ آدمی زید کے اوپر ٹوٹ پڑے جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہوگیا چہرے پر پانی کا چھینٹا پڑنے کے بعد ہوش آیا تو لوگوں سے معلوم ہوا کہ بے ہوشی کی حالت میں اسی سادے کاغذ پر زید کے انگوٹھے کا نشان لیا گیا ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں طلاق ہوئی کہ نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ زبردستی کاغذ پر انگوٹھے کا نشان لینے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس سے طلاق واقع نہیں ہوا کرتی۔ اس لئے زید کی بیوی حسب سابق اس کی بیوی ہے اس کو روکنا یا اس کی دوسری جگہ شادی کرنا جائز نہیں ہے۔ ”رجل أكره بالضرب والحبس على أن يكتب طلاق امرأة فلانة بنت فلان ابن فلان فكتب امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امرأته كذا فى فتاوى قاضيخان، وكذلك كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع به الطلاق اذا لم يقر انه كتابه كذا فى المحيط“ (فتاوی ہندیہ: ۱/ ۳۷۹)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب — الجواب صحیح
حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ — بندہ محمد حنیف غفرلہ

التعلیق والتخریج

(۱) (الفتاویٰ الہندیہ ص:۴۴۶ ج:۱۔زکریا)۔

ولو أکره علی کتابته أو علی الإقرار به لا یقع. (سکب الأنهر ص:۸ ج:۲. فقیه الأمت).

الفقہ علی المذاہب الأربعۃ ص:۲۵۸ ج:۴۔بیروت۔

شامی ص:۲۳۶ ج:۳۔کراچی۔

کاغذ پر ایک طلاق لکھ کر پھاڑ دیا، طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

سوال (۷۱۴): رخصتی کے لئے بار بار جانے کے بعد ہماری ساس نے کہا کہ ہماری لڑکی تمہارے ساتھ نہیں رہے گی تو ہم نے کہا پھر طلاق لے لو اس کے بعد لوگوں نے سمجھایا مجھے کہ یہ بات بہت خراب ہے یہ ہونا نہیں چاہئے اس کے بعد ہماری بیوی رخصت ہو کر گھر آئی ایک بار ہم نے طلاق نامہ اپنے ہاتھ سے لکھا اور اس میں یہ لکھا تھا کہ ہم نے اپنے ہوش وحواس میں تم کو طلاق دیدیا ایک بار اور بغیر کسی کے دکھائے اس کو پھاڑ کر پھینک دیا کچھ دنوں کے بعد زبانی طلاق دینے کی بات ہم نے اپنے استاذ سے بتایا کہ ہم نے اپنی بیوی کو اللہ ورسول کو حاضر جان کر دل سے طلاق دیدیا ہے استاذ نے پوچھا کہ پھر تم اس کو کیسے رکھے ہو تو ہم نے کہا کہ جو کچھ بھی ہم کر رہے ہیں غلط کر رہے ہیں اس وقت بیوی ہمارے گھر موجود تھی اس بات کا علم میری بیوی کو نہیں ہے اس کے بعد استاذ نے ہماری بات کو لوگوں پر ظاہر کیا تو لوگوں نے ہم سے پوچھا تو ہم نے ان لوگوں سے کہا کہ ہاں ہم نے طلاق دیدیا ہے اس کے بعد ہم باہر چلے گئے بیوی ہماری ہمارے گھر پر رہی اور باہر سے ہم نے خرچہ وکپڑا وغیرہ بھیجا تھا اور وہ ہمارے گھر پر تھی ان دونوں حمل میں ہے اس مسئلہ میں علماء دین کیا فرماتے ہیں نکاح قائم رہا یا طلاق ہوگئی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں امیر علی کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہوگئی، چونکہ طلاق نامہ میں ایک ہی طلاق لکھا تھا طلاق نامہ کو پھاڑنے سے طلاق پر کوئی اثر نہیں پڑتا، بلکہ طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ ’’ونظیرہ لو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقرارًا بالطلاق وان لم یکتب‘‘ (ردالمحتار: ۴۲۹/۲) (۱)

لہٰذا اگر عدت نہ گذری ہو تو امیر علی رجعت کر سکتے ہیں، (۲) اور اگر عدت گذر چکی ہو تو اب بائنہ ہوگئی، بغیر نکاح جدید کے اسکو رکھنا جائز نہیں، البتہ حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) ونظیرہ لو قال.... وإن لم یکتب. (شامی ص:۲۴۷ ج:۳. کراچی).

(۲) إذا اطلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیةً أو تطلیقتین فله أن یراجعها فی عدتها رضیت بذلك أو لم ترض. (هدایة ص:۳۹۴ ج:۳).

وأما الطلاق الرجعی.... وذلك بعد الطلاق الأول. والثانی غیر البائن إذا تمت المراجعة قبل انقضاء العدة. (الفقه الإسلامی وأدلته ص:۶۹۵۵ ج:۹).

الفتاویٰ الہندیہ ص:۵۳۲ ج:۱۔زکریا۔

طلاق دیا ایک بار کہا، اور دیا دیا کئی بار کہا، کتنی طلاق واقع ہوئی؟

سوال (۷۱۶): گذارش ہے کہ میری لڑکی کی شادی تقریباً دس سال ہوگئے جس سے چار بچے ہیں میاں بیوی میں کچھ تو تو میں میں ہوگئی اسی حالت میں شوہر نے یہ کہا کہ ہم نے طلاق دیا دیا دیا کہتے ہوئے چلے گئے طلاق دیا ایک بار کہا اور دیا کئی بار کہا یہ واقعہ ہونے کے بعد لڑکی اپنے میکے چلی آئی لہٰذا آپ سے گذارش ہے کہ شرع محمد سے بتائیں کہ طلاق

ہوگئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں تین طلاق واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی، اب میاں بیوی کا تعلق ختم ہوگیا، اب زوجین تعلق از دواجیت بغیر حلالہ کے قائم نہیں کر سکتے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؒ

التعلیق والتخریج

(۱) إن کان الطلاق ثلاثاً فی الحرة وثنتین فی الأمة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها ثم یطلقها أو یموت عنها۔ (ہندیہ ص:۵۳۵ ج:۱۔ زکریا۔

(۳) فتح القدیر ص:۳۱ ج:۴۔ دار إحیاء التراث العربی۔

(۴) الدر المختار مع الشامی ص:۱۰[illegible] ج:۳۔ کراچی۔

دو مرتبہ طلاق کہا، کیا حکم ہے؟

سوال (۷۱۶): جناب رمضان کی بیٹی تبسم کو میں اپنی خوشی سے دو طلاق دیدیا ہوں، شریعت کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں رمضان کی بیٹی تبسم پر حسب تصریح دو طلاق واقع ہوگئی، (۱) اب اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اگر شوہر رجعت کرلے (یعنی زبان سے یہ کہہ دے کہ میں نے رجوع کرلیا یا تعلق از دواجیت قائم کرلے) تو تبسم زوجیت میں واپس آجائے گی، (۲) ورنہ عدت کے بعد بینونت ہوجائے گی، زوجیت میں واپسی کے لئے تجدید نکاح ضروری ہوگا۔ رجعت کی صورت میں اس کا خیال رکھنا ہوگا کہ آئندہ شوہر صرف ایک طلاق کا مالک ہوگا۔ ایک طلاق جب کبھی دے گا اس کے بعد تبسم پر طلاق مغلظہ واقع ہوجائے گی، بغیر حلالہ

کے پھر زوجیت میں واپس نہیں آسکتی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؒ

التعلیق والتخریج

(۱) متی قرن الطلاق بالعدد کان الوقوع بالعدد۔ (شامی ص:۲۸۷ ج:۳۔ کراچی)۔

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض۔ (هداية ص:۳۹۴ ج:۲۔ اشرفی دیوبند)۔

(۲) أما الطلاق الرجعي: وذلك بعد الطلاق الأول والثاني غير البائن إذا تمت المراجعة قبل انقضاء العدة۔ (الفقه الإسلامي ص:۶۹۵۵ ج:۹)۔

(۳) كما تثبت الرجعة بالقول تثبت بالفعل وهو الوطء واللمس عن شهوة۔ (هندية ص:۵۳۳ ج:۱۔ زکریا)۔

(۴) وندب الإشهاد عليها وإعلامها بها۔ (ملتقی الأبحر ص:۲۷۵ ج:۱۔ مؤسسة الرسالة)۔

طلاق بائنہ کی ایک صورت

سوال (۷۱۷): محترم جناب توفیق احمد صاحب آپ کو معلوم ہو کہ میں نے آپ کی بیٹی کو ایک طلاق دیا۔

سلام اللہ خان کجراکول 13/4/95

مندرجہ بالا تحریر کی تحقیق کے بعد معلوم ہوا ہے کہ یہ تحریر حقیقت ہے اور سلام اللہ خان کجراکول ہی کی تحریر ہے۔ سوال طلب امر یہ ہے کہ مندرجہ بالا تحریر کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

مذکورہ بالا تحریر کی روشنی میں لڑکی پر ایک طلاق واقع ہوگئی اور عدت بھی گذر چکی ہے اس لئے مبانت ہوگئی یعنی اب کسی قسم کا رشتۂ از دواجیت باقی نہیں رہا۔ (۱) اس لئے لڑکے کو

چاہئے کہ جوڑ کی کا ساز وسامان اور شرعی حق ہو اس کو ادا کر دے اس میں بھلائی ہے۔ (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) إن كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضائها. (هندية ص:۵۳۵ ج:۱. زكريا).

(۲) المهر يتأكد بأحد معان ثلاثة الدخول والخلوة الصحيحة وموت أحد الزوجين. (بدائع الصنائع ص:۵۸۴ ج:۲) زكريا.

طلاق کا ایک مسئلہ

سوال (۷۱۸): اگر کوئی عورت یہ کہے کہ میرا شوہر مجھے طلاق دیدیا ہے اور میں بیوہ ہو چکی ہوں، اور عورت کے شوہر سے پوچھا جائے تو شوہر کہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے بلکہ جھگڑے کی حالت میں یہ کہہ دیا ہے کہ تم کو طلاق دیدوں گا، اتنا کہنے کی شوہر قسم کھا جائے اور شوہر کے قسم کھانے کا عورت اعتبار کرلے اور شوہر کے کہنے پر عورت شوہر کے ساتھ جانے پر تیار ہو جائے اور یہ مان لے کہ مجھے سننے میں فرق ہو گیا۔ تو ایسی صورت میں طلاق ہونا مانا جائے گا یا نہیں مانا جائے گا؟ اس بارے میں کسی اور جانکاری خبر یا معلومات نہیں یعنی طلاق دینے کی اور آواز سنا ہی نہیں۔ جواب بذریعہ تحریر عنایت کریں گے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

طلاق از قبیل انشاء ہے، اخبار نہیں۔ برتقدیر صحت سوال صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی، چونکہ شوہر نے یہ کہا ہے "طلاق دیدوں گا" اور یہ مستقبل کا صیغہ ہے، اس طلاق سے واقع نہیں ہوتی۔ (۱) اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور جملہ کہا ہو تو اس کے مطابق حکم ہوگا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ولو قال: أطلقك لم يقع. (سكب الأنهر ص:۱۴ ج:۲. فقيه الامت).

ولو قال: بالعربية: أطلق لا يكون طلاقاً. (الفتاویٰ الهندية ص:۴۵۲ ج:۱. زكريا).

قال: اطلق نفسي لم يقع لأنه وعد. (الدر المختار مع الشامي ص:۳۱۹ ج:۳. کراچی).

تفویض طلاق کی ایک صورت

سوال (۷۱۹): زید اور زینب دونوں میاں بیوی ہیں، آپس میں کسی معاملہ کو لیکر جھگڑا ہوا نوبت بانیجا رسید کہ بیوی نے طلاق کا مطالبہ کر دیا شوہر نے طلاق دینے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہمارے خاندان کے مزاج ورواج کے خلاف ہے، تم چاہو تو طلاق دے لو میں نہیں دوں گا، اس پر بیوی نے یہ سمجھتے ہوئے کہ میرے کہنے سے تو طلاق ہوگی نہیں، ۳؍مرتبہ طلاق، طلاق، طلاق کہہ دیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا یہ شوہر کی جانب سے تفویض طلق ہے؟ اور کیا عورت کے کہنے سے طلاق واقع ہوگئی؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

"تم چاہو تو طلاق دے لو" شوہر کی جانب سے یہ تفویض طلاق ہے، لہٰذا بیوی کے تین مرتبہ طلاق، طلاق، طلاق کہنے سے طلاق واقع ہوگئی بشرطیکہ مجلس تفویض میں عورت نے طلاق دی ہو، اس لئے کہ تبدیل مجلس سے تفویض ختم ہو جاتی ہے۔ قال لها طلقي نفسك فلها، هٰذا تفويض بالصريح، ولا يحتاج الخانيه، والواقع به رجعي وتصح فيه نية الثلاث (شامي ج ۲ ص ۶۵۳) (۱) واذا قال لها طلقي نفسك سواء قال لها ان شئت اولا فلها ان تطلق نفسها في ذٰلك المجلس خاصة وليس له ان يعزلها (عالمگیری ج ۱ ص ۴۰۳) (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) شامی نعمانیہ ص: ۶۵۳ ج: ۲ نعمانیہ۔

(۲) ہندیہ ص: ۳۲۶ ج: ۱۔ رشیدیہ۔

ہدایہ ص: ۳۸۰ ج: ۲۔ اشرفی بک ڈپو دیوبند۔ تبیین الحقائق ص: ۲۲۵ ج: ۲۔ امدادیہ ملتان۔

شوہر لفظ طلاق کہنے سے انکار کرتا ہے، کیا حکم ہے؟

سوال (۷۲۰): ضروری گذارش یہ ہے کہ رات میں گیارہ بج رہے تھے میرے شوہر نے طلاق طلاق کے الفاظ تین بار کہے۔ میں اپنے کان سے سنی اور میرے گھر کے دوسرے آدمی بھی سنے لیکن صبح ہوتے ہی میرے شوہر قسم کھا گئے اور قرآن شریف ہاتھ میں لینے کو تیار ہو گئے کہ میں نے تم کو کچھ بھی نہیں کہا ہے، مجھ سے بولنے کے لئے کافی پریشان ہو گئے، اور میرے شکم میں حمل بھی ہے، ایسی حالت میں طلاق کا کیا حکم ہے؟ ہوا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

اگر آپ کے شوہر کے طلاق دینے پر دو گواہ موجود ہیں تو تین طلاق مغلظ فی الفور واقع ہو گئیں، اب آپ شوہر سے علیحدگی اختیار کرلیں، شوہر کا طلاق دینے سے انکار نا قابل اعتبار ہے۔ وشرط لغیر ذٰلك رجلان او رجل وامرأتان مالا او غیر مال کالنکاح والرضاع والطلاق (ملتقی الابحر ج۲ ص ۸۴)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) وشرط للغیر ذلك رجلان... والطلاق۔ (ملتقی الأبحر ص: ۸۴ ج: ۲ مؤسسة الرسالة)۔
ونصابها لغیرها من الحقوق سواء كان الحق مالاً أو غیره كنكاح وطلاق....
رجلان أو رجل وامرأتان۔ (الدر المختار ص: ۹۱ ج: ۲۔ کتاب الشهادات)۔

بلا نیت طلاق نامہ پر دستخط کیا، طلاق ہوئی یا نہیں؟

سوال (۷۲۱): میرا لڑکا ریاض احمد بالغ ہے، ہوش وحواس کی حالت میں طلاق نامہ پر دستخط کر دیا زبان پر طلاق کا لفظ جاری نہیں کیا کہ کوئی سن سکے، البتہ طلاق نامہ اس کی موجودگی میں لکھا گیا اور اس نے اس کو بیٹھے بیٹھے پڑھ بھی لیا مگر زبان سے طلاق کا لفظ جاری نہیں کیا اور نہ خود اس نے اپنے ہاتھ سے طلاق نامہ لکھا بلکہ لکھنے والے علی اظہر پردھان عرف مسٹر ہیں، لکھنے کے بعد مسٹر اور لڑکی کے بھائی نے میرے لڑکے سے کہا کہ دستخط کر دو، تب اس نے دستخط کیا۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں جبکہ زبان سے لفظ طلاق استعمال نہیں کیا صرف دستخط کر دیا تو کیا طلاق واقع ہو جائے گی؟ نوٹ: لڑکے کا کہنا یہ بھی ہے کہ میں نے خوشی سے دستخط نہیں کئے بلکہ والدین کی ناراضگی کے خوف سے کر دیا۔ از روئے شرع جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

صورتِ مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوگی، البتہ شوہر نے اگر طلاق نامہ پر دستخط کرتے وقت طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ ومستبین غیر مرسوم کالکتابة علی الجدران او اوراق الاشجار او علی الکاغذ لا علی الوجه المعتاد فلا یکون حجة الا بانضمام شئ اٰخر الیه کالنیة والاشهاد علیه والاملاء علی الغیر حتی یکتبه لان الکتابة قد تکون لتجربة ونحوها (شامی ج۵ ص ۴۷۰)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) (شامی ص:۲۴۶ ج:۳۔ کراچی)۔

ولو أکرها علی کتابته أو علی الإقرار به لا یقع۔ (سکب الأنهر ص:۸ ج:۲۔ فقیه الأمت)۔

الفقه علی المذاهب الأربعة ص:۲۵۸ ج:۴۔ بیروت۔

(۴) شامی ص:۲۳۶ ج:۳۔ کراچی۔

دھوکہ دیکر طلاق نامہ پر دستخط کرایا، کیا حکم ہے؟

سوال: چند لوگوں نے مل کر ایک تحریر لکھی، مجھ کو بلا کر بلا سنائے بلا دکھائے کہا کہ اس تحریر پر دستخط کرو، میں نے دستخط کر دیا، اور مجھ کو معلوم نہیں کہ اس تحریر میں کیا لکھا ہوا ہے، بعد میں معلوم ہوا کہ تحریر تمہارے طلاق کی تھی۔ ایا اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

تحریر میں جو مضمون تحریر ہے اگر واقعہ وہی ہے تو اس صورت میں صرف دستخط سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ولو أکره علی کتابته أو علی الإقرار به لا یتع۔ (سکب الأنهر ص:۸ ج:۲۔ فقیه الأمت)۔

الفقه علی المذاهب الأربعة ص:۲۵۸ ج:۴۔ بیروت۔

شامی ص:۲۳۶ ج:۳۔ کراچی۔

فتاویٰ قاضی خان علی هامش الهندیة ص:۴۷۲ ج:۱۔ رشیدیة۔

مطلقہ مغلظہ کا مسئلہ

سوال (۷۲۳): زید نے اپنی بیوی فاطمہ کو طلاق مغلظہ دی، اس کے بعد فاطمہ نے دوسرے شوہر راشد سے نکاح کر لیا، ابھی ہم بستری کی نوبت بھی نہیں آئی تھی کہ زید نے راشد سے جبراً طلاق لے لی، راشد نے دو طلاق دیدی، دریافت طلب امر یہ ہے کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اسی طرح حلالہ کا ثبوت ہوا یا نہیں؟ قرآن وحدیث شریف کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہوگئی، لیکن فاطمہ ابھی زید کے لئے حلال نہیں ہے، کیونکہ اسکے لئے زوج ثانی راشد کا فاطمہ سے ہمبستری کرنا ضروری ہے اور یہاں یہ مفقود ہے ویقع طلاق زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مکرها، فان طلاقه صحیح، قوله فان طلاقه صحیح، ای طلاق المکره (شامی ج۲ ص۴۲۱)(۱) لا ینکح مطلقة من نکاح صحیح نافذ کما سنحققه بها، ای بالثلاث، لو حرة وثنتین لو امة، ولو قبل الدخول وما فی المشکلات باطل او مؤل کما مر، حتی یطأها غیره ولو الغیر مراهقا، بنکاح وتمضی عدته (شامی ج۲ ص۵۳۸)(۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ویتع طلاق کل زوج بالغ عاقلٍ ولو عبداً أو مکرهاً فإن طلاق صحیح أی طلاق المکره۔ (الدر المختار مع الشامی ص:۲۳۵ ج:۳۔ کراچی)۔

ملتقی الأبحر ص:۲۶۲ ج:۱۔ مؤسسة الرسالة۔

هدایة ص:۳۵۸ ج:۲۔ اشرفی بک ڈپو دیوبند۔

ولا ینکح۔۔۔۔ وھنی عدتہ۔ (شامی ص:۴۱۰ ج:۳۔ کراچی۔

فتح القدیر ص:۱۳۱ر ج:۴۔ دار احیاء التراث العربی۔

لفظ طلاق تین مرتبہ بلا ''واؤ'' کے کہا، کیا حکم ہے؟

سوال (۷۲۴): شوہر بیوی کے درمیان تو تو میں میں ہوئی، اور شوہر نے اپنی بیوی سے تین مرتبہ کہا طلاق، طلاق، طلاق تو کتنی طلاق واقع ہوئی؟ اب دونوں کے درمیان سابق زوجیت باقی رہی یا نہیں؟ زوجین ایک ساتھ رہ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں لفظ طلاق بغیر ''واؤ'' تین مرتبہ کہنے سے اگر تین طلاق مغلظ مراد لیا ہے تو تین طلاق مغلظ واقع ہوئی ورنہ ایک طلاق رجعی ہوئی۔ کما فی الفتاوی الھندیة. (۱) رجل قال لامراته انت طالق انت طالق انت طالق فقال عنیت بالاولی الطلاق وبالثانیة والثالثة افهامها صدق دیانة وفی القضاء طلقت ثلاثا کذا فی فتاوی قاضی خاں۔ لہٰذا پہلی صورت میں تین طلاق مراد لینے میں سابقہ زوجیت فسخ اور ختم ہوچکی ہے، اس کے ساتھ مصاحبت، مجالست، اور مباشرت سب شرعا ناجائز اور حرام ہیں، اور دوسری صورت ایک طلاق مراد لینے میں رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) (الفتاویٰ الھندیہ ص:۴۲۳ ج:۱۔ زکریا)۔

(۲) ولو کرَّرَ لفظ الطلاق وقع الکل۔ (الدر المختار مع الشامی ص:۲۹۳ ج:۳۔ کراچی)۔

(۳) متی کرَّرَ لفظ الطلاق بحرف الواو أو بغیر حرف الواو یتعدد الطلاق۔ (ھندیہ ص:۴۲۳ ج:۱۔ زکریا)۔

بیوی کا نام لئے اور اسے مخاطب کئے بغیر لفظ طلاق کہا، کیا حکم ہے؟

سوال (۷۲۵): زید کی بیوی حاملہ ہے، اس کو اپنی بیوی سے بہت ہی کم محبت ہے، آپس میں ہمیشہ تو تو میں میں ہوتی رہتی ہے، ایک دن چند لوگوں کے سامنے دوران گفتگو زید نے اپنی بیوی کا نام لئے بغیر چند مرتبہ طلاق طلاق طلاق طلاق کہا، ایا صورت مذکورہ میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کون سی؟

نیز ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے کتنی طلاق واقع ہوتی ہے؟ ایک یا تین؟ دونوں کو مکمل وضاحت کے ساتھ تحریر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں تین طلاق کی نیت سے مغلظ طلاق واقع ہوئی ہے۔ کیونکہ قرینہ (یعنی آپس میں ہمیشہ تو تو میں میں ہونا اور لوگوں کا اس کو سمجھانا) یہ ہے کہ زید نے اپنی ہی بیوی کو طلاق دی ہے، اس لئے کہ طلاق کا محل وہی ہے۔ اور کتب فقہ میں تصریح ہے کہ عادۃً جس کی بیوی ہوتی ہے وہ اسی کی طلاق پر قسم کھاتا ہے، جیسا کہ شامی میں ہے ولا یلزم کون الاضافة صریحة فی کلامه کما فی البحر لو قال طالق فقیل له من عنیت فقال امرأتی طلقت امرأته الخ ثم قال ویؤیده ما فی البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت المرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتی یصدق اه ویفهم من انه لو لم یقل ذلك تطلق المرأة لان العادة ان من له امرأة انما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها (شامی ج ۲ ص ۴۲۹، ۲۳۰) (۱) اب اگر دوبارہ زید اس عورت کو اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہے تو بچہ کی ولادت کے بعد حلالہ ضروری ہے۔ ہدایہ میں ہے: وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة او ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها والاصل فیه قوله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح

زوجا غیرہ والمراد الطلقة الثالثة الخ (ہدایہ ج ۲ ص ۳۷۹ باب الرجعۃ) (۲)

التعلیق والتخریج

(۱) (شامی ص: ۴۲۹-۳۰ ج: ۲ نعمانیہ۔

(۲) (ہدایہ ص: ۳۹۹ ج: ۲ اشرفی دیوبند)

ہندیہ ص: ۵۳۵ ج: ۱ زکریا۔

فتح القدیر ص: ۱۳ ج: ۴ دار إحیاء التراث۔

''میں بیوی نہیں رکھوں گا'' اور قرآن اٹھالیا، کیا حکم؟

سوال (۷۲۶): میری بیوی دادی کے مرنے کے بعد آئی دوسرے دن، میں غصہ میں تھا اس بات پر میں نے قرآن اٹھالیا اور کہا کہ میں اس کو نہیں رکھوں گا، اس بات سے طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

نکاح ایک عظیم نعمت ہے، آپسی تعلق اور محبت ومودت کا ایک اہم ذریعہ ہے، اس کے برخلاف طلاق آپسی بگاڑ، اور باہمی تنازع اور جھگڑے کا سبب ہے، اور اللہ ورسول اور تمام لوگوں کے نزدیک بہت مبغوض اور ناپسندیدہ چیز ہے۔ (۱) جب انسان کو اپنی بیوی یا کسی اور پر کسی وجہ سے غصہ آئے تو چاہئے کہ غصہ کو دبالے اور ہوش کو برقرار رکھے اور ایسا فعل نہ کرے کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکالے جس سے آئندہ شرمندگی ہو اور ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے۔

بہر حال صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ شوہر کا قول ''میں اس کو نہیں رکھوں گا'' صیغہ استقبال ہونے کی وجہ سے کسی قسم کی طلاق پر دال نہیں، (۲) جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری (۳) میں ہے ''کنتم لانہ استقبال فلم یکن تحقیقا بالتشکیک وفی المحیط لو قال فی العربیۃ اطلق لا یکون طلاقا الا اذا غلب استعمالہ للحال فیکون طلاقا'' (عالمگیری ج ۱ ص ۳۸۴) فتاویٰ دار العلوم

میں ہے: (۴)

سوال: زید نے اپنی بیوی کو مار پیٹ کر گھر سے باہر نکال دیا اور یہ الفاظ کہے ''خدا کی قسم اس عورت کو میں کبھی نہیں رکھوں گا'' الخ

جواب: اس صورت میں زید کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی کیوں کہ صیغہ استقبال میں اگر صریح الفاظ طلاق کے ساتھ بھی تکلم کرے تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، مثلاً اگر یوں کہے کہ خدا کی قسم میں تجھ کو یا اس کو طلاق دیدوں گا تو بھی اس سے طلاق نہیں پڑتی (فتاویٰ دار العلوم ج ۹ ص ۴۷)

خلاصہ یہ کہ صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی، نکاح علی حالہ باقی ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) عمر ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: أبغض الحلال إلی اللہ الطلاق۔ (سنن أبی داؤد ص: ۲۹۶ ج بلال)۔

(۲) کنتم لأنہ استقبال۔۔۔ دفیکون طلاقاً۔ (ہندیۃ ص: ۳۸۴ ج: ۱۔ رشیدیۃ)۔

(۲) ولو قال أطلقك لم یقع۔ (سکب الأنہر ص: ۱۴ ج: ۲۔ فقیہ الامت)۔

(۴) فتاویٰ دار العلوم دیوبند ص: ۴۷ ج: ۹۔

بیوی نے شوہر کو ''ابا'' کہہ دیا، کیا حکم ہے؟

سوال (۷۲۷): زید اپنی بیوی کی پٹائی کر رہا تھا، تو بیوی نے زید سے کہا کہ ''ابا چھوڑ دیجئے'' تو کیا شوہر کو ابا کہنے سے نکاح ٹوٹ گیا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

صورت مذکورہ میں نکاح علی حالہ باقی ہے، کیونکہ شوہر کو ابا کہنا مفسدات نکاح میں سے

نہیں ہے۔کما ہو مذکور فی کتب الفقہ (فتاوی رشیدیہ)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

ان شاء اللہ کے ساتھ طلاق دینے کا حکم

سوال (۷۲۸): زید نے اپنی بیوی سے کہا میں نے تجھ کو تین طلاق دیدی، اور انشاء اللہ متصلاً کہا۔تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

صورت مسئولہ میں وقوع طلاق (جزا) مشیت خداوندی (شرط) پر معلق ہے، اور جزا کا وجود شرط کے وجود پر موقوف ہوتا ہے، اور خدا کی مشیت کا علم کسی کو نہیں۔گویا کہ ”تینوں طلاق دیدی“ کا جملہ معدوم ہے، اور شوہر نے اس کا تکلم ہی نہیں کیا ہے، بنا بریں کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔ کما فی الھدایہ: واذا قال لامرأته انت طالق ان شاء الله تعالیٰ متصلا لم یقع الطلاق لقوله ﷺ من حلف بطلاق او عتاق وقال ان شاء الله تعالیٰ متصلاً به لا حنث علیه ولانه بصورة الشرط فیکون تعلیقا من الوجه وانه اعدام قبل الشرط والشرط لا یعلم ھٰھنا فیکون اعدامه من الاصل (ج ۲ ص ۳۶۹)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) إذا قال لامرأته أنت طالق إن شاء الله۔۔۔ الخ۔ (هداية ص:۳۸۹ ج:۲۔ اشرفی بک ڈپو دیوبند)۔

ولا تطلق فی أنت طالق إن شاء الله متصلاً۔ (کنز الدقائق ص:۱۲۸)۔ رشیدیة۔

دو طلاق رجعی کا حکم

سوال (۷۲۹): (۱) زید نے اپنی بیوی کو کسی وجہ سے طلاق دیدیا پھر معاً دوسرے تیسرے روز ہی زن و شوہر نے آپسی تعلقات قائم کرلیا اور تاہنوز ایک ساتھ رہتے سہتے ہیں، اور اب دونوں کے تعلقات بھی خوشگوار ہیں، مگر کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ایسی صورت میں دوبارہ نکاح کرنا چاہئے؟ شریعت مطہرہ اس سلسلہ میں کیا رہنمائی کرتی ہے؟ واضح ہو کہ مرد و عورت دونوں طلاق کے مقر ہیں۔

(۲) طلاق رجعی، طلاق بائن، طلاق مغلظہ کی کیا شکلیں ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

(۱) برتقدیر صحت سوال مرد نے اگر صراحۃً دو ہی مرتبہ طلاق طلاق یا بیک زبان دو طلاق کہا ہے تو اس سے بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئی، اور زن و شوہر کے تعلقات مدت عدت میں قائم کرنے سے بیوی سابق نکاح میں علی حالہ باقی ہے، نکاح ثانی کی کوئی ضرورت نہیں، واذا طلق الرجل امرأته رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها رضیت بذالك اولم ترض (ہدایہ ج ۲ ص ۳۷۴)(۱)

(۲) صریح لفظ طلاق ایک یا دو مرتبہ کہنے سے رجعی اور کنائی الفاظ طلاق جیسے جواب دیا، چھوڑ دیا وغیرہ دو مرتبہ تک کہنے سے طلاق بائن اور تین مرتبہ صریح یا کنائی الفاظ سے طلاق دینے سے طلاق مغلظہ واقع ہوتی ہے۔ الطلاق علی ضربین صریح و کنایة فالصریح قوله انت طالق ومطلقة فهذا یقع به الطلاق الرجعی (ہدایہ ج ۲ ص ۳۳۹)(۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (ہدایہ ص:۳۹۴ ج:۲۔اشرفی بک ڈپو دیوبند)۔

الفقہ الاسلامی ص:۶۹۵۵ ج:۹۔دارالفکر المعاصر۔

ملتقی الأبحر ص:۲۷۵ ج:۱ مؤسسۃ الرسالۃ۔

(۲) ہدایہ ص:۳۵۹ ج:۲۔اشرفی بک ڈپو دیوبند۔

ایک صورت طلاق مغلظہ کی

سوال: مفتی صاحب عرض اینکہ ساس نے داماد کی کسی غلطی پر کہہ دیا ہم کو معلوم رہتا کہ لڑکا ایسا ہے، تو ہم اپنی بیٹی کی شادی اس لڑکے سے ہرگز نہ کرتے۔ اسی دن لڑکا کو سسرال سے اپنے گھر بھی جانا تھا، گھر جا کر زبان سے تین چار بار طلاق طلاق طلاق نکل گیا۔ ایا صورت مذکورہ میں طلاق پڑی یا نہیں؟ اگر پڑی تو کتنی اور کون سی؟ آپ میاں بیوی کا ایک ساتھ رہنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

طلاق دینا بہت ہی بری اور ناپسندیدہ چیز ہے۔(۱) طلاق دینے سے زمین وآسمان اور اس کے درمیان کی ساری چیزیں کانپ جاتی ہیں۔ سخت مجبوری کی حالت میں طلاق دینا جائز ہے جس کے صحیح اور جائز طریقے فقہ وفتاویٰ کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں ان طریقوں کو معلوم کرنا شرعاً لازم وضروری ہے لیکن جب لڑکے نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی تو اس سے اس کی بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، رشتۂ نکاح بالکل ختم ہو چکا ہے اور بیوی نکاح سے نکل چکی ہے، اب دونوں کا ایک ساتھ رہنا شرعاً جائز نہیں۔ البتہ اگر دوبارہ لڑکا اس بیوی کو اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہے تو شرعی حلالہ ضروری ہے، اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ کما فی الهدایه: وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بها او یموت عنها، والاصل فیه

قوله تعالیٰ، فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره (ہدایہ ج۲ ص۳۹۹) ہکذا فی الفتاویٰ الہندیہ ج۱ ص۴۷۳)(۳)

خلاصہ یہ کہ صورت مسئولہ میں تین طلاق واقع ہو چکی ہے، رشتہ ازدواجیت بالکل ختم ہو چکا ہے، دوبارہ زوجیت میں لانے کے لئے شرعی حلالہ ضروری ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) عن ابن عمر رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: أبغض الحلال إلى الله الطلاق. (سنن أبي داؤد ص:۲۹۶ ج:۲۔ بلال).

(۲) (ہدایہ ص:۳۹۹ ج:۲۔اشرفی دیوبند)۔

(۳) ہندیہ ص:۵۳۵ ج:۱۔زکریا۔

(۴) فتح القدیر ص:۳۱ ج:۴۔دار إحیاء التراث۔



باب التعلیق

طلاقِ مشروط کی ایک شکل

سوال (۷۳۱): زید نے غصہ کی حالت میں یونہی بیوی سے کہا کہ اگر ہمارا استعمال کیا ہوا صابن تم نے کبھی اپنے مصرف میں استعمال کیا تو تم پر تین طلاق اور یہ کہے ہوئے کئی سال گذر گئے اب زید اپنا استعمال کیا ہوا صابن اپنی بیوی کو استعمال کرنے کی اجازت دینا چاہتا ہے دے سکتا ہے یا نہیں یا اس کی کیا صورت ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

اس کی آسان صورت یہ ہے کہ بیوی کے لئے ایک دو درجن صابون الگ سے خرید کر رکھ دے اور بیوی اسی کو استعمال کرے لیکن اگر شوہر کا استعمال کیا ہوا صابون استعمال کرلیا تو شرط کے مطابق تین طلاق واقع ہوجائے گی۔(۱) چاہے یہ کہے کئی سال کیوں نہ ہوگئے ہوں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً. (هنديه ص:۴۸۸ ج:۱۔ زکریا)۔

تحل أي تبطل اليمين ببطلان التعليق. (الدر المختار مع الشامي ص:۳۵۲ ج:۳۔ کراچی)۔

إذا وجد الشرط انتهت اليمين إلا في كلما. (مجمع الأنہر ص:۵۹ ج:۲۔فقیہ الأمت)۔

تبیین الحقائق ص:۲۳۴ ج:۲۔امدادیہ ملتان۔

البحر الرائق ص:۱۴ ج:۴۔سعید۔

مشروط طلاق کا حکم

سوال (۷۳۲): زید بازار کرکے گھر کے اندر داخل ہوا تو زید کی بیوی کسی ضرورت سے باہر جارہی تھی دروازہ پر جب پہونچی تو زید نے کہا کہ اگر تمہارا قدم دروازہ سے باہر نکلا تو تم پر طلاق، وہیں سے زید کی بیوی واپس لوٹ آئی، زید نے اجازت دی کہ اب تم باہر جاسکتی ہو ایسی صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں اگر ہوئی تو کون سی؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورت مسئولہ میں ہندہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی ولو ارادت المرأة الخروج فقال الزوج ان خرجت فانت طالق تقيد الحنث بالفعل فورًا فلو لبث ساعة ثم فعلت لا يحنث الحالف وهذه يمين الفور مجمع الأنهر مع ملتقى الابحر ج۱ ص۵۵۵(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (مجمع الأنہر ص:۲۸۷ ج:۲۔فقیہ الامت)۔(باب الیمین فی الدخول والخروج والانیان والسکنی)۔

النہر الفائق ص:۷۳ ج:۳۔زکریا۔

ملتقی الأبحر ص:۳۲۱ ج:۱۔موسسۃ الرسالۃ۔

طلاق مشروط کی ایک شکل

سوال (۷۳۳): ہندہ اپنے شوہر سے الجھ کر بار بار یوں کہتی کہ مجھ کو کرایہ دیدو میں چلی جاؤں گی زید نے ہندہ کے کہنے پر جب کبھی کرایہ دیا تو ہندہ نے جانے سے انکار کردیا، پھر ہندہ نے وہی الفاظ دہرائے تو زید نے غصہ میں یوں کہا کہ اب کی نہ گئی تو تم کو طلاق، زید

نے نہ کرایہ دیا اور نہ ہندہ جانے پر تیار ہوئی، ایسی صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور ہوئی تو کون سی؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

طلاق واقع نہیں ہوئی ففی جمیعها ای جمیع الالفاظ اذا وجد الشرط انتهت الیه الیمین الخ ملتقی الابحر ج ۱ ص ۴۱۸ باب التعلیق (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) ملتقى الأبحر ص:۲۷[illegible] ج:۱۔ مؤسسة الرسالة۔

تنحل أي يبتطل اليمين ببطلان التعليق۔ (الدر المختار مع الشامي ص:۳۵۲ ج:۳۔ کراچی)۔

مجمع الأنہر ص:۵۹ رج:۲۔ فقیہ الامت۔

تبین الحقائق ص:۲۳۴ رج:۲۔ امدادیہ ملتان۔

البحر الرائق ص:۱۴ رج:۴۔ سعید۔

طلاق کو شرط پر معلق کرنے کے بعد شوہر نے رجوع کرلیا کیا حکم ہے؟

سوال: زید نے اپنی عورت ہندہ سے کہا کہ اگر تو محمد علی کمپاؤنڈ گئی تو تجھے طلاق بعد ازاں زید نے اپنے قول سے رجوع کرلیا، اور کہا کہ اگر اب گئی تو تمہیں طلاق نہیں، اس رجوع کے بعد ہندہ محمد علی کمپاؤنڈ چلی گئی تو آیا صورت مسئولہ میں ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورت مسئولہ میں ہندہ پر طلاق ہوگئی (کما فی الهدایہ (۱) ج ۲ ص ۳۸۵) باب الایمان فی الطلاق اذا اضافه (الطلاق) الی شرط وقع عقیب الشرط

مثل ان یقول لامرأته ان دخلت الدار فانتِ طالق وهذا بالاتفاق وهکذا فی الدر المختار علی هامش رد المحتار (ج ۲ ص ۵۰) (۲)

اور زید کے رجوع کرنے سے کچھ فائدہ نہیں، کیونکہ طلاق معلق بالشرط ہے اور اس میں رجوع کرنے سے تعلیق باطل نہیں ہوتی اور تعلیق اس وقت تک باطل نہیں ہوگی جب تک کہ کم از کم ایک مرتبہ شرط نہ پائی جائے، جب ایک مرتبہ شرط پائی جائے گی تب تعلیق باطل ہوجائے گی کما فی الدر المختار بحوالہ سابق

ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرةً وفی فتح القدیر باب الیمین فی العتلق والطلاق ج ۴ ص ۴۳۴ لو قال ان دخلت الدار فانتِ طالق ...... فانقضت عدتها فدخلت انحلت الیمین. (۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) وإذا أضاف الطلاق۔۔۔ وهذا بالاتفاق۔ (هدایه ص:۳۸۵ ج:۲) باب الإيمان في الطلاق۔

(۲) (شامی ص:۳۵۲ ج:۳۔ کراچی)۔

(۳) تنحل أي تبطل اليمن ببطلان النعليق إذا وجد الشرط مرة۔ (شامي ص:۳۵۲ ج:۳۔ کراچی)۔

فتح القدیر ص:۴۳۴ رج:۴۔ دار إحیاء التراث۔

إذا وجد الشرط انتهت اليمين إلا في كلها۔ (مجمع الأنهر ص:۵۹ ج:۲۔ فقيه الامت)

تبیین الحقائق ص:۲۳۴ رج:۲۔ امدادیہ ملتان۔

البحر الرائق ص:۱۴ رج:۴۔ سعید۔

معلق بالشرط طلاق کا حکم

سوال (۷۳۵): زید نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو کہا کہ اگر ہمارا استعمال کیا ہوا صابن تم نے کبھی اپنے مصرف میں استعمال کیا تو تم پر تین طلاق اور یہ کہے ہوئے کئی سال گذر گئے اور زید اپنا استعمال کیا ہوا صابن اپنی بیوی کو استعمال کرنے کی اجازت دینا چاہتا ہے دے سکتا ہے یا نہیں یا اس کی کیا صورت ہے **بینوا توجروا**

الجواب: حامدًا ومصلیًا

اس کی آسان صورت یہ ہے کہ بیوی کے لئے ایک دو درجن صابون الگ سے خرید کر رکھ دے اور بیوی اسی کو استعمال کرے لیکن اگر شوہر کا استعمال کیا ہوا صابون استعمال کرلیا تو شرط کے مطابق تین طلاق واقع ہوجائے گی۔ چاہے یہ کہے کئی سال کیوں نہ ہوگئے ہوں۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً. (هنديه ص:۴۸۸ ج:۱. زکریا).

تنحل أي تبطل اليمين ببطلان التعليق. (الدر المختار مع الشامي ص:۳۵۲ ج:۳. کراچی).

إذا وجد الشرط انتهت اليمين إلا في كلها. (مجمع الأنهر ص:۵۹ ج:۲. فقيه الأمت).

تبیین الحقائق ص:۲۳۴ ج:۲. امدادیہ ملتان۔

البحر الرائق ص:۱۴ ج:۴. سعید۔

طلاق معلق کی تنسیخ کا حیلہ

سوال (۷۳۶): زید نے اپنی منکوحہ بیوی رضیہ خاتون کو ایک طلاق بائن دیدیا پھر رجعت کے وقت زید سے رضیہ کے میکہ والوں نے یہ شرط لگائی کہ اگر تم مندرجہ منسلک تحریر پر دستخط کرو تو رجعت و رخصتی ہوسکتی ہے۔ ورنہ نہیں۔ لہٰذا زید نے مجبور ہوکر آمادگی ظاہر کی اور میکہ والوں نے تحریر لکھا کر دستخط کرالیا کہ اگر رضیہ خاتون کی زندگی میں کسی بھی دوسری عورت سے نکاح کروں تو دوسری منکوحہ کو تین طلاق مغلظہ واقع ہو۔

(۱) دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مذکورہ پر زید کے لئے دوسرے نکاح کی گنجائش ہے یا نہیں۔ اور تعلیق کے ختم ہونے کی جو صورت ممکن ہو تحریر فرمایا جائے۔ کیونکہ مذکورہ بالا تعلیق کی وجہ سے اور میکہ والوں کی بداخلاقیوں سے تنگ آکر ہی طلاق پر اقدام کیا تھا۔ اب وہی بداخلاقیاں دوسرے نکاح کے بعد بھی سامنے ہیں۔

(۲) یہ تعلیق ابدی ہوگی۔ یا جب تک وہ بیوی نکاح میں باقی رہے۔ نیز طرفین کی رضامندی سے تعلق پر ترمیم و تنسیخ ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(۳) نیز یہ بتایا جائے کہ اس محرم کی تحریر لکھنے اور لکھانے اور زید کو مقید کرنے پر پیش پیش جو صاحب رہے ہیں ان کا شرعاً یہ فعل کیسا ہے؟ اور شرع سے ان کے لئے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

صورت مسئولہ میں زید اپنی تحریر (اگر رضیہ خاتون کی زندگی پر کسی بھی دوسری عورت سے نکاح کروں تو دوسری منکوحہ کو تین طلاق مغلظہ واقع ہو) کے مطابق جس عورت سے بھی رضیہ کی زندگی پر نکاح کرے گا وہ مطلقہ ہوکر نکاح سے نکل جائے گی: ”شرطة الملك كقوله لمنكوحته إن ذهبت فأنت طالق أو الإضافة إليه أي الملك الحقيقي أو الحكمي كان نكحت امرأة أو إن نكحتك فأنت طالق و كذا كل امرأة

الخ‘‘(تنویرالابصارمع الدر:۴؍۴۹۴)(۱)اب اگر زید رضیہ کی زندگی پر دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ زید کا کوئی دوست از خود کسی عورت سے فضولی بنکر زید کا نکاح کردے اور اس کے بعد زید کو آکر اطلاع دے کہ میں نے تمہارا نکاح فلاں عورت سے کردیا ہے یہ خبر سن کر زید زبانی کچھ نہ کہے بالکل خاموش رہے۔ البتہ زید مقرر کردہ مہر نصف یا ثلث یا کم وبیش دوست کو دیدے یہ دوست لیجا کر بیوی کو پہونچادے اس کے بعد یہ عورت زید کے نکاح میں آجائے گی۔ زید اس سے تعلق از دواجیت قائم کرے۔ طلاق واقع نہیں ہوگی۔

اس کے بعد اگر چاہے تو رضیہ خاتون کو حسبِ اجازت شرعی اپنی زوجیت سے خارج کردے۔

’’والحلیة فیه ما فی البحر من أن یزوجه فضولی ویجیز بالفعل کسوق الواجب إلیها الخ‘‘(ردالمحتار:۲؍۴۹۵)(۲)

’’فی البحر عن البزازیه التزوج فعلًا اولی من فسخ الیمین فی زماننا وینبغی ان یجئ الی عالم ویقول له ما حلف واحتیاجه الی نکاح الفضولی فیزوجه العالم امرأة ویجیز بالفعل فلا یحنث الخ‘‘(شامی:۲؍۴۹۷)(۳)

’’حلف لا یتزوج فزوجه فضولی فاجاز بالقول حنث وبالفعل لا یحنث به یُفتٰی خانیه.‘‘بالفعل’’کبعث المهر او بعضه بشرط ان یصل الیها وقیل الوصول لیس بشرط‘‘(النہر)(۴)

’’کل امرأة تدخل فی نکاحی او تصیر حلالی فکذا فاجاز نکاح فضولی بالفعل لا یحنث‘‘(رد المحتار مع الدر المختار:۳؍۱۳۷)مطلب’’قال کل امرأة تدخل فی نکاحی فکذا‘‘(۵)

اگر تحریر لکھوانے والوں کے علم میں رضیہ اور اس کے گھر والوں کی زیادتی تھی تو زید کو

اس انداز سے مقید نہیں کرنا چاہئے تھے۔ ان کا یہ فعل اس صورت میں مستحسن نہیں۔ اور اگر زید کی غلطی تھی تو وہ لوگ قابل عتاب نہیں واللہ اعلم بحقیقة الحال امید کہ سارے شکوک کے ازالہ کے لئے مذکورہ بالا تحریر کافی ہوگی۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی بات قابل دریافت طلب ہو تو معلوم کرلیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) الدر المختار ص:۳۴۴ ج:۳۔ کراچی۔

(۲) شامی ص:۴۹۵ ج:۲۔ نعمانیہ۔

(۳) شامی ص:۴۹۷؍ج:۔ نعمانیۃ۔

(۴) ردالمحتار مع الدر المختار ص:۱۳۷ ج:۳۔ نعمانیہ۔

إذا قال کل امرءة اتزوجها منهی طالق فزوجه فضولی فأجاز بالفعل بأن ساق المهر ونحوه لا تاطالق. (فتح القدیر ص:۱۰۶ ج:۴۔ زکریا)۔

(۶) فتاویٰ قاضی خان ص:۵۶۰؍ج:۱۔ دار الکتب العلمیۃ۔

(۷) النہر الفائق ص:۱۲۱؍ج:۳۔ زکریا۔

وقوعِ شرط سے پہلے طلاق کا حکم

سوال (۷۳۷): طلاق مشروط میں وقوع شرط سے پہلے اگر طلاق صریح کا استعمال کیا جائے تو کونسی طلاق واقع ہوگی۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

طلاق مشروط میں وقوع شرط سے پہلے اگر طلاق صریح دیدی تو وہ واقع ہوجائے گی خواہ ایک ہو یا دو۔ ’’ولو قال لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق ثلاثًا وطلقها واحدة أو ثنتین قبل دخول الدار فتزوجت بزوج آخر، دخل بها ثم

عادت الزوج الاول فدخلت الدار طلقت ثلاثًا فی قول ابی حنیفة وابی یوسفؒ کذا فی البدائع ''(ہندیہ:۱/۴۱۶)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) الفتاویٰ الہندیہ ص:۲۵۷ ج:۱۔رشیدیہ۔

فیثبت له حکم طالقٍ و کذا کان عندنا من التصریح لا یحتاج إلی النیة۔ (البحر الرائق ص:۲۵۹ ج:۳۔ سعید)۔

شامی ص:۲۴۷ ج:۳۔کراچی۔

طلاق ارادہ معلق بالشرط کا حکم

سوال (۷۳۸): میری شادی سگی خالہ کی لڑکی کے ساتھ ہوئی ہے ہماری بیوی سے اور ہماری چھوٹی بہن جوکہ ہم عمر ہے ہمیشہ ٹکراؤ ہوتی رہتی ہے جس کی وجہ سے ہمارے سسرال والے ایک خط ہمارے سالے کے یہاں اسی بات کو لکھ دیا تو ہمارے سالے نے ہماری بہن کے پاس الٹا سیدھا خط لکھ دیا میری بہن نے وہ خط مجھے دکھلایا جس سے مجھے غصہ آیا اور یہ جملہ میں نے اپنی زبان سے کہا کہ اگر عمران (میرا سالہ) ہمارے دروازے پر آئے گا تو طلاق واجب سمجھو حالانکہ ہمارے دل میں کبھی طلاق دینے کا کوئی ارادہ نہ تھا اور نہ کوئی ارادہ ہے صرف خط کی وجہ سے غصہ میں میرے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے۔میری عورت مجھ سے کہتی ہے کہ تمہاری بہن کی وجہ سے میرا بھائی چھوٹ گیا اب وہ یہاں نہیں آسکتا۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

عمران جب بھی حسبِ شرط دروازہ پر آئے گا آپ کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوجائے گی ''وعلی هذا الخلاف إذا قال لها إن فعلت کذا فطلاقك علیّ

واجب أو قال لازم او قال ثابت ففعلت'' واختیار الصدر الشهید الوقوع فی الکل کذا فی المحیط. الفتاویٰ الهندیه: ۱/ ۳۵۵، الباب الثانی فی ایقاع الطلاق۔(۱)

اور اس کا حل یہ ہے کہ عمران گھر آئے اور شرط کے مطابق آپ کی بیوی پر طلاق واقع ہو اور اس کے بعد آپ رجعت کرلیں یعنی زبان سے کہہ دیں کہ میں نے رجوع کیا یا جماع کرلیں۔(۲) بیوی زوجیت میں لوٹ آئے گی اسکے بعد عمران آتا جاتا رہے طلاق واقع نہیں ہوگی۔البتہ آئندہ آپ صرف دو طلاق کے مالک رہیں گے۔لہٰذا سنبھال کر رکھنی ہوگی۔

چرا عاقل کند کارے کہ بعد آید پشیمانی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) الفتاویٰ الہندیہ ص:۳۵۵ ج:۱۔رشیدیہ۔

وإذا أضافه إلی الشرط وقع عقیب الشرط التفاقاً۔ (هندیه ص:۴۸۸ ج:۱۔ زکریا)۔

(۳) إذا وجد الشرط انتهت الیمین۔ (مجمع الأنهر ص:۵۹ ج:۲۔ فقیه الامت)۔

(۴) والرجعة أن یقول: رجعتك۔ وراجعت امرأتی هذا صریح فی الرجعة۔ أو یطأها أو یقبلها أو یلمسها بشهوة۔۔۔۔ ویستحب أن یشهد علی الرجعة۔ (هدایه ص:۳۹۵ ج:۳۔ اشرفی بك ڈپو دیوبند)۔

(۵) البحرالرائق ص:۵۱/ج:۴۔سعید۔

(۶) شامی ص:۳۹۹/ج:۳۔کراچی۔

(۷) تبیین الحقائق ص:۲۵۱/ج:۲۔امدادیہ ملتان۔

طلاق معلق کا حکم

سوال (۷۳۹): حافظ حامد نے اپنی بیوی جمیلہ کو یہ لکھ دیا کہ دوشنبہ کو چار بجے تک اپنے میکہ سے میرے گھر نہیں پہونچتی ہو تو میں نے طلاق بائن دیا اگر حافظ صاحب کی بیوی بجائے چار بجے پہنچنے کے چھ بجے پہنچتی ہے یا ایسی صورت میں حافظ حامد کی بیوی کو طلاق پڑے گی یا نہیں اگر پڑے گی تو کون سی بائن یا رجعی؟

پھر اس واقعہ کے ایک سال بعد اسی بیوی سے ایک بچہ پیدا ہوتا ہے آیا یہ بچہ حرامی ہوگا کہ نہیں۔ چونکہ یہ بچہ طلاق کے ایک سال بعد پیدا ہوا ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

طلاق کو کسی امر پر معلق کرنے کے بے شمار نظائر کتب فقہ میں مذکور ہیں یہ امر محتاج اثبات نہیں، زمانہ کی طرف نسبت کسی خاص یوم اور وقت کی طرف اضافت کی صحت پر بھی نظائر تمام کتب فقہ وفتاویٰ میں موجود ہیں یہ بھی محتاج اثبات نہیں فقہاء کرام نے طلاق کو معلق کرنے کی صورت میں تصریحات طلاق کا اعتبار بھی کیا ہے کما ہو مصرح فی کتب الفقہ اس لئے حافظ حامد نے جب طلاق کو دوشنبہ دن اور چار بجے وقت پر معلق کیا اور زوجہ چار بجے نہیں آئی تو ان کی بیوی پر ان کی تصریح کے مطابق طلاق بائن پڑگئی۔

فی روایة اختتن ابراهيم وابن ثمانين سنة الشيخين (ابن المسيب) قال كان ابراهيم اول النّاس ضيّف الضيف واول الناس اختتن واول الناس قص شاربه الخ جمع الفوائد: ۱/ ۳۱۳۔ مذکورہ بالا عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ختنہ کرایا۔

سوال: ختنہ کی ابتدا کہاں سے ہوئی اور کس طرح ہوئی اور کیوں ہوئی؟

سوال: مرد عورت کے بالوں میں مانگ نکالنے کا مسنون طریقہ؟

سوال: سر کے بالوں کو مانگ نکال کر دو حصوں میں تقسیم کرنے میں کیا مردوں اور

عورتوں کے لئے الگ الگ مخصوص طریقے ہیں؟ اگر ہیں تو وہ کس طرح؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

روایات صحیحہ وصریحہ سے بالوں کا فرق (بیچ سے مانگ نکالنا) ثابت ہے۔ کما فی الترمذی وابی داؤد والنسائی۔ لہٰذا اگر کوئی مرد سنتی بال رکھے تو اس کے لئے بھی فرق مسنون ہے مرد وعورت کے بالوں میں فرق کے سواء کوئی فرق نظر سے نہیں گذرا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً. (هندية ص:۴۸۵ ج:۱) زكريا۔

(۲) لو قال رجل لامرأته أنت طالق غداً أو في غدٍ تطلق أي المرئة عند الصبح أي بطلوع الفجر الصادق من الغد. (كنز الدقائق ص:۱۱۷ ج: رشيدية).

(۳) تبطل اليمين ببطلان التعليق. (الدر المختار مع الشامي ص:۳۵۲ ج:۳۔ كراچی).

(۴) إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضاءها. (هندية ص:۵۳ ج:۱۔ زكريا).

طلاق معلق اور اس میں تخفیف کی ایک صورت

سوال (۷۴۰): زید نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں کہا کہ اگر تو فلاں سے بولے گی تو تجھے تین طلاق ہے۔ اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ اگر بیوی فلاں سے بولے گی تو طلاق واقع ہوجائے گی یا نہیں؟ اور اس سے بچنے کی کوئی صورت ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں، نوازش ہوگی۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

صورت مسئولہ میں بیوی جب تک فلاں سے نہیں بولے گی طلاق واقع نہیں ہوئی ہے۔ مگر فلاں سے بولے گی تو طلاق واقع ہوجائے گی اور شوہر کے لئے حرام ہوجائے گی، بدون شرعی حلالہ کے حلال نہ ہوگی۔ ”وإذا أضافه إلى شرط وقع عقيب الشرط“ (ہدایہ اولین ج ۲ ص ۳۶۵) (۱) البتہ تین طلاق سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ شوہر ایک طلاق رجعی دیکر بیوی کو الگ کردے۔ عدت کے بعد (تین حیض گذرنے کے بعد اور اگر حاملہ ہے تو وضع حمل کے بعد) بیوی فلاں سے بولے تو اس سے شرط پوری ہوجائے گی اور تین طلاق واقع نہ ہوگی کیوں کہ شرط پوری ہونے کے وقت نکاح میں نہیں ہے۔ اس کے بعد شوہر سے نکاح کرلے، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اب نکاح کرنے کے بعد پھر دوبارہ کبھی بھی فلاں سے بولے گی تو بولنے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور طلاق واقع نہیں ہوگی۔ درمختار میں ہے: ”وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا لكن إن وجد في الملك طلقت وعتقت والا لا فحيلة من علق الثلاث بدخول الدار ان يطلقها واحدة ثم بعد العدة فدخلها فتنحل اليمين فينكحها“۔ (درمختار باب التعلیق ج ۲ ص ۵۰۲) (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؒ

التعلیق والتخریج

(۱) وإذا أضافه إلى شرط وقع عقيب الشرط۔ (هداية ص:۳۸۵ ج:۲)۔

ہندیہ ص:۴۸۵ ج:۱ زکریا۔

الدر المختار مع الشامی ص:۳۵۲ ج:۳ کراچی۔

(۴) (مجمع الأنہر ص:۵۹ ج:۲ فقیہ الامت)۔

البحر الرائق ص:۱۴ ج:۴ سعید۔ (۶) شامی مع الدر المختار ص:۵۰۲ ج:۲ نعمانیہ۔

باب الخلع

خلع کے بعد حلالہ ضروری ہے یا نہیں؟

سوال (۷۴۱): زید نے ایک لڑکی سے شادی کی کسی وجہ سے کچھ دنوں کے بعد علیحدگی ہوگئی، اس کے بعد پھر دوسری شادی ہوئی، اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا، گھریلو کسی معاملہ میں جھگڑا وغیرہ کی وجہ سے بھاگ کر میکے چلی گئی اور عدالت میں مقدمہ دائر کرکے خلع چاہنے لگی، خلع ہوگیا، پھر کچھ دنوں کے بعد تیسری شادی ہوئی۔ اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس درمیان میں خلع شدہ بیوی ازخود شوہر سے تعلقات قائم کرنے لگی اور بلا حلالہ ونکاح شوہر کے گھر آگئی اور اب تک دونوں میاں بیوی کی طرح ایک ساتھ رہتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ تیسری والی بیوی کو چھوڑ دیا اور مہر وغیرہ سب کچھ ادا کردیا، قرآن وحدیث کی روشنی میں معتبر دلائل کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

خلع طلاق بائن ہے، (۱) اور طلاق بائن کے بعد اگر شوہر خلع شدہ بیوی کو اپنے پاس لانا چاہے تو شرعاً بلا حلالہ مہر جدید کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنا لازم اور ضروری ہے، (۲) اس کے بغیر اس بیوی کے ساتھ رہنا سہنا، کھانا پینا حرام اور ناجائز ہے، اس سے وطی کرنا زنا ہے، اس نطفہ سے پیدا ہونے والی اولاد حرامی اور ولد الزنا ہے۔

خلاصہ یہ کہ صورت مذکورہ میں زید پر دوسری بیوی کو اپنے پاس رکھنے کے لئے بلا حلالہ دوبارہ نکاح شرعاً لازم اور ضروری ہے بغیر نکاح کے اس بیوی کو اپنے پاس رکھنا ناجائز اور حرام ہے، اور عورت پر لازم ہے کہ وہ زید کے پاس سے چلی جائے اور اجنبیہ عورت کی طرح زید سے بالکل الگ تھلگ رہے ورنہ سخت گنہگار ہوگی، اور اب تک بغیر نکاح کے ایک ساتھ رہنے کی وجہ سے جو حرام فعل ہوا ہے، اس سے دونوں پر توبہ واستغفار لازم ہے ورنہ دنیا

وآخرت ہر جگہ اسے سزا بھگتنی پڑے گی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) وإن تشاق الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود الله فلا باس بأن تفتدي نفسها منه بمال يخلعها به. فإذا فَعَلَ ذلك وقع بالخلع تطليقه بائنة لقوله عليه السلام. (الخلع تطليقة بائنة. (ولأنه يحتمل الطلاق حتى صار من الكنايات والواقع بالكنايات بائن). (هداية ج:۲، ص:۴۰۴. تھانوی دیوبند).

اذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث، فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضائها. (الفتاویٰ الهنديه ج:۱، ص:۵۳۵). زکریا جدید.

(۳) وحكمه اى الخلع أن الواقع به ولو بلا مالٍ وبالطلاق اعلى مالٍ طلاق بائن. (الشامي ج:۲، ص:۴۴۴) سعید کراچی.

وينكح مبانته بما دون الثلاث في العدة وبعدها بالاجماع. (الشامي ج:۳، ص:۴۰۹. سعید کراچی).

(۵) الدر المختار ج:۱، ص:۲۴۰. دار الکتاب دیوبند.

بدچلن شوہر سے خلاصی کی صورت

سوال (۷۴۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ حامد نے اپنی بچی کا نکاح ۱۹۶۴ء میں زید کے ساتھ کر دیا شادی ہونے کے بعد زید کا بڑا بھائی رشید لڑکی کے میکے آیا اور لڑکی کے والد کی عدم موجودگی میں لڑکی کو پانچ روپیہ دے کر دیکھا اور دن مقرر کر کے اس کو گھر لے گیا اور اس سے اپنی خواہشات نفسانی کا اظہار کیا اور وہ کسی طرح راضی نہ ہوئی اس کی عدم رضا کی وجہ سے رشید اور اس کے گھر والے طرح طرح کی تکلیف

دینے لگے چند روز کے بعد بچی کا بھائی اس کو دیکھنے کے لئے اس کے گھر گیا اور لڑکی نے رو رو کر ساری داستان سنائی بچی کا بھائی زبردستی اپنی بہن کو رخصت کرا کے گھر لے آیا اس وقت سے بچی کا شوہر گھر نہیں آیا یعنی سسرال اور زید کے والد نے بھی اپنی خواہشات کا اظہار کیا تھا اور زید کی بہن نے بھی اس بات پر اس کو مجبور کیا تھا کہ وہ اپنے خسر کا ہاتھ پاؤں دبائے لڑکی نے اپنے شوہر سے ان سب بے ہودہ باتوں کو بتلایا لیکن اس نے کچھ اثر نہیں لیا اس وجہ سے لڑکی آنے کے بعد اپنے سسرال نہیں گئی اور نہ اس کے گھر سے کوئی آیا اور لڑکی کے دو بچے بھی ہیں اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ حامد اپنی بچی کا طلاق لینا چاہتا ہے کیونکہ اس کے گھر کے لوگ اس قسم کے ہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا اور زید کے اندر، ہر قسم کی برائی ہے مثلاً شرابی، جواری، چوری، چماری سب کچھ کرتا ہے اس لئے لڑکی اس کے یہاں جانے کے لئے تیار نہیں کیوں کہ وہ اپنے شوہر کے تمام افعال قبیحہ سے واقف ہوگئی ہے اور زید طلاق نہیں دے رہا ہے فقط وہ پریشان کرنا چاہتا ہے کئی مرتبہ طلاق کے متعلق اس سے گفتگو کی گئی مگر اس نے انکار کیا اور لڑکی نے مجبور ہو کر کئی آدمیوں سے کہلوایا کہ تم اپنی بری عادتوں سے باز آجاؤ اور ہم کو تنہا لے کر رہو تو ہم تمہارے ساتھ رہنے کے لئے تیار ہیں لیکن وہ اس بات پر آمادہ نہیں ہوا اور دوسری شادی کر لیا ہے اور پہلے ہی اس نے ایک چمائن رکھا تھا بعد میں معلوم ہوا اور وہ آج تک موجود ہے اب حامد اپنی بچی کے بارے میں کیا کرے اور زید نے اپنے محبین دوستوں سے کہا ہے کہ ہم نے طلاق دے دیا ہے تو کیا حامد اپنی بچی کا نکاح ثانی کرے یا نہ کرے۔ تقریباً بچی اپنے دونوں بچوں کے ساتھ اپنے گھر بارہ سال سے ہے اور نان ونفقہ حامد دیتا ہے حامد بہت کافی پریشان ہے تو کیا کرے طلاق کی کیا صورت ہو سکتی ہے اور بچوں کا شوہر مستحق ہوگا یا لڑکی اور بارہ سال کا نان ونفقہ شوہر کو ادا کرنا ہوگا یا کہ نہیں اور لڑکی کا کہنا ہے کہ جب بارہ سال کا نان ونفقہ نہیں ملے گا ہم بچوں کو نہیں دیں گے اور اگر بچے جانے کے لئے تیار نہ ہوں تو اس کے والد مجبور کر سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

سوال میں مذکور ہے کہ رخصتی کے چند روز کے بعد لڑکی میکے آگئی اس کے بعد سے لڑکی کا شوہر گھر نہیں آیا یعنی سسرال میں اور نہ لڑکی اپنے سسرال گئی پھر لڑکی کے دو بچے غور طلب ہیں بہر حال اگر تعلق کو استوار کرنے کی کوئی صورت ہو تو اسے اختیار کیا جائے اور کوشش کی جائے کہ تعلق میں خوشگواری آجائے اور موانعات ختم ہو جائیں۔

وفی القهستانی عن شرح الطحاوی السنة اذا وقع بين الزوجين اختلاف ان يجتمع اهلهما ليصلحوا بينهما فان لم يصطلحا جاز الطلاق والخلع (رد المحتار ج ۲ ص ۷۶۷ باب الخلع) (۱) اور اگر تعلق قائم کرنے کی کوئی صورت نہ ہو تو شوہر کو بہلا پھسلا کر خوشامد کر کے لالچ دے کر طلاق حاصل کرلیں یا خلع کرالیں تب جا کر دوسری شادی کر سکتے ہیں چونکہ حدیث میں ہے الطلاق لمن اخذ بالساق (الدر المختار ج ۲ ص ۵۰۵) (۲) اور جیسا کہ سوال میں مذکور ہے کہ زید اپنے بعض دوستوں سے کہتا ہے کہ میں نے طلاق دے دیا تو زید سے معلوم کرلیں اگر زید کو اپنے اس قول کا اعتراف ہو تب تو طلاق واقع ہو جائے گی، پھر کسی مزید جد وجہد کی ضرورت نہیں اور اگر زید اس قول کا اعتراف نہ کرتا ہو تو پھر شہادت کی ضرورت پیش آئے گی لہٰذا اگر دو عادل آدمی اس کی تصدیق کر دیں گے کہ زید نے میرے سامنے طلاق دیا ہے تو خلاصی اس صورت میں بھی ہو جائے گی ونصابها بغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالًا او غيره كنكاح وطلاق الخ رجلان او رجل وامرأتان الخ (درمختار ج ۵ ص ۵۱۵) (۳)

مفتی بہ قول کے مطابق سات سال ماں کو حق حضانت حاصل رہتا ہے اس کے بعد باپ کے ذمہ اس کی تربیت عود کر جاتی ہے حتیٰ کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ باپ کو مجبور کیا جائے گا کہ اولاد کو لے اور تربیت وغیرہ کے اعتبار سے اس کی حفاظت کرے۔

ويكون الغلام عندهن حتى يستغني عنها بأن يأكل وحده ويشرب وحده ويلبس وحده ويستنجي وحده وقدر بتسع او بسبع اى قدر مدة

الاستغناء ابوبكر الرازى بتسع والخصاف بسبع سنين وعليه الفتوى (مجمع الانہر (۴) ج ا ص ۴۸۲ الدر المنتقى (۵) ج ا ص ۴۸۲) على هامش مجمع الانهر ثم يجبر الاب على اخذه لان الصيانة عليه الخ (ملتقی الابحر ج ا ص ۴۸۲ وفی سکب الانہر ج ا ص ۴۸۲) (۶) ثم بعد استغناءه يجبر الاب على أخذه لأن نفقته وصيانته عليه بالإجماع فيجبر.

غرضیکہ اگر بچے جانے کے لئے تیار نہ ہوں تو اس کے والد مجبور کر سکتے ہیں نیز بیوی کو کوئی حق نہیں کہ وہ بچوں کو جانے سے روکے باقی رہا بارہ سال مدت کا نان ونفقہ تو یہ از روئے شرع شوہر پر لازم نہیں البتہ اخلاقاً جو چاہے دیدے۔

ولا تجب عليه نفقة مدة مضت ولم تصل اليها اما بعجزه او تعنته او غيبته بالحبس وغيره وقد اكلت من مال نفسها ولم يبين مقدار زمنه وذالك شهر كما فى الفتح وفى الغاية ان نفقته بما دون الشهر لا تسقط الا ان تكون النفقة قطى بها بتقدير القاضى النفقة بها او تراضيا اى اصطلح الزوجان على مقدارها بشئ معلوم منهما لكل شهر او سنة فتجب النفقة المفروضة او المرضية لما مضى ما دام حيين الخ (مجمع الانہر مع ملتقی الابحر ج ا ص ۴۹۱) (۷)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) رد المحتار مع الدر المختار ص: ۴۴۱ ج: ۲ کراچی۔

(۲) الطلاق لمن أخذ بالساق۔ (الدر المختار مع الشامی ص: ۲۴۲ ج: ۳ کراچی۔

(۳) (الدر المختار ص: ۹۱ ج: ۲ اشرفیہ کتاب الشہادات)۔

(۴) مجمع الأنہر ص: ۱۶۹ ج: ۲ فقیہ الأمت۔

(۵) الدرالمنتقی علی ہامش مجمع الأنہر ص:۱۶۹ ج:۲ فقیہ الامت ۔

(۶) ملتقی الأبحر ص:۲۹۹ ج:۱ مؤسسۃ الرسالۃ۔

(۷) مجمع الأنہر مع ملتقی الأبحر ص:۱۸۳ ج:۱ فقیہ الأمۃ ۔

لڑکی کی اجازت کے بغیر باپ نے خلع کرالیا کیا حکم ہے؟

سوال (۷۴۳): بالغہ لڑکی کی اجازت کے بغیر باپ نے خلع کرالیا تو خلع ہوگا یا نہیں یعنی لڑکی مہر نہیں معاف کرنا چاہتی لیکن طلاق کی خواہاں ہے اور لڑکے نے مہر کی معافی پر طلاق دیدیا بعد میں وہ کہہ رہی ہے کہ مہر میں نے معاف نہیں کیا تھا اور نہ معاف کروں گی قیامت میں دامن گیر ہوں گی تو طلاق ہوا کہ نہیں ۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں والد کا عمل لایعبأبہ کے درجہ میں ہے اس کا اعتبار (۱) نہیں لڑکی اپنی رضامندی سے خلع کرانا چاہے (۲) تو اس کو اختیار ہے نیز دیگر شرائط خلع بھی ہوں تب صحیح ہے ورنہ نہیں ''لڑکے نے مہر کی معافی پر طلاق دیدیا'' اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ مہر کی معافی کی شرط پر طلاق دیا ہے یعنی یوں کہا ہے کہ اگر مہر معاف کردیا ہے تو طلاق دیتا ہوں تب تو شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے طلاق نہیں واقع ہوگی اور اگر مہر کی معافی پر طلاق دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو بتلایا گیا کہ مہر معاف کردیا گیا ہے اور اس غلط خبر پر بلاشرط طلاق دیدی یعنی یوں کہہ دیا کہ طلاق دیتا ہوں یا دیدیا تو طلاق واقع ہوگئی (۳) اور لڑکی کو مہر کے مطالبہ کا حق ہے ۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ولیس للأب أن یختلع بنتہ الکبیرۃ سواء کانت بکراً أو شیباً ۔ فإذا فعل ذلک

وقع الخلع موقوفاً علی إجازتها فإن أجازته فإنه یصح الخلع ویلزمها المال، وإن لم تجزه لایقع ولا یلزمها المال. (الفقه علی المذاهب الأربعة ص:۳۰۸ ج:۴، سلمان دیوبند)۔

(۲) والخلع جائز عند السلطان وغیره لأنه عقد یعتمد الراضی کسائر العقود وهو بمنزلة الطلاق بعوضه۔ (المبسوط للسرخسی ص:۱۷۳ ج:۶۔ دار الکتاب العلمیة)۔

(۳) وإذا أضافه إلی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقاً۔ (الفتاویٰ الهندیه ص:۴۸۸ ج:۱۔ زکریا)۔

(۴) ولا یطلق مالم یوجد الشرط ۔ (المصدر السابق: ص:۴۸۴ ج:۱، زکریا)۔

(۵) صریحه مالم یستعمل إلا فیه کطلقتك وأنت طالق ومطلق ویقع بها أی بهذه الألفاظ وما بمعناها من الصریح۔ (شامی ص:۲۴۷ ج:۳) کراچی۔

طریقہ خلع

سوال (۷۴۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری شادی تقریباً چھ سات سال کی عمر میں یعنی صغرسنی میں ہوگئی جس کا مجھے قطعی علم نہیں اس شادی کے بارے میں مجھے اس وقت معلوم ہوا جب کچھ لوگ میری رخصتی کے لئے میرے یہاں آئے کافی بحث وتکرار کے بعد میرے والد صاحب نے کہا کہ میری بیٹی اس گھر میں نہیں جائے گی جس گھر میں لوگ اسلامی رسم ورواج تہذیب وتمدن صوم وصلوٰۃ سے ناواقف ہیں اس سلسلہ میں میری بھی رائے لی گئی تو میں نے کہا پہلی بات تو یہ ہے کہ اس شادی کا مجھے علم نہیں نکاح کب ہوا معلوم نہیں ۔ دوسری بات یہ ہے کہ جن لوگوں کو مذہب سے دور کا بھی واسطہ نہ ہو وہاں جانا مجھے گوارا نہیں لہٰذا میں ہرگز نہیں جاؤں گی تو ان لوگوں نے جو رخصتی کے لئے آئے تھے دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ تم کو طلاق نہیں دی جائے گی۔ پھر کیا کروگی اب

ایسی صورت میں کیا میرا خلع ہوسکتا ہے براہ کرم مطلع فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا

میاں بیوی کے تعلقات جب خراب ہوجائیں یا خراب ہونے کا امکان ہو بظاہر نباہ مشکل ہو تعلق از دواجیت کا قائم رکھنا ناممکن ہو اور عورت گلو خلاصی چاہتی ہو تو ایسی صورت میں شریعت نے یہ طریقہ بیان کیا ہے کہ شوہر کو کچھ روپیہ پیسہ دے کر یا مہر معاف کر کے یہ کہے کہ اتنا روپیہ لے کر میری جان چھوڑ دیجئے یا یوں کہے کہ مہر جو آپ کے ذمہ ہے اس کے عوض میری جان چھوڑ دیجئے اس کے جواب میں شوہر یہ کہے کہ میں نے چھوڑ دی تو اس سے بیوی پر ایک طلاق بائن پڑ جائے گی اس کے بعد عورت کو اختیار ہوگا کہ عدت گذار کر جہاں جی چاہے اپنی شادی کرلے اس طریقہ سے جان چھڑانے کا نام خلع ہے۔

هو اى الخلع ازالة ملك النكاح المتوتنة على قبولها بلفظ الخلع او ما فى بمعناه ولا بأس به عند الحاجة للشقاق بعد الوفاق بما يصلح للمهر وهو يمين فى جانبه قبل قبولها ولا يصح شرط الخيار له ولا تقتصر على المجلس اى مجلسه ويقتصر قبولها على مجلس علمها الخ
(تنویر الابصار مع الدر المختار ج ۲ ص ۵۵۸)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) شامی ص: ۴۲-۴۳۹ ج: ۳ - کراچی۔

(۲) (مجمع الأنہر ص: ۱۰۳ ج: ۲ فقیہ الأمۃ)۔

وإن تشاق الزوجان إن خافا أن لا يقيما حدود الله فلا بأس بأن تفتدى نفسها منه بمالٍ يخلعها به. (هدایه ص: ۴۰۴ ج: ۲ - اشرفی بک ڈپو)۔

الفتاویٰ الہندیہ ص: ۵۴۸ ج: ۱ - زکریا۔

بالغہ لڑکی کی اجازت کے بغیر باپ نے خلع کرالیا خلع ہوا یا نہیں؟

سوال (۷۴۵): بالغہ لڑکی کی اجازت کے بغیر باپ نے خلع کرالیا تو خلع ہوا یا نہیں یعنی لڑکی مہر نہیں معاف کرنا چاہتی لیکن طلاق کی خواہاں ہے اور لڑکے نے مہر کی معافی پر طلاق دیدیا بعد میں وہ کہہ رہی ہے کہ مہر میں نے معاف نہیں کیا تھا اور نہ معاف کروں گی، قیامت میں دامنگیر ہوں گی، طلاق ہوا کہ نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

صورت مسئولہ میں والد کا عمل لا یعبأبہ کے درجہ میں ہے اس کا اعتبار نہیں، (۱) لڑکی اپنی رضامندی سے خلع کرانا چاہے (۲) تو اس کو اختیار ہے نیز شرائط خلع اور بھی ہیں تب صحیح ہے ورنہ نہیں، عبارت "لڑکے نے مہر کی معافی پر طلاق دیا" اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ مہر کی معافی کی شرط پر طلاق دیا ہے یعنی یوں کہا کہ اگر مہر معاف کردیا ہے تو طلاق دیتا ہوں تب تو شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے طلاق نہیں واقع ہوئی (۳) اور اگر مہر کی معافی پر طلاق دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو بتلایا گیا کہ مہر معاف کردیا گیا ہے اور اس غلط خبر پر یقین کر کے طلاق دے دی یعنی یوں کہہ دیا کہ طلاق دیتا ہوں یا دیدیا تو طلاق واقع ہوگئی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) وليس للأب أن يختلع الكبيرة سواء كانت ابكراً أو ثيباً فاذا فعل ذلك وقع الخلع موقوفاً على إجازتها فإن إجازته يصح الخلع ويلزمها المال وإن لم تجزه لا يقع ولا يلزمها المال. (الفقہ علی المذاہب الأربعۃ ص: ۳۰۸ ج: ۴ - سلمان دیوبند)۔

(۲) والخلع جائز عند السلطان وغيره لأنه عقد يعتمد التراضى كسائر العقود وهو بمنزلة الطلاق بعوضه. (المبسوط للسرخسى ص: ۱۷۳ ج: ۶، دار الكتب

العلمیة بیروت)۔

(۳) وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً۔ (الفتاویٰ الہندیہ ص:۴۸۸ ج:۱ زکریا)۔

(۴) ولا يطلق مالم يوجد الشرط۔ (المصدر السابق ص:۴۸۴ ج:۱۔ زکریا)۔

بدچلن شوہر سے خلاصی کی صورت

سوال (۷۴۶): میری شادی تقریباً سات سال پہلے ہوئی تھی، میری چارسالہ زندگی بڑی تکلیف کے ساتھ گزری ہے جس میں کھانے کپڑے وغیرہ کی تکلیف شامل ہے، میں بیڑی بناتی تھی دو چار روپیہ مل جاتا تھا اور شوہر مذکور کو جب معلوم ہوتا تھا تو مذکور رقم کو مجھ سے چھین لیتا تھا۔ میرے شوہر کا حال یہ ہے کہ وہ دوسری بری لت میں پڑ گیا ہے یعنی شراب جوا وغیرہ میں پورا دن گزار دیتا ہے اور میری خبر گیری نہیں کرتا، میں اپنے والدین سے یہی کہتی تھی کہ میرے شوہر سے میرا چھٹکارا کرادیں، اسی دوران مذکور شوہر سے حاملہ ہوئی اور ایک بچی بھی پیدا ہوئی ہے اور اب بھی میرے مذکور شوہر کا حال وہی پرانا ہے۔ چال چلن میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اس لئے اب آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں میرا طلاق دلوادیں یا فسخ کرادیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

سوال کی تحریر سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ شوہر لاپرواہ اور بدقماش ہے، نان ونفقہ کے انتظام کی طرف توجہ نہیں دیتا اس لئے چند معزز وباوقار افراد جن سے شوہر بھی متاثر ہو اور ان کی بات کو مانتا ہو ایسے افراد کو بلا کر شوہر کو سمجھایا جائے اور نان ونفقہ کی اہمیت کو سامنے رکھا جائے اگر اس سے شوہر لائن پر آجاتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ پھر مہر ونان ونفقہ معاف کرکے اس سے خلع حاصل کرنے کی کوشش کی جائے یا اور کچھ لالچ دے کر یا اس کے دوستوں کے ذریعہ افہام وتفہیم کی لائن سے خلع پر آمادہ کیا جائے، (۱) الحاصل جس صورت سے بھی آپ خلع کراسکتی ہوں کرالیں اس لئے کہ قاضی کو یہ حق نہیں کہ اتنی بات پر نکاح کو فسخ کردے۔

یہ دوسری بات ہے کہ اگر وہ خلع کے لئے تیار نہ ہو اور نان ونفقہ سے انکار کردے تو حسب قواعد شرعیہ اس وقت قاضی نکاح فسخ کرسکتا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) ولا بأس به عند الحاجة أي بالخلع۔ للشقاق بعدم الوفاق۔ وتحته في الشامية: السنة إذا وقع بين الزوجين اختلاف أن يجتمع أهلهما تيصلحوا بينهما۔ فإن لم يصطلحا جاز الطلاق والخلع۔ (شامی ص:۴۴۱ ج:۳، کراچی)۔

إذا تشاق الزوجان أن لا يقيما حدود الله فلا بأس بأن تفتدي نفسها منه بمال يخلعها به فإذا فعلا ذلك وقعت تطليقة بائنة۔ (الفتاویٰ الہندیہ ص:۵۴۸ ج:۱ زکریا)۔

مجمع الأنہر ص:۱۰۱ ج:۲ فقیہ الامت۔

ملتقی الأبحر ص:۲۸۰ ج:۱ مؤسسة الرسالة۔

شوہر کے گھر والوں سے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہے لڑکی کیا کرے؟

سوال (۷۴۷): والد نے اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح اپنے خاندان میں ایک لڑکے سے کردیا جبکہ لڑکی کے دادا اور ماں اور بڑے بھائی وغیرہ فقط والد کے اور کسی کی مرضی نہیں تھی چونکہ خاندانی تنازعہ اور کشیدگی زمانہ گذشتہ میں موجود تھی والد نے سوچا کہ رشتہ طے کردینے سے سابقہ کشیدگی اخوت ہمدردی میں تبدیل ہوکر اتفاق واتحاد بھی ہوجائے گا بعد نکاح کے کچھ دنوں کے بعد پھر دونوں گھر میں کشیدگی پیدا ہوگئی لڑکے کا باپ پہلے جوا کا عادی بھی تھا کشیدگی ہوجانے کے سبب نوبت یہاں تک پہونچی کہ لڑکی ایک مرتبہ رخصت ہوکر آجائے تو ان لوگوں سے پوچھ لیں گے یعنی چھوڑ دیں گے بلکہ لڑکے کے باپ نے صریحا لڑکی کے چچا سے باتوں باتوں میں کہہ دیا ہے سب حالات دیکھ کر کہ لڑکی بھی ان کے ہونے والے ظلم وستم سے

گھبرا کر جانے سے انکار کرتی ہے لڑکی کے والدین بھی اب رخصت کرنا نہیں چاہتے، کیونکہ لڑکی کی عزت سے کھیلنا رسوا کرنا جوروستم چاہتے ہیں، لڑکی کی رخصتی ابھی ایک مرتبہ بھی نہیں ہوئی ہے اور لڑکی اب بالغ ہو چکی ہے آئندہ کی رسوائی کی خوف کھا کر لڑکی کے والدین خلع حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ شریعت کی رو سے خلع کے جواز سے روشناس فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

صرف دوسروں کے کہنے پر اتنی زیادہ بدگمانی اور بات کو طول دینا مناسب نہیں، بہتر تو یہ تھا کہ لڑکی رخصت ہو کر جاتی اس کے بعد اس کا سلوک دیکھ کر قطعی طور پر لڑکی اور اسی طرح لڑکی کے گھر والے کوئی رائے قائم کرتے، تاہم اگر خلع کرنا ہو تو اس کی صورت اس کے علاوہ کوئی نہیں کہ شوہر کی خوشامد کر کے یا اس کو لالچ دے کر اس سے طلاق حاصل کی جائے (۱) بغیر طلاق حاصل کئے لڑکی کی کسی دوسری جگہ شادی جائز نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ولا بأس به أي بالخلع عند الحاجة للشقاق بعدم الوفاق بما يصلح بالمهر وتحته في الشامية: لوجود الشقاق وهو الاختلاف والتخاصم۔ (شامی ص:۴۴۱ ج:۳۔ کراچی)۔

(۲) إذا انشاق الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود الله فلا بأس بأن تفتدي نفسها منه بمالٍ يخلعها به فإذا فعلا ذلك وقعت تطليقة بائنة۔ (الهندیہ ص:۵۴۸ ج:۱۔ زکریا)۔

(۳) لا يجوز للرجل أن يتزوج غيره وكذالك المعتدة۔ (هنديه ص:۳۴۶ ج:۱۔ زکریا)۔

خلع کی ایک شکل

سوال (۷۴۸): میری دختر ریحانہ خاتون عمر سولہ سال، جس کا عقد قریب ایک سال سے زائد ہوا جناب سلیم عمر پچیس سال ولد عبد الخالق ساکن مڑیاہوں ہوا تھا تین بار میری

لڑکی اس کے یہاں گئی مگر لڑکی کے کہنے کے مطابق شوہر سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوا اور نہ کوئی خرچ کیا اور نہ ہی نان ونفقہ کا انتظام کرتا تھا اس صورت میں میری لڑکی ایسی سسرال نہیں جانا چاہتی ہے لڑکا شرابی کبابی اور بدفعل ہے لڑکا طلاق دینے پر رضامند نہیں ہے ایسی صورت میں کیا ہم بغیر طلاق کے کہیں لڑکی کا عقد کر سکتے ہیں یا نہیں؟ تقریباً تین چار ماہ سے لڑکی میرے یہاں ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

بغیر طلاق حاصل کئے لڑکی کی شادی دوسری جگہ کرنا جائز نہیں ہے، (۱) اس لئے کسی طرح چاہے لالچ دیکر ہو یا مہر وغیرہ معاف کر کے ہو طلاق حاصل کرنے کی کوشش کریں (۲) اگر کسی طرح بھی طلاق دینے پر راضی نہ ہو تو پھر شرعی پنچایت میں لڑکی ایک درخواست دے کہ میری شادی فلاں بن فلاں سے اتنے سال ہوئے ہوئی تھی لیکن میرا شوہر حقوق ازدواجیت ادا کرنے سے قاصر ہے لہٰذا میرا نکاح اس سے ختم کر دیا جائے، شرعی پنچایت تحقیق کرنے کے بعد اگر بات صحیح نکلی تو شرعی طریقہ پر نکاح ختم کر سکتی ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۲) ولا بأس به أي بالخلع عند الحاجة للشقاق بعدم الوفاق بما يصلح للجهر وتحته في الشامية لوجود الشقاق وهو الاختلاف والتخاصم۔ (شامی ص:۴۴۱ ج:۳۔ کراچی)۔

إذا تشاق الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود الله فلا بأس بأن تفتدي نفسها منه بحالٍ يخلعها به فإذا فعلا ذلك وقعت تطليقةً بأئنة۔ (ہندیہ ص:۵۴۸ ج:۱۔ زکریا)۔

(۱) لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة۔ (ہندیہ ص:۳۴۶ ج:۱)۔ زکریا۔

فسخ نکاح کی ایک شکل

سوال (۷۴۹): زید نے اپنی بچی کی شادی تقریباً ڈیڑھ سال قبل زید کے ساتھ کیا اور ساتھ ہی رخصتی بھی ہوئی تھی، بچی بالغہ تھی، دو دن کے بعد بچی کے والد وغیرہ رخصت کرا کر لائے اس کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکا یعنی زید کے اخلاق اچھے نہیں ہیں چوری چنڈاری جیسی خرافات واہیات باتیں اس کے اندر موجود ہیں بچی کسی قیمت پر اس کے ساتھ عقد میں رہنے کے لئے تیار نہیں ہے گاؤں کے کچھ حضرات لڑکی کا نکاح لڑکے سے فسخ کرانے کے ارادے سے گئے مگر زید طلاق دینے پر راضی نہیں ہوا بلکہ جانے والوں کو دھمکیاں دیا اور یہ بھی ڈرایا کہ ہم اپنی اہلیہ کو کسی قیمت پر چھوڑیں گے نہیں بلکہ ہم راتوں رات اس کو اٹھا بھی لاسکتے ہیں اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کسی طریقہ سے لڑکی کو اس کے ہاتھ سے چھڑایا جاسکے حالانکہ بچی اپنا نان ونفقہ عدت ومہر جملہ حقوق معاف کردینے پر تیار ہے شریعت کی روشنی میں کوئی واضح طریقہ مفصل ومدلل بیان فرمائیں ان شاء اللہ عند اللہ ماجور ہوں گے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

شادی سے پہلے ان چیزوں کو دیکھ بھال لینا چاہئے تھا، اب اگر علاحدگی ضروری ہے تو اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں کہ لڑکے سے جس صورت سے بھی ہوسکے طلاق حاصل کی جائے، (۱) یا پھر لڑکی کو سمجھا بجھا کر شوہر کے یہاں بھیج دیں، اور شوہر کو بھی اخلاق کی ترغیب دیتے رہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) السنة إذا اوقع بين الزوجين اختلاف أن يجتمع أهلها ليصلحوا بينهما فإن لم يصطلحا جاز الطلاق والخلع. (شامی ص:۴۴۱ ج:۳. کراچی).

(۳) ہندیہ ص:۵۴۸ ج:۱ زکریا۔

باب العدة والنفقة

اگر بیوی میکہ رہے تو کیا وہ نفقہ کی مستحق ہے؟

سوال (۷۵۰): ایک عورت اپنے شوہر کے مستقل ظلم وستم کے باعث اپنے شوہر سے الگ میکہ میں قیام پذیر ہے اور غیر مطلقہ ہے اور تقریباً ۲ سال کا بچہ ساتھ میں ہے ایسی صورت میں وہ اپنے شوہر سے محمدی کی روسے گذارہ کی مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

بیوی شوہر کے گھر پر ہے یا شوہر کی اجازت سے میکہ میں ہے اس وقت شوہر پر نفقہ لازم وضروری ہے (۱) اور اگر شوہر کی اجازت کے بغیر میکہ چلی جائے تو شوہر پر اس کا نفقہ لازم وضروری نہیں (۲) اور بچہ کی پرورش والد کے ذمہ ہے (۳) چاہے اس کی ماں سے پرورش کرائے یا کسی اور سے اگر والد ماں ہی سے پرورش کرانا چاہے تو اس صورت میں پرورش کا واجبی خرچہ دینا ہوگا موجودہ صورت حال کا شرعی آسان حل یہ ہے کہ ایک دین دار صوم صلوٰۃ کا پابند شخص لڑکے کی طرف سے اور ایسا ہی ایک شخص لڑکی کی طرف سے جائے اور دونوں کے حالات کا جائزہ لیکر آپس میں جوڑ پیدا کرنے کی کوشش کرے اور دونوں دیکھیں کہ واقعۃً شوہر ظلم وستم کررہا ہے یا نہیں اگر شرعی طور پر ظلم وستم ثابت ہوجائے تو آئندہ ظلم نہ کرنے کا معاہدہ کرا کر لڑکی کو رخصت کرا کر شوہر کے گھر پہونچا دیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) النفقة واجبة للزوجة على زوجها مسلمة أو كافرة. (هنديه ص:۴۳۷ ج:۲) مکتبہ تھانوی۔

فتجب للزوجة على زوجها ... ولو هي في بيت أبيها إذا لم يطالبها الزوج بالنفقة وبه يفتي. (شامي ص:۵۷۲۔ ۵۷۵ ج:۳) كراچی.

(۲) إن نشزت فلا نفقة لها حتى تعود إلى منزله. (هدايه ص:۴۳۸ ج:۲) تھانوی. (هنديه ص:۵۹۵ ج:۱) زكريا جديد.

عن الشعبي: أنّه سئل عن امرأة خرجت من بيتها عاصية لزوجها ألها نفقة؟ قال لا وإن مكثت عشرين سنة. (مصنف أبي شيبه ص:۱۵۲ ج:۱۰، رقم: ۱۹۳۶۹) دار قطبيه بيروت.

(۳) ونفقة الأولاد الصغار على الأب لا يشاركه فيها أحدٌ كما لا يشاركه في نفقة الزوجة. (هدايه ص:۴۴۴ ج:۲) تھانوی.

بیوی جب از خود میکے چلی جائے تو کیا نان ونفقہ شوہر پر ہے؟

سوال (۷۵۱): زید کی بیوی بلا اجازت تقریباً چار سال سے اپنے میکے میں رہ رہی ہے زید اور اس کے والد کے بار بار کہنے کے باوجود وہ زید کے گھر نہیں آرہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ تاعمر زید کے گھر نہیں جاؤں گی وہ چاہتی ہے کہ میکے میں رہ کر زید سے اپنا اور چار سال کا ایک لڑکا ہے اس کا بھی نان ونفقہ زید سے وصول کروں اگر انکار کرے تو موجودہ عدالت کے ذریعہ وصولی کروں۔

(۱) کیا بیوی بلا شوہر کی اجازت کے میکے میں رہ سکتی ہے۔

(۲) کیا وہ شوہر سے ایسی صورت میں نان ونفقہ کا مطالبہ کرسکتی ہے۔

(۳) بیوی بلا اجازت شوہر کے لڑکے کو کتنی مدت تک اپنے ساتھ رکھ سکتی ہے جبکہ شوہر بچے کو اپنے ساتھ رکھنا نہایت ضروری سمجھتا ہے کیونکہ ننہال کا ماحول ٹھیک نہیں ہے۔ بیوی کے ساتھ بچہ کو رکھنا مناسب نہیں سمجھتا؟ جبکہ بچہ لڑکا ہے۔

(۴) میکے میں رہ کر شوہر سے نان ونفقہ موجودہ گورنمنٹ کے ذریعہ وصول کرنا چاہتی

ہے بیوی کے لئے شرعاً جائز ہے؟

(۵) مذکورہ صورت میں شوہر سے زبردستی خرچہ وصول کرانے کے لئے عورت کی مدد کرنے والے ولا تعاونوا على الاثم والعدوان کے زمرے میں آئیں گے یا نہیں۔ شریعت کا ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔

الجواب: حامداً ومصلياً

(۱) نہیں۔(۱)

(۲) نہیں۔(۳)

(۳) سات سال کمال فی مجمع الانہر: ۱/ ۴۸۲۔(۳)

(۴) نہ معلوم کیوں ایسا وہ چاہ رہی ہے۔

(۵) تعاون على الاثم کا فیصلہ پوری تفصیل کے علم میں آنے کے بعد ہی کیا جاسکتا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؒ

التعليق والتخريج

(۱) ليس لها أن تخرج بلا إذنه أصلاً فافهم. (شامي ص:۱۴۶ ج:۳) كراچی.

ليس للمرأة أن تخرج بغير إذن الزوج. (على هامش الهنديه ص:۴۴۳ ج:۱) رشيديه پاكستان.

(۳) إن نشزت فلا نفقة لها حتى تعود إلى منزله. (هنديه ص:۴۳۸ ج:۲) اشرفی. (هنديه ص:۵۹۵ ج:۱). زكريا جديد.

عن الشعبي: أنّ سئل عن امرأة خرجت من بيتها عاصبة لزوجها الها نفقة؟ قال: لا وإن مكثت عشرين سنه. (مصنف ابي شيبه ص:۱۵۲ ج:۱۰. رقم: ۱۹۳۶۹). دار قطبه بيروت. (وفي مصنف عبد الرزاق ص:۱۷ ج:۷. دار الكتب العلميه بيروت.

(۳) قدّر مدّة الاستغفاء أبو بکر الرازي بتسع سنین والخصاف بسبع سنین وعلیه الفتوی کما في أکثر الکتب اعتباراً للغالب۔ (مجمع الأنهر ص:۱۶۹ ج:۲) فقیه الأمت۔ (وفي التاتارخانیه ص:۲۷۳ ج:۵)۔ زکریا۔

صورت مسئولہ میں ہندہ نفقہ اور مہر کی حقدار ہے یا نہیں

سوال (۷۵۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید اور ہندہ کی شادی ہوگئی گھریلو نااتفاقی کی بنا پر ہندہ نے زید سے طلاق طلب کیا زید نے ایسا رویہ اختیار کیا کہ سنا ہی نہیں ؟؟؟؟؟ ہندہ کی زبان پر یہ لفظ بار بار آیا میرے چاہنے والے بہت ہیں زید اس کو بھی ان سنی کرتا گیا زید ان سب باتوں کو حلفاً یقین دلا سکتا ہے بعدہ ہندہ کے گھر والے پولیس کی مدد سے ہندہ کو لے گئے اور ہندہ خوشی بخوشی گھر والے کے ساتھ چلی گئی ہندہ کی زبان پر اس وقت بھی یہ الفاظ تھے میں اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی بعدہ ہندہ کے گھر والوں نے ایک دستی خط روانہ کیا جس میں زید کے خط کا حوالہ دیا گیا ہے کہ زید کے مضمون سے یہ نکلتا ہے کہ زید طلاق دینا چاہتا ہے یہ قیاس آرائی ہوئی حالانکہ زید کا شکایت سے مطلب اصلاح تھی اور ہندہ کے گھر والوں کے دستی خط میں لفظاً یہ موجود ہے کہ زید فوراً ہندہ سے سبکدوش ہوجائے ورنہ ان کو آئندہ بہت پریشانی اٹھانی پڑے گی طرح طرح کی دھمکی سے زید کو نوازا گیا ہندہ کے گھر والوں کی بدسلوکی، یعنی پولیس کے ذریعہ ہندہ کو لے جانا اور پھر دستی خط میں دھمکی کے ساتھ لفظ سبکدوش فرمانا اس سے زید کو یقین ہوگیا کہ ہندہ اور اس کے گھر والے زید کو پسند نہیں کرتے اس لئے زید طلاق دینے پر راضی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ مذکورہ بالا صورت میں ہندہ مہر وخرچہ کی حقدار ہے یا نہیں ہندہ کے گھر والے طلب کرسکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

اگر شوہر حقوق شرعیہ کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرتا ہو تو لڑکی کے گھر والوں کو طلاق کے مطالبہ کا حق نہیں ہے اور اگر حقوق شرعیہ کی ادائیگی سے قاصر ہو یا ادا ہی نہ کرتا ہو تو یہ امر آخر ہے۔

صورت مسئولہ میں اگر زید ہندہ کو طلاق دے گا تو مہر کی ادائیگی ضروری ہے (۲) لیکن نشوز کی وجہ سے عدت کا نفقہ ساقط ہوجائے گا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) إذا اوقع بین الزوجین اختلاف أن یجتمع أهلهما لیصلحوا فإن لم یصلطحا جاز الطلاق والخلع۔ (شامي ص:۴۴۱ ج:۳، کراچی)۔

(۲) فإن سماها أودونها فلها عشرة بالوطأ أو الموت وبالطلاق قبل الدخول ینتصف لأن بالدخول یتحقق تسلیم المبدل۔ (البحر الرائق ص:۴۴۔ ۱۴۳ ج:۲)۔ سعید۔

(۴) تبیین الحقائق ص:۱۳۸/ج:۲۔ امدادیہ ملتان۔

عورت عدت کہاں گذارے

سوال (۷۵۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص کی بیوی میکے میں ہے اسی حالت میں کسی مدرسہ کے طالب علم نے اس کے پاس رقعہ بھیجا اتفاق سے اس کا باپ آیا اور رقعہ اس کے ہاتھ میں دیکھ لیا اور رقعہ اس کے ہاتھ سے لے لیا اور پوچھنے پر وہ بولی کہ معلوم ہوتا ہے کہ محبت نامہ ہے بس فوراً وہ مدرسہ میں آئے اور اس لڑکے کو مارا اور مدرسہ سے اخراج کرادیا یہ بات قرب وجوار میں عام ہوگئی اس کے بعد شوہر کو یہ بات بطور خبر متواتر کے معلوم ہوئی تو اس نے اس کو طلاق بائن دے دیا آیا شوہر پر نفقہ واجب ہے یا نہیں اگر واجب ہے تو یہ بھی بتلائیں کہ عورت جتنا مانگ رہی ہے اتنا دیا جائے یا اس گاؤں میں جتنا نفقہ عدت مقرر ہے اتنا دیا جائے گا گاؤں میں تو کم وبیش ساٹھ یا ستر مقرر ہے اور اس کی مانگ ہے دو ہزار کی کیا دو ہزار کی مستحق بن سکتی ہے پھر شوہر پردیسی ہے شوہر

کے گھر والے یہ کہہ رہے ہیں کہ تم ہمارے گھر آ کر عدت گذارو تمہیں مکان اور روٹی کپڑا پورے عدل وانصاف کے ساتھ دیں گے اس پر بھی وہ تیار نہیں ہے صرف یہی کہہ رہی ہے کہ ہم دو ہزار سے کم نہیں لیں گے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورت مسئولہ میں جب طلاق بائن دے دیا تو شوہر کے ذمہ نفقہ واجب ہے کذا فی عالمگیری ج ۱ ص ۵۵۷ المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والکسنی کان الطلاق رجعیًا او بائنا معتدہ کا نفقہ وہی ہے جو بقاء نکاح کے وقت شوہر کے ذمہ لازم ہوا کرتا ہے یعنی اگر نکاح قائم ہوتا تو جو نفقہ ہر مہینہ شوہر ادا کرتا اتنی ہی مقدار نکاح ختم ہوجانے کے بعد عدت گذارنے کی صورت میں شوہر ادا کرے گا۔ (کذا فی عالمگیری ج ۱ ص ۵۵۸) (۱)

ویعتبر فی هذه النفقة ما یکفیها وهو الوسط من الکفایة وهی غیر مقدرة لان هذه النفقة نظیر لنفقة النکاح فیعتبر فیها ما یعتبر فی نفقة النکاح الخ (۲)

اور نفقہ نکاح میں مفتی بہ قول اوسط کا ہے خواہ شوہر معسر ہو اور بیوی موسر یا شوہر موسر ہو اور بیوی معسر اور اوسط کی مقدار اس جگہ کے نرخ اور گرانی کے اعتبار سے مقرر ہو سکتی ہے مثلاً اگر ادنیٰ درجہ کا نفقہ پچاس روپیہ ماہوار کا ہے اور اعلیٰ درجہ کا نفقہ سو روپیہ کا ہے تو اوسط پچھتر روپیہ ماہوار ہوگا۔ (کذا فی الدر المختار مع رد المحتار ج ۲ ص ۶۴۵) (۳)

تستحق النفقة بقدر حالهما به یفتی الخ فی رد المحتار قال فی البحر واتفقوا علی وجوب نفقة الموسرین اذا کانا موسرین وعلی نفقة المعسرین اذا کان معسرین وانما الاختلاف فیما اذا کان احدهما موسرا والاخر معسرا فعلی ظاهر الروایة الاعتبار لحال الرجل فان کان موسرًا وهی معسرة فعلیه نفقة الموسرین وفی عکسه نفقة المعسرین

اما علی المفتی به فتجب نفقة الوسط فی المسألتین وهو فوق نفقة المعسرة ودون نفقة الموسرة الخ

حاصل کلام یہ ہے کہ نفقہ معتدہ کے سلسلے میں اوسط کا قول مفتی بہ ہے اور یہی قابل عمل ہے۔ بہتر صورت یہ ہے کہ باہمی مصالحت اور متدین حضرات کے مشورہ سے کوئی مقدار مقرر کرلیں باقی رہا عورت کا مطالبہ کہ دو ہزار دو تو اس کے مطالبہ کی وہ مستحق نہیں ہے وہ صرف عدت کا نفقہ طلب کر سکتی ہے اور شوہر کے ذمہ اوسط نفقہ واجب ہے یہاں ایک دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ عورت عدت کہاں گذارے اس بارے میں تمام فقہا اس پر متفق ہیں کہ فرقت سے پہلے عورت جہاں رہتی تھی اسی گھر میں عدت گذارنا واجب ہے۔ بحر الرائق میں ہے وتعتد ان فی بیت وجبت فیه العدة الا ان تخرج او ینهدم ای معتدة الطلاق والموت تعتد ان فی المنزل المضاف الیهما بالسکنی وقت الطلاق والموت ولا تخرجان منه الا بضرورة لما تلونا من الآیة والبیت المضاف الیهما فی الآیة ما تسکن کما قدمنا الی ان قال .... ولهذا قلنا لو زارت اهلها فطلقها زوجها کان علیها ان تعود الی منزلها وتعتد فیه (ج ۴ ص ۱۶۷) اور بالکل اسی طرح در مختار اور شامی میں بھی ہے۔ (۴)

عبارت بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت اگر اپنے میکے ہو اور شوہر نے طلاق دے دیا اس پر واجب ہے کہ فوراً اپنے گھر آ کر عدت گذارے صورت مسئولہ میں چونکہ بمطابق حکمِ شارع عورت اپنے گھر نہیں آئی اور حق زوج اور حق شرع دونوں اس نے فوت کیا اس لئے وہ ناشزہ ہے اور ناشزہ کو نفقہ نہیں ملا کرتا (کما صرح فی البحر ج ۴) (۵) لا ناشزة بالجر عطف علی الزوجة ای لا تجب النفقة للناشزة وهی فی اللغة العاصیة علی الزوج الی ان قال وفی الشرح کما قال الامام الخصاف الخارجة عن منزل زوجها المانعة نفسها منه والمراد بالخروج کونها فی غیر منزله بغیر اذنه ص ۱۷۹ صورت مسئولہ میں عورت نفقہ کی بالکل مستحق نہیں ہے جب تک کہ اپنے گھر یعنی شوہر

کے گھر آ کر عدت نہ گذارے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (الفتاویٰ الہندیہ ص:۶۰۵ ج:۱) زکریا۔

(۲) الفتاویٰ الہندیہ ص:۶۰۶ ر ج:۱ زکریا ص:۵۵۸ ر ج:۱ رشیدیہ۔

(۳) شامی ص:۵۷۴ ج:۳۔ باب النفقۃ کراچی۔

(۴) البحرالرائق ص:۱۵۴ ج:۴ سعید۔ باب العدۃ۔

(۵) البحرالرائق ص:۱۷۹ ج:۴ سعید۔

معتدۂ طلاق عدت کہا گذارے؟

سوال (۷۵۴): مندرجہ ذیل مسئلہ طلاق کا شریعت کی رو سے کیا فیصلہ ہے براہ کرم مطلع فرمائیں نوازش ہوگی۔

(۱) طلاق اس بنا پر دینے کے لئے مجبور ہوا کہ عرصہ سے بیوی ہمیشہ میرے حکم کی خلاف ورزی کرتی رہی میں اسے برابر سمجھتا رہا لیکن اس کی سمجھ میں میری کوئی بات نہیں آئی عرصہ ہو رہا ہے میں نے دوسری شادی بھی کرلی جو کہ خلاف شرع نہیں ہے شادی کرنے کے باوجود بھی میں اپنی پہلی بیوی کا خرچ برابر دیتا رہا پھر بھی وہ آئے دن جھگڑا فساد کرتی رہی آخر میں اس نے خود بھی کہا کہ میرا فیصلہ کردو جب میں عاجز آگیا اور میں نے حالات کو خراب تر ہوتے دیکھا تو مؤرخہ ۲۴ر دسمبر ۱۹۸۱ء کو اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دی۔

(۲) طلاق شدہ بیوی سے پانچ بچے ہیں آخری بچے کی عمر تقریباً چار سال ہے ابھی وہ میرے ہی گھر میں ہے حالانکہ اب مجھے ہر لمحہ خطرہ ہے۔ براہ کرم شرعی حکم سے آگاہ کریں کہ میں کون سا راستہ اختیار کروں کہ گنہگار نہ ہونے پاؤں اور طلاق شدہ بیوی کیا اب بھی میرے

مکان میں رہنے کی حقدار ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

مطلقہ بیوی کی عدت اگر گذر چکی ہے تو پھر شوہر کے گھر سکونت اختیار کرنے کی وہ مستحق نہیں ہے شوہر کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے مملوک مکان سے اس کو خارج کردے لیکن سوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عدت ابھی نہیں گذری ہے۔

لہٰذا جب تک عدت نہ گذرے شوہر کو لازم ہے کہ اس کو اپنے مکان میں رکھے اور اس کا نفقہ دے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسكنى كان الطلاق رجعياً أو بائناً أو ثلاثاً. (الفتاوىٰ الهندية ص:٦٠٦ ج:١. زكرياً).

وتعتدان أي معتدة طلاقٍ وموتٍ في بيتٍ وجبت فيه ولا يخرجان منه إلاّ أن تخرج أو ينهدم المنزل النزل أو تخاف. (شامي كراچي ص:٥٣٦ ج:٣) باب الحداد.

(٣) البحر الرائق ص:١٥٤ ج:٤. سعيد.

(٤) تبيين الحقائق ص:٣٧ ج:٣. امداديه ملتان.

مطلقۂ ثلاثہ کا بعد عدت شوہر کے گھر میں رہنا کیسا ہے؟

سوال (۷۵۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ صلاح الدین کا نکاح تقریباً بارہ سال کی عمر میں مسماۃ حسینہ سے ہوا تھا مگر حسینہ اب تک صلاح الدین کی عمر چونتیس پینتیس سال ہو چکی کبھی بخوشی صلاح الدین کے ساتھ نہ رہی اور نہ اس کے گھر گئی اگر ایک دو بار گئی بھی ہو تو اوروں کی ضمانت اور ذمہ داری پر آخراً عاجز ہو کر صلاح الدین نے حسینہ

کے باپ کے کہنے پر دوسری شادی کرلی اس سے ایک بچہ ہے حسینہ کے بطن سے صلاح الدین کے تین لڑکے بھی ہیں اور اب جوان اور بالغ ہیں حسینہ نے دوسرے نکاح کی خبر سن کر اپنے موضع کے کچھ آدمی اور لڑکوں کو لے کر زبردستی گھر میں داخل ہوگئی اور دنگا وفساد کرنے لگیعاجز ہو کر صلاح الدین نے طلاق دے دیا لیکن کئی سال سے حسینہ اور لڑکے گھر پر قابض ہیں اور مجھ کو اتنا مارا کہ اپنی دانست میں مردہ جان کر چھوڑا مگر حیات تھی کہ میں علاج ومعالجہ سے اچھا ہوگیا مگر اپنے گھر نہیں جاسکتا کہ جان کا خطرہ ہے جو لوگ اس عورت کے ساتھی اور میرے مخالف ہیں کہتے ہیں کہ نصف جائیداد اور مکان تقسیم کر کے اس عورت اور لڑکوں کو دے دو تو کیا شرعاً مجھ پر یہ حق عائد ہوتا ہے حالانکہ عورت اور بچوں سے ہر وقت جان کا خطرہ ہے امید کہ شریعت کے حکم سے آگاہ فرمائیں گے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

عدت کے ختم ہوجانے کے بعد شوہر کے گھر میں رہنا جائز نہیں عورت پر لازم ہے کہ وہ شوہر کا گھر خالی کردے وان کان ذلك ای الطلاق او الموت فی مصرہ لا تخرج منه ما لم تعتد ثم تخرج الخ ملتقی الابحر مع مجمع الانھر ج ا ص ۴۷۴

گھر اور مکان میں سے نصف حصہ کا مطالبہ جب کہ وہ عورت ایک انچ کی بھی مالک نہیں ہے سراسر ظلم ہے اور لوگوں کی اعانت اعانت علی الظلم ہے اور خداوند قدوس نے ظلم سے منع فرمایا ہے تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان لہٰذا ان لوگوں کو چاہئے کہ فوراً اپنی اس حرکت سے باز آجائیں اور ان کو شریعت نے جو حصہ دیا ہے اس حصہ کی مستحق شوہر کے مرنے کے بعد ہوتی بشرطیکہ وہ آخری وقت تک عقد نکاح میں رہتی۔ اسی وجہ سے خداوند قدوس نے ترکہ کی صراحت کی ہے ولهن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد الآیة اگر بیوی کو اپنی حیات میں چھوڑ دے تو وہ صرف مہر اور عدت کے نان ونفقہ کی مستحق ہوتی ہے اور بس۔ غرض مکان اور زمین کا مطالبہ عورت کے لئے کسی طرح بھی جائز نہیں ہے اسی طرح لڑکوں کو بھی مطالبہ کا کوئی حق نہیں ہے کیونکہ باپ جب تک زندہ

رہتا ہے ساری چیزوں کا وہ مالک ہوتا ہے دوسرے لوگ مرنے کے بعد مستحق ہوتے ہیں حیات میں مطالبہ نہیں کرسکتے اس لئے لڑکوں کے لئے بھی لازم ہے کہ وہ اپنے اس مطالبہ سے باز آجائیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

نفقہ مطلقہ پر تحقیقی مقالہ نفقہ کب واجب ہے کب نہیں؟

سوال (۷۵۶): (۱) کیا مطلقہ عورت عدت کے بعد نفقہ کی حقدار ہے اور غیر محدود گذارہ اس کا قانونی حق ہے؟

(۲) نان ونفقہ کی ذمہ داری کن وجوہ سے عائد ہوتی ہے اور اس کی شرعی مدت کیا ہے؟

(۳) اگر مطلقہ عدت کے بعد نان ونفقہ کی مستحق نہیں تو اس کے گذر بسر کا انتظام کیسے ہوگا جو مجبور یا محتاج ہو؟

(۴) رشتہ داروں پر ذمہ داری ڈالی گئی ہے اگر وہ پوری نہ کریں تو مجبور عورت کی گذر بسر کیسے ہوگی؟

(۵) متاع کا جو حکم دیا گیا ہے تو متاع کیا ہے؟ کیا اس کی مقدار مقرر ہے؟

(۶) اگر کوئی عدالت کوئی بڑی رقم واجب کردے تو کہاں تک شریعت میں قابل قبول ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

(۱-۲) شادی کے بعد عورت کی وہ آزادی جو اس سے پہلے تھی ختم ہوجاتی ہے اس کو قیم وقوام کی ماتحتی مان کر زندگی گذارنی پڑتی ہے، اگر کہیں جانا ہو تو شوہر کی اجازت ضروری ہے، اگر شوہر نے منع کیا پھر بھی چلی گئی تو وہ ناشزہ (نافرمان) کہلائے گی، بغیر شوہر کی اجازت کے کسی مہمان کو اپنے شوہر کے کمرہ میں نہیں رکھ سکتی۔ شوہر کی خدمت واطاعت لازم ہوجاتی ہے، امور خانہ کی انجام دہی شوہر کے مال وسامان کی حفاظت اس کے فرائض میں داخل

ہوجاتی ہے۔غرضیکہ شادی کے بعد کچھ ایسی پابندیاں بیوی پر عائد ہوجاتی ہیں جس کی وجہ سے بیوی شوہر کے حق میں بالکل محبوس (مقید) ہوجاتی ہے،اسی وجہ سے شریعت کا یہ قانون ہے کہ بیوی کے نان ونفقہ (طعام،سکنیٰ،کسوہ) کا وہ انتظام کرے اور اس کی ضروریات کی کفالت کرے، تجب للزوجة (یعنی النفقہ) علی زوجها لانها جزاء الاحتباس (در مختار ج ۲ ص ۴۴۴)(۱) جیسے مفتی، قاضی وغیرہما کی تنخواہ بیت المال سے دی جائے گی اسی لئے کہ یہ حضرات بھی اپنے اوقات کو مسلمانوں کے مصالح کے حق میں محبوس کردیتے ہیں،

کمفتٍ وقاضٍ ووصّی قوله کمفت وقاض ای ووالٍ فلهم قدر ما یکفیهم ویکفی من تلزمهم نفقتهم من بیت المال لاحتباسهم فی مصلحة المسلمین اھ (ردالمحتار ج ۲ ص ۴۴۴)(۲)

اور یہ نفقہ (طعام،کسوہ،سکنیٰ) اسی وقت تک لازم رہے گا جب تک احتباس باقی ہو اور احتباس کے ختم ہونے پر نفقہ کا لزوم بھی ختم ہوجائے گا جیسے قاضی ومفتی اپنے احتباس بحق مصالح المسلمین کو ختم کردیں تو اس کا معاوضہ بھی ختم ہوجاتا ہے، یا ملازم کی ملازمت ختم ہوجائے خواہ کسی بھی وجہ سے تو اس کا معاوضہ بھی ختم ہوجاتا ہے وہ معاوضہ کا مستحق نہیں ہوتا لہٰذا جس طرح ملازمت کے ختم ہونے کے بعد بھی مالک سے معاوضہ واجرت مانگنے والے کو عقل سے پیدل کہا جائے گا اسی طرح وہ عورت جو کسی سبب سے نفقہ کو ختم کردے اس کے باوجود کوئی نفقہ لازم وضروری قرار دے وہ بھی عقل سے پیدل سمجھا جائے گا۔

الحاصل اسلامی قانون میں احتباس کے ختم ہونے کے بعد اس کا کوئی نفقہ شوہر پر لازم نہیں،گو خانہ ساز قانون اجازت دے تو دے لیکن اسلامی قانون میں اس کی اجازت نہیں۔

(۳-۴) مجبوری ومحتاجی کا سوال جس طرح عورت کے بارے میں پیدا ہوتا ہے اسی طرح مرد کے بارے میں بھی تو ہے کہ اگر مرد محتاج ومجبور ہو تو ایسی صورت میں اس کا کیا ہوگا؟ مثلاً شوہر خوشحال تھا اس کی دوکان جل گئی یا لٹ گئی جس کی وجہ سے وہ نانِ شبینہ کا محتاج ہوگیا اور اس مجبوری میں اس کو طلاق دینا پڑا یا مفلوج ہوگیا یا نابینا ہوگیا ان صورتوں میں آخر شوہر

کے ضروری اخراجات کا کون ذمہ دار ہوگا۔اور اگر یہ کہا جائے کہ شوہر محنت مزدوری کرسکتا ہے، بیوی مزدوری نہیں کرسکتی تو یہ غلط ہے اس لئے کہ عورتوں کے لئے بھی بہت سے کام ہیں اگر وہ کرنا چاہیں،مثلاً کسی کے گھر جاکر روٹی پکادیا کریں،غلہ بنادیا کریں،دودھ پلادیا کریں، بہت سے لوگ اس کے لئے پریشان رہتے ہیں کہ کوئی روٹی پکانے والی ملے۔لیکن اس کام کے لئے ایک عورت بھی نہیں ملتی۔ یہاں ایک سوال یہ ہے کہ اس سے اہم مسئلہ تو اس کے جنسی خواہشات کی تسکین وتکمیل کا ہے لیکن اس کو موضوع بحث نہ بناکر صرف اس کی ضروریات واخراجات کو موضوع بحث بنانا چہ معنی دارد۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی لڑکی جوان ہو پھر وہ مطلقہ ہوجائے اور پھر جرائم کا ارتکاب کرے اور فواحش کے اڈے قائم کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں؟ بہر حال مطلقہ عورت کے گذر بسر کی بہت سی صورتیں ہیں:

۱-اس کی دوسری شادی کا نظم کیا جائے اور مناسب جگہ رشتہ کردیا جائے،لیکن اس کے لئے پہلے عوام کے ذہنوں کو بنانا ہوگا،بیوہ سے شادی چونکہ عرف میں معیوب ہے اس لئے ذہنوں کو پہلے صاف کرنا ہوگا۔جس طرح غالباً حضرت نانوتوی نوراللہ مرقدہ نے اس کے فضائل کو بتلاکر لوگوں کو اس کی ترغیب دی اور بہت سی بیواؤں کی شادی کرادی،بہر حال اس کے لئے حضرات علماء کو متحرک ہونا پڑے گا۔

۲-کسی کے گھر روٹی پکانے یا کسی اور کام کی ملازمت کرے،لیکن اس کے لئے ہر شہر میں ایک آدمی مقرر ہو مطلقہ عورتیں اپنا نام وہاں درج کرادیں۔اور وہ پھر اس کا اشتہار دیدے کہ اگر کسی صاحب کو گھریلو کام کاج کے لئے کسی عورت کی ضرورت ہو تو وہ فلاں پتہ پر آکر ملاقات کریں۔

۳- دستکاری سیکھ لے، (مثلاً کپڑا سلنا،سوئیٹر بننا،سوت کاتنا وغیرہ) یا عورتوں کی ضروریات کی چیز مثلاً کپڑا،تیل،صابن،چوڑی وغیرہ گھر میں رکھ لے اور یہ سب سامان دوکان کی حیثیت سے ہو اور پردہ کے ساتھ گھروں میں جاکر تجارت کریں۔مردوں کے مقابلہ

میں ان کی تجارت کامیاب ہوگی۔اس لئے کہ عورتوں کا عورتوں کی طرف طبعاً میلان زیادہ ہوتا ہے،اورعورتیں بات بنانا بھی خوب جانتی ہیں اور جب عورتوں کو معلوم ہو جائے گا کہ بیوہ ہے ان کا ذریعہ صرف یہی ہے تو ان سے سامان خریدنے کو یقیناً ترجیح دیں گی۔

۴-اور اگر پڑھی لکھی ہوں تو کسی مدرسۃ البنات میں ان کو جگہ دلوائی جائے نہیں تو اپنے گھر بیٹھ کر بچوں اور بچیوں کو پڑھائے اور اہل قریہ یا اہل محلہ ان کی تنخواہ مقرر کر دیں اس طرح بچیوں کی تعلیم کا بھی انتظام ہو جائے گا اور ان بیواؤں کے گذر بسر کا بھی انتظام ہو جائے گا۔

۵-اور اگر مذکورہ بالا چار کاموں میں سے کسی ایک کام کی بھی صلاحیت نہ ہو تو پھر اگر اس کے لڑکے ہوں تو مطلقہ ماں کی کفالت کریں کیونکہ شرعاً بھی نفقہ ان پر واجب ہے۔

۶-اور اگر لڑکے نہ ہوں تو ایسی صورت میں اس کے قریبی رشتہ داروں کی ذمہ داری ہے کہ اس کے اخراجات کا انتظام کریں۔

۷-اور اگر اس کے رشتہ دار اس کے اہل نہ ہوں وہ اس کا انتظام نہ کر سکتے ہوں تو پھر عوام کو اس کی طرح متوجہ کیا جائے وہ چندہ کر کے یا صدقات واجبہ یا نافلہ کے ذریعہ اس کے اخراجات کا انتظام کریں،لیکن یہ سب سے آخری صورت ہے جس کو بدرجۂ مجبوری اختیار کیا جائے ورنہ مطلقہ عورتیں چاہیں گی کہ مفت میں گھر بیٹھے وظیفہ ملا کرے۔

بہر حال اخراجات کو پورا کرنے کی بہت سی صورتیں ہیں لیکن مطلقہ اگر جوان ہے تو اس کے جنسی خواہشات کی تسکین کے لئے سوائے پہلی صورت کے کوئی دوسری صورت نہیں حکومت کو اس پر زیادہ توجہ دینی چاہئے لیکن نہ معلوم اس سے صرفِ نظر کیوں کیا گیا؟

(۵) متاع کے معنی وقتی نفع اور فائدہ پہونچانے کے ہیں اور اس کا مقصد صرف تطییب خاطر و دلجوئی ہے،جس طرح مہمان کے لئے حضور اکرم ﷺ کا حکم ہے کہ جب وہ جانے لگے تو اس کو زادِ راہ (راستہ کا توشہ) دیدیا جائ تا کہ سفر میں کم از کم چوبیس گھنٹے تک اس کو کام دے۔”وجائزته یوم ولیلة“ اسی طرح مطلقہ جب رخصت ہو کر جانے لگے تو شوہر کو چاہئے کہ اس کو تین کپڑا دے دے۔ ۱-کرتا۔ ۲-اوڑھنی۔ ۳-چادر(۳)”والمتعة

ثلاثة اثواب من کسوة مثلها وهی درع وخمار وملحفة“ (ہدایہ ج ۲ ص ۳۰۵) اور صرف تین ہی کپڑوں میں اکثر گھروں سے نکلتی ہیں۔(عنایہ)(۴)لان المرأة تصلی فی ثلاثة اثواب وتخرج فیها عادة فتکون متعتها کذالك الحاصل متعہ نصف مہر مثل سے زیادہ نہ ہو اور پانچ درہم سے کم نہ ہو یعنی لا تزاد علی مهر مثلها ولا تنقص عن خمسة دراهم (زیلعی ج ۲ ص ۴۰)(۵) اور یہ تقدیر یعنی متعہ سے مراد کپڑے ہی ہیں سونا چاندی وغیرہ نہیں اور وہ تین ہی ہیں حضرت عائشہؓ اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے منقول ہے:”کما صرح به صاحب الهدایه وهذا التقدیر مروی عن عائشة وابن عباس (رضی الله عنهما) الخ“(ہدایہ ج ۲ ص ۳۰۵)(۶)

اخیر میں بطور تتمہ کے عرض ہے کہ متعہ واجب بھی ہے اور مستحب بھی لیکن اس کی تعیین سے پہلے اجمالاً طلاق کی قسموں کا تذکرہ ضروری ہے،طلاق کی باعتبار خلوت صحیحہ و مہر کے چار قسمیں ہیں۔

۱-صحبت یا خلوتِ صحیحہ کے بعد طلاق دی گئی ہو اور مہر مقرر ہو۔

۲-صحبت یا خلوتِ صحیحہ کے بعد طلاق دی گئی ہو اور مہر مقرر نہ ہو۔

۳-صحبت یا خلوتِ صحیحہ کے پہلے طلاق دی گئی ہو اور مہر مقرر ہو۔

۴-صحبت یا خلوتِ صحیحہ کے پہلے طلاق دی گئی ہو اور مہر مقرر نہ ہو۔

صورتِ اولیٰ میں پورے مہر کی ادائیگی ضروری ہے اور نص قطعی قرآن کی آیت سے ثابت ہے: وَ اُحِلَّ لَكُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمۡ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ مُّحۡصِنِيۡنَ غَيۡرَ مُسٰفِحِيۡنَ ؕ فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهٖ مِنۡهُنَّ فَاٰتُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ فَرِيۡضَةً ؕ (پ ۵ سورہ نساء)

صورتِ ثانیہ میں مہر مثل واجب ہوگا اور یہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ایک فیصلہ سے ثابت ہے جس کو علامہ زیلعی نے تفصیل سے نقل کیا ہے تبیین الحقائق جلد دوم ص ۱۴۰

صورتِ ثالثہ میں نصف مہر دیا جائے گا۔اور یہ بھی نص قطعی سے ثابت ہے: وَ اِنۡ

طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَ قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ الاٰية

صورتِ رابعہ میں صرف متعہ دیا جائے گا: لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖ وَّ مَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَ عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًۢا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ کا مصداق یہی صورت ہے۔

ان صورِ اربعہ میں سے صورتِ اولیٰ وثانیہ وثالثہ میں متعہ مستحب ہے۔ اگر کوئی شخص دیدے تو اچھا ہے اور اگر نہ دے تو گنہگار نہیں ہوگا اور صورتِ رابعہ میں متعہ واجب ہے چنانچہ علامہ زیلعی فرماتے ہیں وہذہ المتعۃ واجبۃ (بعض ائمہ مثلاً حضرت امام مالک اور فقیہ ابو اللیث اور ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک اس صورت میں بھی متعہ مستحب ہے)۔ (زیلعی ج ۲ ص ۱۴)

چونکہ صورتِ اولیٰ وثانیہ وثالثہ میں مہر عورت کو ملتا ہے۔ چاہے مہرِ مثل ہو یا مفروض (یا مقرر کردہ) مہر) پوری ہو یا نصف، بخلاف صورتِ رابعہ کے اس میں مہر بالکل نہیں اسی وجہ سے متعہ واجب ہے۔

(۶) اگر کوئی عدالت بڑی رقم واجب کر دے تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ اپنی وسعت کے مطابق وہ خوشی سے قبول کرلے راضی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں البتہ اس صورت میں کسی کو واجب کرنے کا اختیار نہیں اور اگر شوہر قبول نہ کرے، راضی نہ ہو تو زبردستی قبول نہیں کرایا جاسکتا۔

جب حضرات فقہاء نے اس کی تصریح کردی لا تزاد علی نصف مهر مثلها ولا تنقص عن خمسة دراهم پھر اتنی رقم واجب کرنا جو نصفِ مہرِ مثل سے زیادہ ہو ظلم ہوگا اور ایسی رقم کا استعمال عورت کے لئے جائز نہ ہوگا لقوله عليه السلام ''لا يحل مال امرءٍ الا بطيب نفسه'' (۷) اس لئے جب قانونی طور پر وصول کیا جائے گا تو یقیناً رضاء ورغبت اس میں بالکل نہ ہوگی اور ناجائز کام کو کرنے والا جس طرح گنہگار ہوگا اسی طرح تعاون کرنے والے بھی گنہگار ہونگے، فلذالك قال الله تعالىٰ ولا تعاونوا على الاثم والعدوان حکومت وعدالت کو بڑی رقم واجب کرنے کا کوئی حق نہیں اگر واجب

کرتی ہے تو یہ ظلم ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) (شامی ص:۵۷۲ ج:۳) کراچی۔

(۲) (شامی ص:۵۷۲۳ ج:۳) کراچی۔

(۳) ہدایہ ص:۲۳۸ ج:۲۔ اشرفی بک ڈپو دیوبند۔

(۴) العنایۃ علی ہامش الہدایۃ ص:۳۲۵ ج:۲۔ اشرفی بک ڈپو۔

(۵) تبیین الحقائق ص:۱۴۰ ج:۲) امدادیہ ملتان۔

(۶) ہدایہ ص:۳۲۵ ج:۲۔

(۷) عن أبي حرة الرقاشي رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: لا يحل مال امرئٍ مسلمٍ إلا عن طيب نفسه. (سنن الدار قطني ص:۲۲ ج:۳. رقم الحديث: ۲۸۶۳)۔ دار الإيمان سهارنپور۔

عدت کا خرچہ کتنا دیا جائے؟

سوال (۷۵۷): میں نے اپنی بیوی کو تعلقات کے خوشگوار نہ رہنے کی بناء پر طلاق دے دیا اور اس کے پاس مجھ سے ایک بچی بھی ہے، مہر دو سو اکیاون روپئے سکہ رائج الوقت ہے، میں مطلقہ بیوی کو مہر اور عدت کا خرچ دینا چاہتا ہوں، اور اس عورت نے میرے خلاف مقدمہ قائم کر دیا ہے۔ میں غریب آدمی ہوں، محنت مزدوری کرتا ہوں۔ وہ میری حیثیت سے زیادہ لینا چاہتی ہے جو میرے لئے دشوار ہے لہٰذا میرے ذمہ شرعی حکم کے مطابق مہر اور عدت کا خرچ جو واجب ہے تحریر فرمائیں؟ لڑکی ابھی چار سال کی ہے شرعی اعتبار سے وہ اپنی ماں کے پاس کتنے دنوں تک رہ سکتی ہے؟ میں اپنی بچی کو کتنا دوں کہ گذارہ ہو سکے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

نکاح کے وقت جو مہر متعین کی جاتی ہے اسی کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے آپ کی تحریر کے مطابق مہر دو سو اکیاون روپئے ہے لہٰذا مہر کے نام پر دو سو اکیاون روپئے کی ادائیگی ضروری ہے۔

عدت کا خرچہ شریعت نے واجب کیا ہے لیکن اس کی تحدید منصوص نہیں ہے ولا تقدیر فی النفقة عندنا وانما یجب علیه کفایتها بالمعروف وذلك یختلف باختلاف الاوقات والاماکن خانیه علی هامش الهندیه (ج ا ص ۴۲۵) (۱) اس لئے دو چار متقی افراد زوجین میں سے ہر ایک کے حال کے مطابق جو طے کردیں وہ قابل قبول ہوتا ہے۔

وتقدر بقدر کفایتها بلا اسراف ولا تقتیر ویعتبر فی ذالك حالهما (ای الزوجین) فی الیسار والاعسار وهو اختیار الخصاف وعلیه الفتویٰ کما فی الهدایه ففی المؤسرین من الزوجین یعتبر حال الیسار ککسوتهم وفی المعسرین حال الاعسار (ای الافتقار) وفی المختلفین بین ذالك اه (مجمع الانہر ج ا ص ۴۸۶) (۲)

لڑکی مفتیٰ بہ قول کے مطابق ماں کے پاس نو سال تک رہ سکتی ہے۔ الجاریة عند الام او الجدة حتی تحیض وعند محمد حتی تشتهی وبه یفتیٰ لفساد الزمان واختلف فی حد الشهوة فقدره ابو اللیث تسع سنین وعلیه الفتویٰ کما فی التبیین ملتقی الابحر مع مجمع الانهر (۳)

اولاد کا نفقہ (خرچہ) ہر حال میں باپ کے ذمہ ہے خواہ مؤسر ہو یا معسر اپنی وسعت کے مطابق خرچہ دے لہٰذا صورت مسئولہ میں لڑکی کا خرچہ جب تک لڑکی ماں کے پاس رہے گی باپ ہی کے ذمہ ہے۔

اس باب میں بھی نفقہ کا وجوب تو منصوص ہے لیکن کوئی تحدید منصوص نہیں اس لئے چند

دیندار متقی افراد باپ کے حال کی رعایت کرتے ہوئے جو طے کردیں گے وہ قابل قبول ہوگا۔

ونفقة الطفل الحر الفقیر علی ابیه بالاجماع سواء کان الاب مؤسرًا او معسرًا لکن علی المعسر تفرض علیه بقدر الکفایة وعلی المؤسر بقدر ما یراه الحاکم وان کان الاب عاجزا یتکفف الخ (مجمع الانہر ج ا ص ۴۹۶) (۴)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (خانیة علی ہامش الہندیة ص: ۴۲۵ ج: ۱) رشیدیة۔

(۲) مجمع الأنہر ص: ۱۷۶ ج: ۲ فقیہ الأمت۔

(۳) مجمع الأنہر ص: ۱۶۹ ج: ۲ فقیہ الأمت۔

(۴) مجمع الأنہر ص: ۱۹۱ ج: ۲ فقیہ الأمت۔

ویعتبر فی هذه النفقة ما یکفیها وهو الوسط من الکفایة۔ (هندیه ص: ۶۰۶ ج: ۱)۔ زکریا ص: ۵۵۸۔ ج: ۱۔ رشیدیة۔

مطلقہ حاملہ کی عدت کا حکم

سوال (۷۵۸): لڑکی اور لڑکا دونوں میں جھگڑا ہوا اسی دوران لڑکی نے کہا تم مجھے طلاق دے دو لڑکا کچھ نہیں بولا دوبارہ پھر اس نے کہا اگر تم مجھے طلاق نہیں دیتے ہو تو اپنے ماں کے ساتھ زنا کروگے تو لڑکے نے کہا کہ تمہارے گھر والے آجائیں یا تمہارا وارث آجائے تو میں تمہیں طلاق دیدوں گا۔ تو لڑکی نے کہا کہ میں گھر والوں کو کیا جانوں میں خود مختار ہوں تم مجھے طلاق دیدو تو لڑکے نے مارے غصہ کے طلاق دیدیا نیز لڑکی حاملہ تھی طلاق دینے کے

چارماہ بعد بچی پیدا ہوئی جو تین مہینہ کی ہو چکی ہے تو طلاق لڑکی کی طرف سے ہوئی یا لڑکے کی طرف سے؟ مہر ادا کرنی ہوگی یا نہیں؟ اگر ادا کرنی ہوگی تو کتنی؟ اور خرچہ طلاق کے بعد ہی سے دینا پڑے گا یا بچی کی پیدائش کے بعد سے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورتِ مسئولہ میں شوہر کے ذمہ پورے مہر کی ادائیگی ضروری ہے کذا فی الفتاوی الهندیہ ج ۱ ص ۳۰۳ والمهر یتأکد باحد معان ثلاثة الدخول والخلوة الصحیحة وموت احد الزوجین سواء کان مسمّٰی او مهر المثل حتی لا یسقط منه شیئ بعد ذالك الا بالابراء من صاحب الحق کذا فی البدائع ۔(۱)

نیز عدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے وضع حمل کے بعد نفقہ لازم نہیں۔ عدت کا نفقہ معتدہ نے اگر وصول نہیں کیا تو اب وہ بھی ساقط ہوگیا مطالبہ درست نہیں کذا فی مجمع الانہر ۔(۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ ۷/۵/۱۴۰۳ھ

التعلیق والتخریج

(۱) ہندیہ ص:۳۰۷ ج:۱۔ زکریا۔

(۲) ولو كانت حاملاً تجب علیه نفقة الحمل (مجمع الأنهر ص:۱۹۰۔ ج:۲۔ فقیه الأمة)۔

النہر الفائق ص:۲۳۰/ج:۲۔ زکریا۔

بدائع الصنائع ص:۵۸۴/ج:۲۔ زکریا۔

مجمع الأنہر ص:۵۰۹/ج:۱۔ فقیہ الامت۔

البحر الرائق ص:۱۴۳/ج:۳۔ سعید۔

وإن كانت حاملاً فعدتها أن تضع حملها ۔(هدایه ص:۴۲۳ ج:۲۔ أشرفی دیوبند)۔

ہندیہ ص:۵۸۱ ج:۱۔ زکریا۔

اگر عورت عدتِ طلاق کے ختم ہونے کا اقرار کرے تو نکاح درست ہے یا نہیں؟

سوال (۷۵۹): زید ہندہ کو لیکر بھاگ گیا اور سال بھر وہ گھر رہا اور سال بھر کے بعد اس کا طلاق ہوا اور طلاق کے بعد ہندہ میکے کسی ڈر سے نہیں جاسکی اور زید کے ساتھ رہ گئی اور تین ماہ تیرہ دن پورا کیا اور اس نے نکاح پڑھالیا اور اس کے بعد جس نے نکاح پڑھایا اس نے یہ پوچھا کہ آپ نے تین ماہ تیرہ دن پورا کیا کہ نہیں اس نے کہا کہ میں نے پورا کیا ہے اب یہ بتائیں کہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

اگر عورت عدت گذرنے کا اقرار کرتی ہے اور اس کے بیان کے مطابق عدت کے گزرنے کے بعد نکاح ہوا ہے (جیسا کہ سوال سے یہی معلوم ہو رہا ہے) تو نکاح صحیح ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) وهی فی حق حرةٍ تحیض لطلاق ثلاث حیضٍ۔ (تنویر الأبصار مع الدر المختار ص:۵۰۴ ج:۳۔ کراچی)۔

(۲) هندیه ص:۵۲۹ ج:۱۔ زکریا۔

(۳) إذا طلق الرجل امرأته وهی حرة ممن تحیض فعدتها ثلاثة أقراء۔ (هدایه ص:۴۲۲ ج:۲۔ اشرفی بك ڈپو دیوبند)۔

عدت کا خرچہ اور بچہ کا نفقہ کس کے ذمہ ہے؟

سوال (۷۶۰): مقصود احمد ولد محمد اسحاق محلہ کوڑیہ قصبہ شاہ گنج کے رہنے والے ہیں ہم نے اپنی بیوی شاہ جہاں سلمہا بنت نذیر احمد محلہ پہاڑ پور شہر اعظم گڑھ کو تعلقات خوش گوار نہ رہنے کی بنا پر طلاق دیدیا اور اس کے پاس مجھ سے ایک بچی بھی ہے میری مہر دوسو اکیاون روپیہ سکہ رائج الوقت ہے میں مطلقہ بیوی کو مہر اور عدت کا خرچ دینا چاہتا ہوں اور اس عورت نے میرے خلاف اعظم گڑھ میں مقدمہ قائم کردیا ہے میں غریب آدمی ہوں محنت مزدوری کرتا ہوں وہ میری حیثیت سے زیادہ لینا چاہتی ہے جو میرے لئے دشوار ہے لہٰذا میرے ذمہ شرعی حکم کے مطابق مہر اور عدت کا خرچ جو واجب ہے تحریر فرمائیں۔

(۱) لڑکی ابھی چار سال کی ہے شرعی اعتبار سے وہ اپنی ماں کے پاس کتنے دنوں تک رہ سکتی ہے۔

(۲) میں اپنی بچی کے گزارے کے لئے کتنا دوں کہ گزارہ ہوسکے۔

میری ان گزارشوں پر فتویٰ دینے کی زحمت فرمائیں نوازش ہوگی۔ بندہ ناچیز

الجواب: حامدًا ومصلیًا

نکاح کے وقت جو مہر متعین کی جاتی ہے اس کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے آپ کی تحریر کے مطابق مہر دوسو اکیاون روپئے ہے لہٰذا مہر کے نام پر دوسو اکیاون روپئے کی ادائیگی ضروری ہے۔

عدت کا خرچہ شریعت نے واجب کیا ہے لیکن اس کی تحدید منصوص نہیں ہے ولا تقدیر فی النفقۃ عندنا وانما یجب علیہ کفایتہا بالمعروف وذالک یختلف باختلاف الاوقات والاماکن (خانیہ علی ہامش الہندیہ: ۱/ ۴۲۵) (۱)

اس لئے دو چار متقی افراد زوجین میں سے ہر ایک کے حال کے مطابق جوڑ کر دیں وہ قابل قبول ہوتا ہے۔

وتقدر بقدر کفایتہا بلا اسراف ولا تقتیر ویعتبر فی ذلک حالہما (ای الزوجین) فی الیسار والاعسار وھو اختیار الخصاف وعلیہ الفتویٰ کما فی الھدایہ ففی المؤسرین من الزوجین یعتبر حال الیسار ککسوتھم وفی المعسرین حال الاعسار (ای الافتقار) وفی المختلفین بین ذالک اھ (مجمع الانہر ۱/ ۴۸۶) (۲)

لڑکی مفتیٰ بہ قول کے مطابق ماں کے پاس نو سال تک رہ سکتی ہے۔ الجاریۃ عند الام او الجدۃ حتی تحیض وعند محمد حتی تشتھی وبہ یفتیٰ لفساد الزمان واختلف فی حد الشھوۃ فقدرہ ابو اللیث تسع سنین وعلیہ الفتویٰ کما فی التبیین۔ (ملتقی الابحر مع مجمع الانہر: ۱/ ۲۸۴) (۳)

اولاد کا نفقہ (خرچہ) ہر حال میں باپ کے ذمہ ہے خواہ مؤسر ہو یا معسر اپنی وسعت کے مطابق خرچہ دے لہٰذا صورت مسئولہ میں لڑکی کا خرچہ جب تک لڑکی ماں کے پاس رہے گی باپ ہی کے ذمہ ہے۔

اس باب میں بھی نفقہ کا وجوب تو منصوص ہے لیکن کوئی تحدید منصوص نہیں اس لئے چند دیندار متقی افراد باپ کے حال کی رعایت کرتے ہوئے جوڑ کر دیں گے وہ قابل قبول ہوگا۔

التعلیق والتخریج

(۱) (الخانیۃ علی ہامش الہندیہ ص: ۴۲۵ ج: ۱۔ رشیدیۃ)۔

(۲) (مجمع الأنہر ص: ۱۷۵ ج: ۲۔ فقیہ الامۃ)۔

(۳) (ملتقی الأبحر ص: ۱۶۹ ج: ۲۔ فقیہ الأمت مع مجمع الأن ہر)۔

تجب النفقۃ علی زوجھا لأنھا جزاء الاحتباس۔ (الدر المختار مع الشامی ص: ۵۷۲ ج: ۳۔ کراچی)۔

عدت کا نفقہ کس پر ہے؟

سوال (۷۶۱): بیوی حاملہ ہے طلاق کے بعد اپنے میکہ چلی گئی ہے میکہ والے بہت غریب ہیں ایسی صورت میں زید اس کی کچھ مدد کرے تو عدت کے اخراجات میں اس کا شمار ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

طلاق کے بعد بیوی عدت کے نفقہ کی حق دار شرعاً اس وقت ہوتی ہے جب عدت شوہر کے گھر گزارے، اگر میکہ چلی گئی اور بغیر شوہر کی اجازت ورضا کے گئی تو وہ نفقہ کی حق دار نہیں (۱) لیکن اس کے باوجود شوہر اس کو نفقہ دے تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ اس کو اللہ پاک کے یہاں اجر ملے گا اور صورت مسئولہ میں جبکہ میکہ والے غریب میں شوہر کو چاہئے کہ ضرور تعاون کرے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) المعتدة من الطلاق تستحق النفقة والسكنى..... والأصل أن الفرقة متى كانت من جهة الزوج فلها النفقة.... وإن كانت بمعصية لا نفقة لها۔ (هندية ص:۶۰۵ ج:۱ زكريا)۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الساعي على الأرملة والمسكين كالمجاهد في سبيل الله۔ (سنن النسائي ص:۲۷۷ ج:۱ بلال)۔

مجمع الأنہر ص:۱۸۳/ج:۲ فقیہ الامت۔

معتکفہ کی طلاق وعدت کا حکم

سوال (۷۶۲): ایک عورت مسجد بیت میں معتکف تھی چوتھے دن اس کے شوہر نے اسے طلاق دیدی کیا وہ عدت گذارنے کے لئے اپنے گھر جا سکتی ہے اور اگر چلی گئی تو اعتکاف کی قضاء اس کے ذمہ ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

عدت گذارنے کے لئے اپنے گھر جا سکتی ہے وہاں رہ کر بقیہ دنوں کا اعتکاف کرے ''لو كانت المرأة معتكفةً في المسجد فطلقت لها ان ترجع الى بيتها تبنى على اعتكافها'' (كذا في التبيين: (۱) ۱/۳۵۱، الفتاویٰ الہندیہ: ۱/۲۱۲) (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) تبیین الحقائق ص:۳۵۱/ج:۱۔ امدادیہ ملتان۔

(۲) (الفتاویٰ الہندیہ ص:۲۱۲ ج:۱۔ رشیدیہ)۔

البحر الرائق ص:۳۰۳/ج:۲۔ سعید۔

باب الاعتکاف قولہ: ف إن خرج ساعة بلا عذر فسد۔

طلاق کی عدت کا خرچہ شوہر پر لازم ہے

سوال (۷۶۳): زید نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دیکر زوجیت سے علاحدہ کردیا تو زید پر مہر اور عدت کا خرچہ آئے گا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

طلاق کی عدت کا خرچہ شوہر کے ذمہ لازم ہے (۱) اور اگر جماع یا خلوت صحیحہ ہو چکی ہے

تو پورا مہر دینا لازم ہے(۲) ورنہ نصف مہر دینا ضروری ہے۔(۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسكنى كان الطلاق رجعياً أو بائناً أو ثلاثاً حاملاً كانت المرء ة أو لم تكن كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (الفتاوىٰ الهندية ص:۶۰۵ ج:۱. زكريا).

(۲) المهريتأ كدبأحد ثلاثة معان. الدخول والخلوة الصحيحة، وموت أحد الزوجين. (بدائع الصنائع ص:۵۸۴ ج:۲. زكريا).

(۳) وبالطلاق قبل الدخول يتنصف أي المسمى. (البحر الرائق ص:۱۴۴ ج:۳. سعید).

تبیین الحقائق ص:۱۳۸ ر ج:۲. امدادیہ ملتان۔

عدت والی عورت کا گھر سے نکلنے کا حکم

سوال (۷۶۴): اگر کوئی عورت عدت میں ہو اور اسی گاؤں میں یا دوسری جگہ عورت کا باپ بیمار ہے یا مر چکا ہے تو دیکھنے جا سکتی یا نہیں؟ یا صرف میاں بیوی تھے شوہر مر گیا تو کیا بیوی گھر تنہا نہ سو کر کسی دوسرے گھر عدت کے اندر سو سکتی ہے کہ نہیں؟

عدت اعتکاف کے مانند ہے اگر نکل جائے تو کس طرح عور پھر پوری طرے بلا ضرورت کیا عدت میں عورت باہر قدم نکال سکتی ہے کہ نہیں جبکہ تمام ضرورت کی چیزیں اس کے گھر بر ہیں اور جس کے گھر ضرورت سے فراغت وغیرہ کا انتظام نہ ہو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ عورت نیا کپڑا یا چوڑی وغیرہ کب استعمال کرے۔ بہت سی عورتیں شوہر کے انتقال کے بعد کافی دنوں تک نہ چوڑی پہنتی ہیں نہ رنگین کپڑا اور نہ زیور وغیرہ استعمال میں لاتی ہیں اسی طرح مردوں کے مثل ہاتھ رکھتی ہیں، کہاں تک شریعت اجازت دیتی ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

نہیں دوسرے کے گھر جا کر سونا جائز نہیں۔ کذا فی الہندیہ ج ۱ ص ۵۳۵ اور اگر تنہائی کی وجہ سے بہت زیادہ وحشت ہو رات میں اس گھر میں کوئی مانوس کرنے والا نہ ہو تو دوسرے کے گھر منتقل ہونا جائز ہے(۱) (ہندیہ: ۱ر ۵۳۵) گھر کے آنگن صحن میں نکل سکتی ہے، ہر وقت کمرے میں رہنا ضروری نہیں، قضاء حاجت کی جگہ اگر گھر میں نہ ہو تو باہر جا سکتی ہے، صرف عدت کے زمانہ میں رنگین کپڑا وغیرہ تزین کی ممانعت ہے عدت بعد جائز ہے، ہمیشہ زینت کو ترک کئے رکھنا یہ بھی صرف ایک رسم ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) على المعتدة أن تعتد في المنزل الذي يضاف إليها بالسكنى حال وقوع الفرقة والموت كذا في الكافي.... إن اضطرت إلى الخروج من بيتها بأن خافت سقوط منزلها أو نافات على مالها.... فلا بأس عند ذلك أن تنتقل. (الفتاوىٰ الهندية ص:۵۸۷ ج:۱. زكريا).

البحر الرائق ص:۲۵۶ ر ج:۴۔ زکریا۔ تبیین الحقائق امدادیہ ملتان۔ ص:۳۷ ر ج:۳۔

جس گھر میں طلاق ہوئی، کوئی دیکھ ریکھ کرنے والا نہیں، عدت کہاں گزارے؟

سوال (۷۶۵): زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیا جب اس کے میکے والوں کو معلوم ہوا تو لڑکی کو اپنے گھر لائے اور لڑکی حاملہ ہے جس گھر میں طلاق ہوئی کوئی دوسرا دیکھ ریکھ کرنے والا نہیں صرف لڑکی کے خسر ہیں اس حالت میں لڑکی عدت کہاں گذارے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

شوہر کے گھر عدت گذارے، بلا عذر شرعی وہاں سے نکلنا درست نہیں، خسر کو چاہئے کہ اس کا خیال رکھے اور اس پر دھیان دے، اور شوہر کے ذمہ عدت کا نفقہ واجب ولازم ہے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) تعتدان أی معتدۃ طلاق وموتٍ فی بیت وجبت فیه ولا یخرجان منه۔ (الدر المختار مع الشامی ص:۵۳۶ ج:۳) کراچی۔

(۲) البحر الرائق ص:۲۵۶ ج:۴۔ زکریا۔

(۳) تبیین الحقائق ص:۳۷ ج:۳۔ امدادیہ ملتان۔

(۴) المعتدۃ عن الطلاق تستحق النفقۃ والسکنی۔ (ہندیہ ص:۶۰۵ ج:۱۔ زکریا)۔

بیوہ عدت وفات کہاں گزارے؟

سوال (۷۶۶): بیوہ عورت عدت وفات کہاں گذارے گی؟ کیا شوہر کے یہاں یا اپنے ہی میکے میں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

عورت شوہر کی زندگی میں جہاں تھی یعنی شوہر کے گھر، وہیں پر عدت وفات بھی گذارے گی، چنانچہ فتاوی نظامیہ میں ہے کہ شوہر کی زندگی میں عورت جہاں سکونت پذیر تھی عدت وہیں گذارے۔ (فتاوی نظامیہ ج ۱ ص ۱۵۴) اور قدوری میں ہے: وعلی المعتدۃ ان تعتد فی المنزل الذی یضاف الیها بالسکنی حال وقوع الفرقة (قدوری ص ۱۸۸)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) قدوری ص:۱۸۸ متن۔ باب العدۃ۔

الفتاویٰ الہندیہ ص:۵۸۷؍ج:۱۔ زکریا۔

البحر الرائق ص:۲۵۶؍ج:۴۔ زکریا۔

تبیین الحقائق ص:۳۷؍ج:۳۔ امدادیہ ملتان۔

معتدہ متوفی عنہا زوجہا کا زمانۂ عدت میں میکہ جانا کیسا ہے؟

سوال (۷۶۷): میری والدہ عدت وفات گزار رہی ہے، تو کیا وہ اپنے بھائی کے انتقال پر میکہ جا سکتی ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

زمانہ عدت میں (خواہ طلاق کی ہو یا وفات کی) گھر سے معتدہ کا باہر نکلنا اور کہیں کا سفر کرنا شرعاً جائز نہیں، البتہ عدت وفات میں اگر نان ونفقہ کا انتظام نہ ہو تو مجبوراً بوجہ عذر گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ سوال میں ذکر کردہ معتدہ عورت کا اپنے بھائی کے انتقال پر میکہ جانا شرعاً درست نہیں ہے۔ (موسوعۃ الفقہیہ ج ۲۹ ص ۳۴۸)

التعلیق والتخریج

(۱) ذهب الفقهاء إلى أنه يجب على المعتدة من طلاق أو فسخ. أو موتٍ ملازمة السكن في العدة. فلا تخرج منه إلا لحاجة أو عذرٍ. (الموسوعة الفقهية ص:۳۴۸ ج:۲۹)۔

(۲) قدوری ص:۱۸۸۔

(۳) الفتاویٰ الهندية ص:۵۸۷ ج:۱۔ زکریا۔

(۴) تبیین الحقائق ص:۳۷ ج:۳۔ امدادیہ ملتان۔

کتاب الذبائح والأضحیة

رات میں قربانی کرنا کیسا ہے؟

سوال (۷۶۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ رات کو کسی جانور کے ذبح کرنے میں کوئی کراہت ہے یا نہیں اگر کراہت ہے تو مدلل جواب سے نوازیں؟

الجواب: حامدًاومصلیًا

دن میں ذبح کرنا مستحب ہے کذا فی عالمگیری کتاب الذبائح والمستحب ان یکون الذبح بالنہار ص ۲۸۷ اور مستحب کو قصداً ترک کرنے کی وجہ سے کراہت تنزیہی لازم آتی ہے کذا فی الطحطاوی علی المراقی ص ۳۲
ومقتضی ترك السنة كراهة التنزيه مع العمدة والا فلا الخ بہر صورت رات کو اگر کوئی بالقصد جان بوجھ کر ذبح کرتا ہے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے ورنہ نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (ہندیہ ج:۵ ص:۳۳۱ زکریا بک ڈپو دیوبند)۔

(۲) (حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی) ص:۵۷، دار الکتاب دیوبند)۔

ویجوز الذبح فی لیالیها إلا أنه یکره لاحتمال الغلط فی الظلمة۔ (البحر الرائق ج:۸، ص:۳۲۲۔ زکریا)۔

والمستحب ذبحها بالنهار دون اللیل، لأنه امکن لا ستیفاء العروق۔ (هندیه ج:۵، ص:۳۴۱، زکریا)۔

وهکذا فی ۔۔۔ الفتاویٰ التاتارخانیه۔ ۱۷ ج:۴۲۰، زکریا۔

احسن الفتاویٰ ج:۷، ص:۵۱۰۔ دار الاشاعت دهلوی۔

فتاویٰ محمودیه ۱۷/۴۵۶۔ مکتبه شیخ الاسلام دیوبند۔

صرف مردے کے نام سے قربانی کرنے سے وجوب ساقط نہ ہوگا

سوال (۷۶۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر قربانی کوئی شخص مردے کے نام سے کروائے تو کیا ایک نام زندہ آدمی کی بھی کروانا چاہئے اصل مسئلہ سے روشناس فرمائیں۔

الجواب: حامدًاومصلیًا

مسئلہ مذکورہ فی السوال میں لوگوں کا قول بالکل صحیح ہے یعنی جو آدمی صاحب نصاب ہے جس کی وجہ سے اس پر قربانی واجب ہے پھر وہ شخص اپنے نام سے قربانی نہ کرے بلکہ صرف کسی میت کے نام سے قربانی کردے تو اس قربانی سے اس کے ذمہ جو واجب ہے وہ ساقط نہیں ہوگا بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے نام کی قربانی کرے اس کے بعد اگر وسعت ہو تو میت کے نام قربانی کردے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) فلا تجوز الشاة والمعز إلاعن واحد وإن كانت عظيمة سمينة۔ (هنديه ج:۵، ص:۲۹۷، رشيديه پاکستان)۔

(۲) وفی الظهيرية۔ ولو أن رجلين ضحيا بعشر من الغنم بينهما لم تجز۔ (البحر الرائق ج:۸، ص:۱۷۷، سعيد کراچی)۔

فتاویٰ محمودیه ج:۱۷ ج:۳۳۰۔ مکتبه شیخ الاسلام دیوبند۔

قال الامام العینی: اعلم أن الشاة لا تجزئ الاعن واحد وانها اقل ما تجب۔
(ملتقی الابحر ج:۲،ص:۲۲۵ مؤسسة الرسالة)۔

ایام اضحیہ میں قربانی نہیں کرنے کا کیا حکم ہے؟

سوال (۷۷۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ اگر کسی غنی نے قربانی کے لئے جانور خریدا اور کسی وجہ سے قربانی کے ایام میں قربانی نہ کرسکا اب وہ بعد گذرنے ایام اضحیہ کے عقیقہ کرنا چاہتا ہے تو کیا اسی جانور کا عقیقہ شرعاً جائز ہے یا نہیں براہ کرم جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

اسی جانور کا زندہ صدقہ کرنا واجب ہے عقیقہ درست نہیں کذا فی شرح (۱) التنویر ج۵ ص۳۱۴ وتصدق بقیمتها غنی شراها اولا ذکر فی البدائع ان الصحیح ان الشاة المشتراة للاضحیة اذا لم یضح بها حتی مضی الوقت یتصدق الموسر بعینها حیة کالفقیر بلا خلاف بین اصحابنا رحمهم الله تعالیٰ

ولو ترك الاضحية ومضت ایامها تصدق بها حیة الخ (الدر المختار ج۵ ص۲۰۳)(۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) وتصدیق بقیمتها غنی شراها۔۔۔ الی کالفقیر بلا خلاف بین اصحابنا رحمهم الله تعالیٰ۔ (الشامی ج:۵،ص:۲۰۴، مکتبہ نعمانیہ دیوبند)۔

(۲) ولو ترك الاضحية ومضت ایامها تصدق بهاحية۔ (الدر المختار ج:۲،ص:۲۳۲،

دار الکتاب دیوبند)۔

إذا اشترى اضحية فوجبها ثم باعها ولم يضح ببدلها حتى مضى ايام النحر تصدق بقيمته التى باع، فإن لم يبع حتى مضت ايام النحر تصدق بهاحية، فان ذبحها وتصدق بالحمها جاز۔ (الفتائ التاتارخانيه ۱۷ ج:۴۲۳ زکریا دیوبند)۔

(۴) ولو لم يضح حتى مضت أيامها وكان غنياً وجب عليه ان يتصدق بالقيمة سواء اشتراها أو لم يشترها وان كان فقيراً فان كان اشتراها وجب عليه التصدق بها۔ (البحر الرائق ۸ ص:۱۷۶ سعید کراچی)۔

ومنها: أنها تقضى اذا فاتت عن وقتها، ثم قضاؤها قد يكون۔۔۔ الى فيتصدق بعينها حيّه۔ سواء كان موسراً أو معسراً وكذا إذا اشترى شاة ليضحى بها فلم يضح حتى مضى الوقت۔ (هنديه ج:۵، ص:۳۳۹، زکریا دیوبند)۔

بقرعید کی نماز سے پہلے پیدا ہونے والے بکری کی قربانی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک بکری کا بچہ جو بقرعید کی نماز کے پہلے پیدا ہورہا ہے کیا اس بچہ کی قربانی آئندہ سال بقرعید کی نماز کے بعد کی جاسکتی ہے یا نہیں مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

قربانی کے جائز ہونے کے لئے بکری کے بچہ کا مکمل ایک سال کا ہونا ضروری ہے ایک سال سے اگر ایک گھنٹہ کم ہوگیا تو اس کی قربانی جائز نہیں اس لئے احتیاطاً عید کے دوسرے دن بکری کی قربانی کریں۔

فقد ذکر القدوری ان الفقهاء قالوا الجذع من الغنم ابن ستة اشهر والثنى ابن ستة الخ وبعد اسطر قال وتقدير هذه الاسنان بما قلنا يمنع النقصان ولا يمنع الزيادة حتى لو ضحى باقل من ذالك شيئًا لا

یجوز ولو ضحّٰی باکثر من ذالك شیئاً یجوز ویکون افضل فتاویٰ ھندیہ (۱) ج ۵ ص ۲۹۷ وھکذا فی امداد (۲) الفتاوی ج ۳ ص ۴۹۰ شیاً کی تعمیم اس پر دال ہے کہ ایک سال سے چند گھنٹے کا کم ہونا بھی مانع عن جواز الاضحیہ ہے فافہم۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ہندیہ ج:۵،ص:۲۹۷ رشیدیہ۔

(۲) والجزع من الضأن ماتمت له سنة أشهرٍ عند الفقهاء۔ وذكر الزعفرانی انه ابن سبعة أشهرٍ والثنی من الضأن والمعز ابن سنة۔ (البحر الرائق ج:۸،ص:۱۷۷، سعید کراچی)۔

وہکذا فی۔(تبیین الحقائق ج:۶،ص:۷، امدادیہ ملتان۔

شامی ۶/ ۳۲۲۔۳۲۱۔کراچی پاکستان۔

(۲) امداد الفتاویٰ ج:۳،ص:۵۶۸۔زکریا بک ڈپو دیوبند۔

قربانی کی کھال کو خود استعمال کرنا جائز ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قربانی کے جانور کی کھال کو ہم اپنے مصرف میں لا سکتے ہیں کہ نہیں یا اس کو کسی ایسے مدرسہ میں دے دیں جہاں کہ نادار بچے نہیں رہتے اور اس کی قیمت کو کسی ایسے مدرسہ میں دے دیں جہاں نادار طلباء پڑھتے ہیں اور ان کا قیام وطعام مدرسہ پر رہتا ہے تو ایسی صورت میں ہمارے ذمہ سے اس امر کی ادائیگی کس صورت میں ہوگی آپ سے گذارش ہے کہ بحوالہ کتب تحریر فرمائیں جس سے ہم بری الذمہ ہوسکیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

قربانی کا چمڑہ فروخت کرنے سے قبل خود بھی استعمال کرسکتا ہے (مثلاً ڈول بنوالے، موزہ بنوالے) اور اغنیاء کو بھی دے سکتا ہے اور فقراء ومساکین کو بھی دے سکتا ہے غرضیکہ قربانی کرنے والا اس چمڑے کا مالک ہوتا ہے جہاں چاہے صرف کرے لیکن اگر اس کو فروخت کردیا تو خواہ کسی بھی نیت سے فروخت کرے اس پیسہ کا صدقہ کرنا واجب ہوجاتا ہے اس کا مصرف فقراء ومساکین ہیں اور وہ تمام لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مصارف ہیں اس پیسہ کو اغنیاء کو دینا یا ملازمین ومدرسین کی تنخواہ میں دینا یا قصاب کی اجرت میں دینا جائز نہیں۔ کذا فی العالمگیری(۱) ج ۵ ص ۳۰۱ الباب السادس ویتصدق بجلدھا او یعمل منه نحو غربال وجراب الی ان قال ولا یبیعه بالدراھم علی نفسه وعیاله واللحم بمنزلة الجلد فی الصحیح الخ کذا فی التبیین(۲) وفی خلاصة الفتاوی(۳) الفصل السادس فی الانتفاع بالاضحیة ویجوز الانتفاع بجلد الاضحیة والهدی والمتعة والتطوع بأن یتخذہ فروا او جرابًا او غرباً لا وله ان یشتری به متاع البیت کالغربال والجراب والخف ولا یشتری به الخل المری واللحم ولا بأس ببیعه بالدراهم یتصدقها ولیس له ان یبیعه بالدراهم ینفقها علی نفسه ولو فعل ذالك یتصدق بثمنه الخ (ج ۴ ص ۳۲۱ وج ۴ ص ۳۲۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ویتصدق بجلدھا أو یعمل منه نحو غربال۔۔۔۔ إلی بمنزلة الجلد فی الصحیح۔

(ھندیه ج:۵،ص:۳۰۱) رشیدیه۔

(۲) و کذا فی (تبیین الحقائق ج:۶،ص:۸۔ امدادیه ملتان۔

(۳) ویجوز الانتفاع بجلد الاضحیة..... إلی ولیس له أن یبیعه بالدراهم ینفقها علی نفسه ولو فعل ذلك یتصدق بثمنه۔ (خلاصة الفتاویٰ ج:۴، ص:۳۲۲۔ ۳۲۱) مکتبه اشرفیه دیوبند۔

(۴) ویتصدق بجلدها أو یعمل منه نحو غربالی أو جراب۔ لأنه جزء منها وکان له التصدق والانتفاع به ألا تری أن به أن یأکل لحمها ولا بأس بأن یشتری به ما ینتفع بعینه مع بقائه استحساناً وذلك مثل ماذکرنا لان للبدل حکم المبدل۔

(البحر الرائق ج:۸، ص:۱۷۸، سعید کراچی)۔

وهکذا فی الشامی۔ ج:۶، ص:۳۲۸، کراچی پاکستان۔

لا بأس بأن ینتفع بإهاب الأضحیة أو یشتری بها الغربال والمنخل وان باعه بدراهم أو فلوس یتصدق بثمنه۔ (فتاویٰ قاضی خان: ج:۳،ص:۲۴۱، دارالکتب العلمیه)۔

شکار پر تیرے چلاتے وقت بسم اللہ پڑھنا معتبر ہے یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شکار کے سلسلہ میں بعض لوگوں کا اعتقاد ہے کہ تیر مارتے وقت اگر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ لیا جائے تو تیرے سے شکار ہلاک ہونے کے بعد دستیاب ہو تو ایسی صورت میں اس کو حلال نہیں قرار دیا جاسکتا اور اسی طرح کتا کو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر چھوڑنے کے بعد جو شکار مرنے کے بعد (چاہے اسے کتے نے بالکل نہ کھایا ہو) ملے تو اس کو بھی حلال نہیں سمجھنا چاہئے جو لوگ اس طرح کے شکار کو حلال سمجھتے ہیں ان کے بارے میں غلط احساس پیدا ہو رہا ہے براہ کرم اس مسئلہ کو قرآن وسنت کی روشنی میں سمجھانے کی زحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

شکاری تیر چلاتے وقت یا کلب معلم چھوڑتے وقت اگر بسم اللہ پڑھ لے پھر وہ تیر چلائے یا کتا چھوڑے اور وہ جا کر شکار کو زخمی کردے تو اس کا کھانا جائز ہے وہ حلال ہے جو

لوگ اس کو حرام سمجھتے ہیں ان کے کم علمی کی دلیل ہے۔

ثم الاصطیاد قد یکون بالرمی وارسال الجوارح المعلّمة کالکلب والفهد والبازی والباشق والصقر نصب الشبکة وحفر البئر وغرز القصب والسکین وما اشبه ذالك فان اراد الرمی ینبغی ان یکون السهم جارحًا ویسمّی عند الرمی حتی لو قتله السهم جرحًا حل اکله ومن شرطه ان یرمی الی صیده (فتاوی خانیہ ج ۳ ص ۳۵۹)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ثم الاصطیهاد قد یکون بالرمی وارسال الجوارح.... الی ومن شرطه ان یرمی إلی صیده۔ (فتاویٰ قاضی خان ج:۳، ص:۲۴۷، دار الکتب العلمیه)۔

(۲) ویشرط إرسال مسلم أو کتابی وبشرط التسمیة أی ممن یعقل بخلاف غیره من صبی أو مجنون أو سکران.... عند الإرسال فالشرط اقتران التسمیة به فلو ترکها عمداً عند الإرسال ثم زجره معها فانزجر لم یؤکل صیده۔ (در مختار مع الشامی ج:۶، ص:۴۶۵ کراچی)۔

ویحل بالکلب المعلم والفهد والبازی وسائر الجوارح المعلمة أی یحل الاصطیاد بهذه الأشیاء وغیره۔ إلی فلا بأس بصیده۔ (تبیین الحقائق ج:۶، ص:۵۰۔ امدادیه ملتان)۔

و کذا فی۔ (البحر الرائق ج:۸، ص:۲۲۰۔ سعید کراچی۔

ویشترط فی الرمی التسمیة عند الرمی وفی إرسال الکلب والبازی إلی وإن ترك ناسیاً حل اکله۔ (هندیه ج:۵، ص:۴۲۱۔ رشیدیه۔

مسائل قربانی

(۱) اگر چند افراد مل کر بڑے جانور کا ایک حصہ یا چھوٹا جانور حضور اکرم ﷺ کے نام قربانی کریں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، درست ہے۔

(۲) اگر صاحب نصاب شخص اپنی قربانی چھوڑ کر اپنے میت کے نام کرے تو اس سے اس کا وجوب ساقط نہیں ہوگا، اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے نام کی قربانی کرے اس کے بعد اگر گنجائش ہو تو میت کی طرف سے کرے۔

(۳) اگر کسی میت نے قربانی کی وصیت کی ہو تو ورثہ کے ذمہ واجب ہے کہ ایک تہائی مال سے میت کے نام قربانی کریں۔

(۴) اگر کسی شخص نے بغیر وصیت کے کسی میت کی طرف سے قربانی کر دی تو اس کا ثواب میت کو پہنچ جائے گا۔

(۵) قربانی کے لئے سال بھر سے کم کی بکری یا بھیڑ اور دو سال سے کم کی بھینس اور پڑوا اور پانچ سال سے کم کا اونٹ جائز نہیں۔

(۶) چھ ماہ کا ایسا دنبہ جس کو سال بھر کے دنبوں میں اگر چھوڑ دیا جائے تو کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ چھ ماہ کا ہے، اس کی قربانی جائز ہے۔

(۷) بکری، بکرا، دنبہ، بھیڑ میں ایک سے زائد حصہ درست نہیں۔

(۸) بھینس، پڑوا، اونٹ وغیرہ بڑے جانور میں سات سے زائد حصہ درست نہیں اگر آٹھواں شخص شریک ہوگیا تو اس کی قربانی درست نہیں ہوگی۔

(۹) اگر ایک جانور یا ایک حصہ کی قربانی کر کے اس کا ثواب بہت سے افراد کو پہنچا دیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، درست ہے۔

(۱۰) قربانی کے ایام تین یوم ہیں ۱۰/ ۱۱/ ۱۲/ ذی الحجہ کو غروب سے پہلے قربانی ختم کر دینی چاہئے، غروب کے بعد اگر کسی شخص نے قربانی کی تو اس کی قربانی درست نہیں ہوگی۔

(۱۱) اگر کوئی شخص اپنی طرف سے قربانی کرنے کی اجازت کسی کو دے اور وہ قربانی کر دے اس کے بعد وہ انکار کر دے تو اس کا انکار معتبر نہیں ہوگا، اس کے ذمہ اس کی قیمت کا ادا کرنا ضروری ہوگا۔

(۱۲) جانور کو ذبح کرنے کے بعد ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال کا اتارنا درست نہیں یہ جانور پر ظلم ہے، حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(۱۳) اگر کوئی شخص جنگلی جانور نیل گائے وغیرہ پکڑ کر پال لے اور اس کی قربانی کرے تو قربانی درست نہیں ہوگی، قربانی کا وجوب ذمہ سے ساقط نہیں ہوگا۔

(۱۴) قربانی کی کھال فروخت کر کے کسی امام مسجد یا مؤذن یا مدرس کی تنخواہ میں دینا درست نہیں۔ مکاتب میں جہاں نادار بچے نہ ہوں اور نہ مطبخ ہو، قربانی کی کھال دینا درست نہیں، تعمیر میں کھال کی قیمت لگانا درست نہیں۔

(۱۵) اگر نر و مادہ دونوں گوشت اور قیمت میں برابر ہوں تو مؤنث (مادہ) کی قربانی افضل ہے۔

(۱۶) اگر بکرے کی قیمت بڑے جانور کے ایک حصہ کے برابر یا زائد ہو تو بکرے کی قربانی افضل ہے۔

(۱۷) اگر کسی شخص کو بڑے جانور میں صرف ایک حصہ قربانی کرنی ہو تو بہتر یہ ہے کہ جانور خریدنے سے پہلے ہی اپنے علاوہ مزید چھ شریک تلاش کر لے اس کے بعد جانور خریدے اور اگر پورا جانور خرید لیا اس کے بعد اس نے شرکاء تلاش کئے اور ان سے پیسے لیکر ان کو حصہ دار بنایا تب بھی کوئی حرج نہیں قربانی درست ہو جائے گی۔

(۱۸) اگر کسی مالدار صاحب نصاب نے قربانی کا جانور خریدا، اس کے بعد وہ جانور گم ہوگیا اس نے جانور خرید لیا پھر پہلا جانور مل گیا تو اس کے ذمہ ایک جانور کی قربانی واجب ہے دونوں جانور کی نہیں۔

(۱۹) اگر کسی غریب نے جس پر قربانی واجب نہیں تھی، قربانی کا جانور خریدا، اس کے بعد وہ گم ہوگیا اس نے پھر دوسرا جانور خرید لیا، پھر پہلا جانور بھی مل گیا تو دونوں جانور کی قربانی

واجب ہوگی۔اور اگر اس نے دوسرا جانور خریدنے کے وقت یہ نیت کرلی کہ پہلا جانور جو گم ہوگیا ہے اس کی جگہ پر خریدتا ہوں تب ایک ہی جانور کی قربانی واجب ہوگی۔

(۲۰) اگر مال دار نے قربانی کا جانور خریدا، اس کے بعد وہ جانور مرگیا تو اس کے ذمہ واجب ہے کہ دوسرا جانور خرید کر اس کی قربانی کرے۔اور اگر غریب نے قربانی کے لئے جانور خریدا اور وہ مرگیا تو اس کے ذمہ دوسرا جانور خرید کر اس کی قربانی کرنا ضروری نہیں۔

(۲۱) اگر غریب نے قربانی کے ایام میں قربانی کی نیت سے جانور خریدا تو اس کی قربانی واجب ہے۔

(۲۲) اگر قربانی کے جانور کے تھن میں دودھ ہو تو اس کو نکال کر اپنی ضرورت میں استعمال کرنا درست نہیں بلکہ اس دودھ کو صدقہ کردینا چاہئے۔

(۲۳) جانور ذبح کرنے والے نے کچھ حصہ ذبح کرکے چھری قصاب کے حوالے کردیا تو قصاب کے ذمہ لازم ہے کہ وہ بھی بسم اللہ پڑھ کر باقی ماندہ حصہ کو ذبح کرے اگر قصاب نے بسم اللہ نہیں پڑھا تو قربانی درست نہ ہوگی۔

(۲۴) بڑے جانور کے شرکاء میں سے اگر کسی ایک کا انتقال ہوجائے تو ورثہ کی اجازت سے اس کی طرف سے قربانی کی جاسکتی ہے بشرطیکہ ورثہ بالغ ہوں۔

(۲۵) جن دیہاتوں میں عیدین کی نماز واجب نہیں وہاں قربانی کا وقت ۱۰/ذی الحجہ کی صبح سے شروع ہوجاتا ہے، لہٰذا اگر نماز عید الاضحیٰ سے قبل کسی نے قربانی کرلی تو درست ہے۔

(۲۶) قربانی کا بہتر وقت دن ہے، رات میں قربانی کرنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔

(۲۷) قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دینا جائز ہے۔

(۲۸) اگر نذر کی قربانی ہو یا میت نے وصیت کی ہو، اس کی طرف سے ورثہ نے قربانی کی ہو تو اس کا گوشت صدقہ کرنا ضروری ہے۔(عالمگیری)

(۲۹) اگر کسی نے قربانی کے لئے بھیڑ خریدا تو اس کے بال کو کاٹ کر اپنے استعمال میں لانا درست نہیں اس کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔(عالمگیری)

(۳۰) کانجی ہاؤس میں نیلام ہونے والے جانور کو خرید کر اس کی قربانی کرنا جائز ہے۔

(۳۱) اگر بکری کے بچہ کی پرورش خنزیر کے دودھ سے ہوئی ہو اس کے بعد اسی جانور کی قربانی کوئی کرنا چاہئے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اس کی قربانی جائز ہے، اس کے گوشت کا کھانا درست ہے۔

(۳۲) اگر قربانی کے جانور کے پیٹ سے زندہ بچہ نکل آئے تو اس کو بھی ذبح کردینا چاہئے۔

(۳۳) اگر کوئی شخص بڑے جانور میں چند حصے ولیمہ کی نیت سے لے لے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اوروں کی قربانی درست ہوجائے گی۔

(۳۴) اگر عورت طاقتور ہے اور قربانی کرنا جانتی ہے تو افضل یہ ہے کہ وہ خود ہی اپنے ہاتھ سے ذبح کرے لیکن قصاب کے سامنے بے پردہ نہ آئے بلکہ ذبح کرکے چلی جائے تو اس کے بعد قصاب آکر کھال اتار دے۔

(۳۵) اگر نابالغ بچہ قربانی کرنا جانتا ہو اور قربانی کردے تو کوئی حرج نہیں، قربانی درست ہے، (عالمگیری)

(۳۶) شہر میں رہنے والوں کے لئے ضروری نہیں کہ ہر جگہ جب نماز ختم ہوجائے جب ہی قربانی کریں بلکہ اپنی نماز ادا کرکے قربانی کرسکتے ہیں بلکہ ایک جگہ بھی عید الاضحیٰ کی نماز ہوجائے تو قربانی جائز ہوجاتی ہے اس کے بعد شہر والے قربانی کرسکتے ہیں۔(شامی)

(۳۷) اگر قربانی کرتے وقت سر جانور سے جدا ہوجائے تب بھی قربانی ہوجاتی ہے، البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔(شامی)

(۳۸) ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہیں کرنا چاہئے، حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(۳۹) بکرے کے خصیتین (کپورے) کا کھانا درست نہیں، کھانے والا گنہگار ہوگا۔

(۴۰) حاملہ (گابھن) جانور کی قربانی جائز ہے لیکن اگر ولادت (بچہ دینے کا وقت) قریب ہو تب قربانی کرنا مکروہ ہے۔(عالمگیری)

(۴۱) اگر بکرا ایک سال سے ایک دن کا بھی کم ہو تو اس کی قربانی درست نہیں، مکمل ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔

(۴۲) قربانی کے دن مستحب یہ ہے کہ سب سے پہلا لقمہ جو منہ میں جائے وہ قربانی کا گوشت ہو لیکن یہ تصور غلط ہے کہ بقرعید کے دن روزہ ہوتا ہے، افطاری قربانی کے گوشت سے ہی ضروری ہے اگر قربانی کے گوشت کے علاوہ کوئی دوسری چیز کھا پی لیا تو گنہگار نہیں ہوگا۔ اگر ایسا شخص جس پر قربانی واجب نہیں وہ گوشت کا انتظار کرے اور سب سے پہلا لقمہ قربانی کے گوشت کو بنائے تو بہتر ہے کوئی حرج نہیں۔

(۴۳) بڑے جانور میں اگر چند افراد شریک ہوں تو افضل یہ ہے کہ قربانی کے وقت سب موجود رہیں، لیکن اگر کسی نے اجازت دیدی اور قربانی کے وقت جانور کے پاس موجود نہیں رہا تو کوئی حرج نہیں، قربانی ہو جائے گی۔

(۴۴) اگر ایام قربانی میں صاحب نصاب کسی وجہ سے قربانی نہ کر سکے تو ایام قربانی کے گذرنے کے بعد ایک بکری کی قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہے اور اگر جانور خرید چکا ہو تو اس جانور کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔ (درمختار، رد المحتار، مجمع الانہر، سکب الانہر، عالمگیری، فتاویٰ محمودیہ، امداد الفتاویٰ)

قربانی کا گوشت کافر کو دینے کا حکم

سوال: کسی کافر کو قربانی کا گوشت دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

از روئے شرع کافر کو قربانی کا گوشت دینا جائز ہے ويهب منها ما شاء للغني والفقير والمسلم والذمي (ہندیہ ج ۵ ص ۳۰۰)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) (هنديه ج:۵، ص:۳۰۰۔ رشيديه)۔

وللمضحي أن يهب كل ذلك أو يتصدق به أو يهديه لغني أو فقير مسلم أو كافرٍ۔

(اعلاء السنن ج:۱۷، ص:۲۶۲)۔ المكتبة الامداديه مكة المكرمة۔

فتاویٰ محموديه ج:۱۷، ص:۴۳۴۔ مكة شيخ الاسلام ديوبند۔

قربانی کا گوشت بلاوزن تقسیم کرنے کا حکم

سوال: قربانی کے گوشت کو بغیر وزن کے آپس میں تقسیم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

بغیر وزن کے قربانی کے گوشت کو شرکاء کے درمیان تقسیم کرنا جائز نہیں ويقسم لحمها وزنا بين الشركاء لأنه موزون (لاجزافا) لأن في القسمة معنى التمليك فلا يجوز جزافًا (ملتقی الابحر(۱) مع مجمع الانہر ج ۳ ص ۵۱۷) وهكذا في الشامي (۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) ويقسم لحمها وزناً بين الشركاء لانه موزون..... الى فلا يجوز جزافاً۔ (مجمع الانهر في شرح ملتقى الابحر ج:۴، ص:۱۶۸) مكتبه فقيه الامة۔

(۲) ويقسم اللحم وزناً لا جزافاً۔ (الدر المختار ج:۶، ص:۳۱۷، كراچی)

ويقسم لحمها وزناً لأنه موزون لا جزافاً لاحتمال الربا۔ (مجمع الأنهر مع سكب الانهر ج:۴، ص:۱۶۸۔ فقيه الامة ديوبند)۔

سبعة ضحوا بقرة واقتسموا لحمها وزناً جاز.... فإن اقتسموا اللحم جزافاً لا

یجوز.... ولو أنهم اقتسموا لحمها جزافاً وحلل کل واحد منهم لأصحابه لفضل لا یجوز۔ (فتاویٰ قاضی خان ج:۳،ص:۲۳۷،دار الکتب العلمیة)۔

وکذا فی البحر الرائق ج:۸،ص:۱۷۴۔ سعید کراچی۔

قربانی کی کھال کی قیمت کافر کو دینے کا حکم

سوال: قربانی کی کھال فروخت کردینے کے بعد اس کی قیمت میں سے کل یا بعض کسی کافر کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًاومصلیًا

صورت مسئولہ میں کسی کافر کو کھال کی قیمت دینا جائز نہیں ہے کیونکہ کھال کو فروخت کردینے کے بعد اس کی قیمت صدقہ کردینا واجب ہے اور کافر صدقہ کا محل نہیں ہے ولا یبیع بالدراهم ولینفق الدراهم علی نفسه وعیاله واللحم بمنزلة الجلد فی الصحیح حتی لا یبیعه بما لا ینتفع بها الا بعد الاستهلاك ولو باعها بالدراهم لیتصدق. (ہندیہ ج ۵ ص ۳۰۱)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) ولا یبیع بالدراهم لینفق الدراهم علی نفسه وعاله۔ الی ولو باعها بالدراهم لیتصدق بها جاز۔ (هندیه ج:۵،ص:۳۰۱،رشیدیه)۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ فإن هم أطاعوا لك بذلك فأخبرهم أن الله قد افترض علیهم صدقة تؤخذ من أغنیائهم ترد علی فقرائهم۔ (الحدیث)۔ (صحیح البخاری ج:۱،ص:۲۰۳۔ یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند)۔

ولا یجوز أن یدفع الزکاة إلی ذمی۔ (هدایه ج:۱،ص:۲۰۵۔ مکتبه تهانوی دیوبند)۔

عن عون بن أبی جحیفة عن أبیه قال: بعث رسول الله۔ صلی الله علیه وسلم فینا ساعیاً۔ فأخذ الصدقة من أغنیائنا، فقسمها فی فقرائنا، وکنت غلاماً یتیماً فاعطانی منها قلوصاً۔ (المصنف لابن أبی شیبة ج:۶،ص:۵۷۴،المجلس العلمی)۔

ایک آنکھ ضائع شدہ بکرے کی قربانی کا حکم

سوال: زید نے قربانی کے لئے ایک بکرا خریدا کسی بچے نے پتھر کے ذریعہ اس کی ایک آنکھ ضائع کردی اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًاومصلیًا

صورت مسئولہ میں مالدار کے لئے اس کی قربانی جائز نہیں البتہ فقیر کے لئے جائز ہے۔ ولو اشتریٰ اضحیة وهی صحیحة العینین ثم اعورت عنده وهو موسر او قطعت اذنها کلها او الیتها او ذنبها او انکسرت رجلها فلم تستطع ان تمشی لا تجزی عنه وعلیه مکانها اخریٰ بخلاف الفقیر (ہندیہ ج ۵ ص ۲۹۹)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) ولو اشتری اضحیة وهی صحیحة العینین الی.... بخلاف الفقیر۔ (هندیه ج:۵، ص:۲۹۹، رشیدیه)۔

ولو اشتراها سلیمة ثم تعیبت یعیب مانع کما مر أی العمیاء والعوراء والعجفاء والعرجاء ومقطوع أکثر الأذن أو الذنب أو العین فعلیه إقامة غیرها مقامها إن کان غنیاً وإن کان فقیراً أجزأه ذلك۔ (شامی ج:۶ص:۳۲۵،سعید کراچی)۔

وهکذا فی (تبیین الحقائق ج:۶،ص:۶۔ امدادیه۔

ولا یضحی بالعمیاء والعوراء والعجفاء والعرجاء۔ (البحر الرائق ج:۸، ص:۱۷۶، سعید کراچی۔

عن عبید بن فیروز قال سألت البراء بن عازب..... فقال أربع لا تجوز فی الاضاحی العوراء بین عورها والمریضة بین مرضها الخ۔ (ابوداؤد ج:۲، ص:۳۸۷۔ مکتبہ بلال دیوبند)۔

رات میں قربانی کرنے کا حکم

سوال: رات میں قربانی کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًاومصلیًا

رات میں قربانی کرنا مکروہ تنزیہی ہے، افضل اور اولیٰ یہ ہے کہ دن میں قربانی کی جائے اور اگر اتنی روشنی کا انتظام ہو کہ ساری رگیں ظاہر ہوں تب مضائقہ نہیں، ویجوز الذبح فی لیالیها الا انه یکره لاحتمال الغلط فی ظلمة اللیل. (ہدایہ ج ۴ ص ۴۴۶)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) ویجوز الذبح فی لیالها الا انه یکره لاحتمال الغلط فی ظلمة اللیل۔ (هدایه ج:۴، ص:۴۴۶ فیصل دیوبند)۔

والمستحب أن یکون الذبح بالنهار (ہندیہ ج:۵ ص:۳۳۱) زکریا۔

ومقتضی ترك السنة..... کراهة التنزیه مع العمد والا فلا۔ (حاشیة الطحطاوی علی المراقی ص:۵۷) دار الکتاب۔

البحر الرائق ج:۸ ص:۳۲۲۔ زکریا۔

وہکذا فی الفتاویٰ التاتارخانیۃ ج:۱۷ ص:۴۲۰ زکریا۔

احسن الفتاویٰ۔ ج:۷ ص:۵۱۰۔ دارالاشاعت دہلی۔

فتاویٰ محمودیہ ج:۱۷ ص:۴۵۶۔ مکتبہ شیخ الاسلام دیوبند۔

ذبح کے بجائے بندوق سے ماردیا کیا حکم ہے؟

سوال: اگر بجائے ذبح کرنے کے بندوق کی گولی سے قربانی کے جانور کو ماردیا جائے تو قربانی صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامدًاومصلیًا

بندوق سے مارے ہوئے جانور کی قربانی درست نہیں ہے کیونکہ بندوق سے مارے ہوئے جانور کا بغیر ذبح کئے کھانا جائز نہیں ولا یو کل ما اصابه البندوقة فمات بها لانها تدق وتکسر ولا تجرح (ہدایہ ج ۴ ص ۵۱۲) (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (ہدایہ ج:۴ ص:۵۱۱۔ ۵۱۲۔ فیصل دیوبند)۔

ولا یحل صید البندوقیة والحجر والمعراض والعصار وما أشبه ذلك وإن حرق ذلك۔ (فتاویٰ قاضی خان ج:۳، ص:۲۴۹) دار الکتب العلمیة۔

ولا تأکل من البندوقة۔ (البحر الرائق ج:۸، ص:۲۲۶) سعید کراچی۔

وکذا فی التبیین الحقائق ج:۶، ص:۵۶۔ امدادیه ملتان۔

ولا یؤکل ما أصابته البندقة فمات بها۔ (هندیه ج:۵، ص:۴۲۵۔ رشیدیه)۔

دوسرے سے قربانی کرانے کا حکم

سوال: اگر قربانی کرنے والا اچھی طریقہ سے خود قربانی کرنا جانتا ہو پھر بھی دوسرے سے قربانی کرائے اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

اچھی طرح قربانی کرنے کی قدرت کے باوجود غیر سے قربانی کرانا خلافِ اولیٰ ہے۔ افضل یہ ہے کہ ایسا آدمی خود قربانی کرنے، والافضل ان یذبح اضحیته بیده ان کان یحسن الذبح. (ہندیہ(۱) ج ۵ ص ۳۰۰ ہکذا فی (۲) الہدایہ ج ۴ ص ۴۵۰)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) والا فضل ان يذبح اضحيته بيده ان كان يحسن الذبح. (هنديه ج:۵، ص:۳۰۰. رشيديه).

(۲) هدايه ج:۴، ص:۴۵۰. فيصل ديوبند.

وندب أن يذبح بيده إن علم ذلك، لأن الاولى فى القرب أن يتولاها الانسان بنفسه وإن أمر به غيره فلا يضر. (البحر الرائق ج:۸، ص:۱۷۹. سعيد كراچى).

وكذا فى تبيين الحقائق ج:۶، ص:۹۔ امداديہ ملتان۔

وأن يذبح بيده إن علم ذلك والا يعلمه شهدها بنفسه ويأمر غيره بالذبح كى لا يجعلها ميتة. (شامى ج:۶، ص:۳۲۸، كراچى).

ذبح کرتے وقت معاون نے بسم اللہ نہیں پڑھی کیا حکم ہے؟

سوال: اگر قربانی کرتے وقت شروع ہی میں ایک ایسے آدمی نے قربانی کرنے والے کی مدد کی یعنی چاقو پر ہاتھ رکھ کر زور دیا اور اس نے بسم اللہ نہیں پڑھا تو قربانی صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورت مسئولہ میں قربانی صحیح نہیں ہوگی کیونکہ قربانی کرنے کے وقت دونوں آدمی کا بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے رجل اراد ان يضحى فوضع صاحب الشاة يده على السكين مع يد القصاب حتى تعاون على الذبح قال الشيخ الامام يجب على كل واحد منهما التسمية حتى لو ترك التسمية احدهما لا يجوز (ہندیہ ج ۵ ص ۳۰۴)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) رجل أراد أن يضحى..... إلى حتى لو ترك التسمية احدهما لا يجوز. (هنديه ج:۵، ص:۳۰۴) رشيدية.

(۲) أراد التضحية فرضع يده مع يد القصاب فى الذبح وأعانه على الذبح سمى كل وجوباً، فلو تركها أحدهما أو ظن أن تسمية أحدهما تكفى حرمت. (شامى ج:۶، ص:۳۳۴. سعيد كراچى).

(۳) وإن ذبح الذابح وسمى صاحب الاضحية أو غيره لم يجز. (البحر الرائق ج:۸، ص:۱۶۹).

چھ سالہ بچہ کی طرف سے قربانی کا حکم

سوال: اگر کسی شخص نے اپنے چھ سالہ بچہ کی طرف سے قربانی کی تو قربانی صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

صورت مسئولہ میں بچے کی جانب سے قربانی درست ہو جائے گی وقال الحسن بن زياد في كتاب الاضحية ان كان اولاده صغارًا جاز عنه وعنهم جميعًا في قول ابي حنيفة وابي يوسف (ہندیہ ج ۵ ص ۳۰۲)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) (ہندیہ ج:۵،ص:۳۰۲) رشیدیہ۔

(۲) وإن كان للصغير مال يضحى عنه أبوه من ماله أو وصيه من ماله عند أبي حنيفة..... والأصح أنه يضحى من ماله ويأكل منه ما أمكن ويبتاع بما بقي ما ينتفع بعينه۔ (البحر الرائق ج:۸،ص:۱۷۴) سعيد كراچي۔

و كذا في تبيين الحقائق ج:۶،ص:۳،امداديه ملتان۔

و كذا في الهدايه ج:۴،ص:۴۴۴۔ فيصل ديوبند۔

وفي ظاهر الرواية۔ أنه يستحب ولا يجب۔ والفتوى عليه۔ (شامي ج:۶، ص:۳۱۵۔ كراچي۔

ایام قربانی میں صدقہ افضل ہے یا قربانی؟

سوال: ایام اضحیہ میں اپنے والدین کو ثواب پہونچانے کے لئے (جو انتقال کر چکے ہیں) قربانی کرنا افضل ہے یا کسی غریب کو پیسہ دینا افضل ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

ایام اضحیہ میں عند اللہ قربانی سے افضل کوئی چیز نہیں ہے لہٰذا میت کی جانب سے قربانی کرنا افضل ہوگا، والاضحية في ايامها افضل من التصدق بثمنها بزازية ج ۳ ص ۲۸۶)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) والتضحية في ايامها افضل من التصدق بثمنها۔ (هنديه ج:۵، ص:۲۹۵) رشيديه۔

والتضحية فيها أفضل من التصدق بثمنها لأنه تقع واجبة۔ (البحر الرائق ج:۸، ص:۱۷۶) سعيد كراچي۔

و كذا في الهدايه ج:۴،ص:۴۴۶۔ فيصل۔

من صام أو صلى أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الامرات والاحياء جاز۔ (الشامي ج:۳،ص:۱۵۲ زكريا)۔

عن علي رضي الله عنه قال: أمرني رسول الله ﷺ أن أضحى عنه فأنا أضحى عنه ابداً۔ (المسند لإمام أحمد رحمه الله ج:۱،ص:۳۰۸)۔ دار الكتب العلميه۔

بدھیا جانور کی قربانی کا حکم

سوال: خصی کا بدھیا ہونا قربانی کے لئے عیب ہے کہ نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

بدھیا خصی قربانی کے لئے افضل ہے یہ کوئی عیب نہیں ہے الخصي افضل من الفحل لانه اطيب لحمًا كذا في المحيط الفتاوىٰ الهندية(۱) ج ۵

ص۲۹۹) کتاب الاضحیۃ الباب الخامس

حضور پاک ﷺ سے بھی خصی (بدھیا) کی قربانی ثابت ہے اسی وجہ سے حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ بھی قربانی میں خصی (بدھیا) کی قربانی کو اولیٰ قرار دیتے ہیں، ویضحی بالجماء والخصی والثولاء (قوله والخصی) وعن الامام انه اولیٰ لان لحمه اطیب وقد صح انه علیه السلام ضحی بکبشین املحین موجوءین الی ان قال والموجوئة الخصی اه (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار (۲) ج ۴ ص ۱۶۴)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) (هندیه ج:۵، ص:۲۹۹)، رشیدیه۔

(۲) (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج:۴، ص: ۱۶۴)۔

ویضحی بالخصی، وعن أبی حنیفة رضی الله عنه هو أولی لأن لحمه اطیب وقد صح أنه علیه السلام۔ ضحی بکبشین املحین موجوئین المراد بالموجزا الخصی۔ (البحر الرائق ج:۸ ص:۱۷۶، سعید کراچی)۔

ویضحی بالجماء والخصی الخ۔ (در المختار ج:۹ ص: ۴۶۷) زکریا دیوبند۔

وکذا فی فتاویٰ محمودیہ ج:۱۷ ص:۳۴۰ زکریا دیوبند۔

الموسوعۃ الفقہیۃ ج:۱۹ ص:۱۲۵ الکویت۔

قربانی کے جانور کو کتے نے کاٹ لیا کیا حکم ہے؟

سوال: زید نے ایک بکرا قربانی کے لئے خریدا اور قربانی کے ایام سے تین دن قبل ایک کتے نے کاٹ لیا اور دو دانت لگنے کا اثر بھی ہے آیا اس کی قربانی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

ہر وہ عیب جو منفعت کو پورے طور پر زائل کردے خواہ وہ عیب قدیم ہو یا جدید یا جمال کو پورے طور پر زائل کردے کالجدعاء ای مقطوعۃ الانف مانع عن الاضحیہ ان عیوب کے ہوتے ہوئے یا ان جیسے عیوب کے پیدا ہوجانے کی وجہ سے اس جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔ ومن المشائخ من یذکر لهذا الفصل اصلًا ویقول کل عیب یزیل المنفعة علی الکمال او الجمال علی الکمال یمنع الاضحیة ومالا یکون بهذه الصفة لا یمنع الخ (عالمگیری ج ۵ ص ۲۹۹) (۱)

لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر کتے کے کاٹ لینے کی وجہ سے ایسا عیب پیدا ہوگیا جو مزیل منفعت ہو علی وجہ الکمال یا مزیل جمال ہو علی وجہ الکمال تو اس جانور کی قربانی جائز نہیں اور اگر مذکورہ بالا نقص اس کے اندر نہیں پیدا ہوا تو اس کی قربانی جائز ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) (ہندیہ ج:۵، ص:۲۹۹، رشیدیہ)۔

وما علّمتم من الجوارح مكلبين تعلّمونهنّ مما علمكم الله فكلوا مما أمسكن عليكم۔ (سورة المائدة)۔

ولو أضجعها ليذبحها في يوم النحر فاضطربت فانكسرت رجلها فذبحها أجزأته استحساناً۔ (البحر الرائق ج:۸ ص:۱۷۷، سعید کراچی)۔

والمستحب أن يكون سليماً عن العيوب الظاهرة۔ (شامی ج:۶ ص: ۳۲۳ سعید کراچی)۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ أربع لا تجوز في الأضاحي العوراء بين عورها۔ والمريضة بين مرضها، والعرجاء بين ظلعها والكسير التي لا تنقى، ونقل النووي ابن رشد الإجماع على أن هذه الأربع لا تجزى في الأضحية، وأجمعوا على أن ما كان أخف من هذه العيوب الأربعة لا يؤثر۔ (الموسوعة الفقهية ج:۳۱ ص:۱۱۱۔ ۱۱۲) الكويت۔

دونام میں سے ایک سے عقیقہ دوسرے سے نکاح کا حکم

سوال: میرا نام پہلے دوسرا تھا اور عقیقہ بھی پہلے نام سے ہوا تھا اور شادی بھی اسی نام سے ہوئی تھی لیکن کسی شیطانی غصہ سے وہ شادی بھی برقرار نہ رہی اور جب دوسری شادی ہوئی تو دوسرے نام سے نکاح ہوا اور عقیقہ بھی دوسرے نام سے ہوا اس بات کی ہم کو بہت زیادہ پریشانی ہے کہ کہیں اسلامی حقوق کے خلاف نہ ہو برائے مہربانی اس مسئلہ کو ضرور حل کریں۔ آپ کا بہت بہت شکر گذار رہوں گا۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

جب آپ کے دونام ہیں تو اگر ایک نام سے عقیقہ اور دوسرے نام سے نکاح ہوا تو اس میں کوئی حرج نہیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ کا نکاح بھی صحیح ہے۔ اور عقیقہ بھی صحیح ہوگیا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

معطی کا نام و پتہ معلوم نہ ہو تو کیا کرے

سوال: جس بیگ میں روپیہ تھا اس بیگ میں وہ فہرست بھی رکھی ہوئی تھی جن حضرات کی طرف سے قربانی کرانی تھی ان حضرات کا نہ نام معلوم ہے اور نہ ہی ان کا پتہ، مندرجہ بالا صورتوں میں اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

بمبئی کے مشہور اخبارات (مثلاً انقلاب وغیرہ) میں یہ اشتہار دیدیں کہ اس سال جن حضرات نے مدرسہ فرقانیہ گونڈہ کو قربانی کی رقم دی تھی وہ منشی عبدالقدوس صاحب کے سامان کے ساتھ فلاں جگہ سے غائب ہوگئی اس لئے ان حضرات کو اس اشتہار کے ذریعہ اطلاع دی

جارہی ہے کہ اپنی اپنی قربانی کا انتظام کرلیں اس لئے کہ ان حضرات کے ذمہ قربانی کا وجوب باقی ہے اور جس حلقہ سے زیادہ حضرات نے رقم دی تھی وہاں کی مسجد میں بھی اعلان کرادیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

حاجی اگر قربانی نہ کر سکا تو کیا کرے؟

سوال: زید حج کی فرائض کی ادائیگی سے فارغ ہوا لیکن مجمع کی زیادتی کی وجہ سے قربانی ادا نہ کر سکا اور نہ روزہ رکھنے کی طاقت ہے تو اب ایسی صورت میں کیا کرے جواب سے نوازیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

تحریر میں چونکہ اس کی تصریح نہیں ہے کہ حج کونسا تھا افراد یا قران یا تمتع اس لئے ہر ایک کا الگ الگ حکم لکھا جارہا ہے تاکہ اس کے مطابق عمل کرنے میں سہولت ہو۔

حج کی تین قسمیں ہیں: (۱) اِفراد۔ (۲) قران۔ (۳) تمتع۔

(۱) افراد یہ ہے کہ حاجی میقات سے صرف حج کا احرام باندھے عمرہ کو نیت میں شامل نہ کرے اس کا حکم یہ ہے کہ حلق یا قصر سے پہلے رمی کے بعد قربانی کرنا اس کے لئے مستحب ہے اگر قربانی کرے تو ثواب ملے گا اور اگر قربانی نہیں کیا تو کوئی گناہ نہیں؟

(۲) قِران یہ ہے کہ میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھے اس صورت میں قارن پر رمی کے بعد حلق سے پہلے ایک دم (دم قران) واجب ہے دم قران کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کو حرم ہی میں ذبح کیا جائے حرم کے علاوہ اگر ذبح کیا تو ادا نہ ہوگا۔ نیز اگر کوئی دم پر قادر نہ ہو تو یہ بھی جائز ہے کہ دس روزے رکھے لیکن اس میں بھی یہ شرط ہے کہ تین روزے دسویں تاریخ سے پہلے رکھے اور اگر نویں تاریخ گزرگئی اور ۳/ روزے نہیں رکھ سکا تو اب روزہ کافی نہیں بلکہ دم ہی دینا ہوگا۔ (۱) دم قران (۲) ذبح سے پہلے حلال ہونے کا۔ اور اگر ایام نحر کے بعد ذبح کیا تو

ایک اور دم ایام نحر سے مؤخر کرنے کا لازم ہوگیا۔ گویا کہ اب ۳؍دم دینے ہوں گے۔

(۳) تمتع یہ ہے کہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھا جائے اور ایام حج میں عمرہ سے فارغ ہو کر حلال ہو جائے اور جب حج کا وقت آئے تو پھر حج کا احرام باندھ کر حج کرے اس صورت میں بھی دم واجب ہے اور باقی ساری تفصیل وہی ہے جو ابھی قران میں گزر چکی ہے لہٰذا اگر آپ نے حج افراد کیا ہے تو اس میں چونکہ قربانی واجب ہی نہیں تھی اس لئے دم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اگر قران یا تمتع کیا ہے تو اس صورت میں آپ کے ذمہ لازم ہے کہ ۳؍ دم کا پیسہ کسی کے ذریعہ مکہ بھجوائیں جو آپ کی طرف سے جانور خرید کر حرم میں ذبح کردے۔ (معلم الحجاج ص:۲۳۰ و ۲۳۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

بدھیا اور کان وغیرہ کٹے ہوئے جانور کی قربانی کا حکم

سوال: کیا قربانی کے لئے جانور کے ہر عضو کا درست ہونا لازم ہے اگر جانور کا کان کٹا ہو یا دم کٹی ہو یا سینگ ٹوٹی ہو تو کیا اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔

بدھیا کئے ہوئے جانور کی قربانی جائز ہے اگر ہے تو کیسے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا

بدھیا کرنے سے جانور میں عیب پیدا نہیں ہوتا بلکہ حسن پیدا ہوتا ہے اس طور پر کہ اس کی وجہ سے گوشت لذیذ ہو جاتا ہے اس لئے اس کی قربانی جائز ہی نہیں بلکہ افضل ہے۔ جیسا کہ فقہاء حضرات نے اس کی تصریح کی ہے اور کان کا کٹنا سینگ کا ٹوٹنا عیب ہے اس لئے اس کی قربانی سے فقہا منع فرماتے ہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

(۱) الخصي أفضل من الفحل لأنه اطيب لحماً۔ (هنديه ج:۵، ص:۲۹۹) رشيديه۔

ويضحي بالجماء والخصي الخ۔ (در المختار ج:۹، ص:۴۶۷) زكريا ديوبند۔

و كذا في البحر الرائق ج:۸، ص:۱۷۶، سعيد كراچی۔

الموسوعة الفقهية ج:۱۹، ص:۱۲۵۔ الكويت۔

و كذا في فتاویٰ محمودیه ج:۱۷، ص:۳۴۰۔ مكتبة شيخ الاسلام ديوبند۔

(۲) وتجزئ الجماء وهي التي لا قرن لها خلقة..... ثم قال مكسورة القرن.....

فإن بلغ الكسر المشاش، لا تجزيه، والمشاش رؤس العظام مثل الركبتين والمرفقين۔ (بدائع الصنائع ج:۴، ص:۲۱۶۔ زكريا ديوبند)۔

ولا تجزئ متطوعة الأذن والذنب ولا التي ذهب اكثر اذنها وذنبها وان بقي أكثر الأذن والذنب جاز۔ (المختصر القدوري ص:۲۲۹ ياسر نديم ديوبند)۔

و كذا في البحر الرائق ج:۸ ص:۱۷۶۔ سعيد كراچی۔

چرم قربانی کی رقم، بغیر تملیک کے استعمال کی ایک صورت

سوال: صدر مدرسہ نے مدرسہ کے کسی حصہ کو مثلاً چھت یا دیوار کو چرم قربانی کے پیسے سے بنوادیا اور صدر صاحب کو یہ پتہ نہ تھا کہ چرم قربانی کے پیسے سے مدرسہ کا کوئی حصہ نہیں بنایا جاسکتا اور انہوں نے چرم قربانی کے پیسے سے بغیر تملیک کرائے ہوئے مدرسہ کی چھت بنوادی یہ مدرسہ کو پتہ چلا کہ بغیر تملیک کرائے ہوئے نہیں بنوانا چاہئے تو اب واضح طور پر بیان فرمائیں کہ کیا صورت ہوگی اس چھت کے تملیک کی۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا

تعمیر میں جتنی رقم لگائی گئی ہے اس کا ضمان صدر پر واجب ہے وہ اتنی رقم مدرسہ میں داخل کرے اس کے ساتھ توبہ اور استغفار کرے اور مدرسہ والوں کو چاہئے کہ ایسے صدر کو معطل کردے، جو اتنا موٹا مسئلہ نہ جانتا ہو وہ مدرسہ کی صدارت کا قطعاً اہل نہیں ہے۔ یا پھر اس

انداز کے تصرفات پر مکمل اہلِ مدرسہ پابندی عائد کر دیں۔

دیہات میں نماز عید سے پہلے قربانی کا حکم

سوال: ''برنگی'' والے عیدین کی نماز ''مانی کلاں'' میں ادا کرتے ہیں تو کیا نماز سے قبل برنگی میں قربانی ہوسکتی ہے؟

اور اگر بارش وغیرہ کی وجہ سے ''برنگی'' ہی میں نماز پڑھی گئی تو اس صورت میں نماز سے قبل قربانی ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

(۱) جائز ہے اس لئے کہ ''برنگی'' والوں پر نماز عیدین واجب نہیں اور جہاں نماز عید الاضحیٰ واجب نہیں وہاں صبح صادق کے بعد قربانی کی جاسکتی ہے کما فی (۱) الهندية۔

(۲) ''برنگی'' والے برنگی ہی میں نماز پڑھیں تب بھی نماز سے قبل قربانی کی جاسکتی ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؒ

التعليق والتخريج

وذبيح غيره أي غير أهل المصر يجوز لهوذبحها بعد طلوع الفجر قبل أن يصلى الامام صلاة العيد. (تبيين الحقائق ج:٦،ص:٤) امداديه ملتان.

(١) والوقت المستحب للتضحية فى حق أهل السواد بعد طلوع الشمس وفى حق أهل المصر بعد الخطبة. (هنديه ج:٥،ص:٢٩٥،رشيديه).

(٣) وبعد طلوع فجر يوم النحران ذبح فى غيره. أى غير أهل المصر. وتحته فى الشامية. فأما اهل السواد والقرى والرباطات عندنا. يجوز لهم التضحية بعد طلوع الفجر. (ردالمختار مع الشامى ج:٦،ص:٣١٨،سعيد كراچى).

ويجوز لأهل القرى والبادية أن يذبحوا بعد صلاة الفجر قبل أن يصلى الامام

صلاة العيد. (البحر الرائق ج:٨،ص:١٧٥،سعيد كراچى).

(٥) وفى فتاوىٰ محموديه ج:١٧،ص:٤٥٠. مكتبه شيخ الاسلام ديوبند.

قربانی کے لئے خریدا ہوا جانور ایام اضحیہ میں ذبح نہیں ہوا، اب کیا حکم ہے؟

سوال: زید نے قربانی کا جانور خریدا لیکن ایام اضحیہ میں اسے ذبح نہیں کرسکا، اب اس کا کیا کیا جائے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

اس جانور کا زندہ تصدق واجب ہے لہٰذا زید کو چاہئے کہ کسی غریب مستحق کو وہ جانور دیدے۔ (کمافی الہندیۃ: ۵/۲۹۶) (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؒ

التعليق والتخريج

(١) يعتبر آخر ايام النحر فى الفقر والغنى والموت والولادة لو اشترى شاة للاضحية عن نفسه أو عن ولده فلم يضح حتى مضت أيام النحر كان عليه أن يتصدق بذلك الشاة أو بقيمتها. (هنديه ج:٥،ص:٢٩٦،رشيدية).

وتصدق بقيمتها غنى شراها .... إلى كالفقير بلا خلاف بيّن اصحابنا رحمهم الله تعالىٰ. (الشامى ج:٥،ص:٢٠٤،مكتبه نعمانيه ديوبند).

إذا اشترى اضحية فأوجبها ثم باعها ولم يضح ببدلها حتى مضى أيام النحر تصدق بقيمته التى باع، فإن لم يبع حتى مضت ايام النحر تصدق بها حيه، فإن ذبحها و تصدق بلحمها جاز. (الفتاوىٰ التاتارخانيه ج:١٧ ص:٤٢٣. زكريا

دیوبند)۔

ولو ترك الاضحية ومضت ايامها تصدق بها حيّةً۔ (الدر المختار ج:۲، ص:۲۳۲) دار الكتاب ديوبند۔

(۵) البحرالرائق ج:۸ ص:۱۷۶ سعید کراچی۔

قربانی کا گوشت کیسے تقسیم کیا جائے

سوال: قربانی کا گوشت کس طرح سے استعمال کیا جائے اس کا خلاصہ حدیث یا کوئی سند کے ساتھ لکھا جائے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

بہتر یہ ہے کہ گوشت کو تین حصوں پر تقسیم کر دیا جائے (۱) اپنے لئے (۲) اعزہ واقرباء ورشتہ داروں کے لئے (۳) غرباء کے لئے خواہ اپنا کنبہ اور اپنے گھر کے افراد کم ہوں یا زیادہ لیکن یہ تقسیم واجب نہیں کہ اگر کسی نے نہیں کیا تو وہ گنہگار ہوگا بلکہ مسنون ہے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

والأفضل أن يتصدق بالثلث ويتخذ الثلث ضيافة لأقربائه وأصدقائه ويدخر الثلث، ويستحب أن يأكل منها، ولم حبس الكل نفسه جاز لأن القربة في الإراقة والتصدق باللحم تطوع۔ (شامي ج:۶، ص:۳۲۸، سعيد كراچی)۔

وکذا فی الہندیہ ج:۵ ص:۳۰۰ رشیدیہ۔

بدائع الصنائع ج:۴ ص:۲۲۴ زکریا دیوبند۔

الموسوعۃ الفقہیۃ ج:۵ ص:۱۰۲ الکویت۔

فتاویٰ محمودیہ ج:۱۷ ص:۴۲۸ مکتبہ شیخ الاسلام دیوبند۔

میت کے نام پر قربانی کرنے کا طریقہ

سوال: جس آدمی کا انتقال ہوگیا ہو تو اس کے نام کی قربانی کس طریقہ سے کی جاسکتی ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

مردہ کی طرف سے قربانی جائز ہے خواہ اسی کی نیت سے جانور خرید کر ذبح کرے یا اپنی طرف سے قربانی کرکے اس کا ثواب مردہ کو پہنچادے کہ یا اللہ یہ قربانی جو میں نے کی ہے اس کا ثواب فلاں کی روح کو پہونچادے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ كان إذا أراد أن يضحي اشترى كبشين عظيمين سمينين أقرنين أملحين موجوءين فذبح أحدهما عن أمته لمن شهد لله بالتوحيد وشهد له بالبلاغ وذبح الآخر عن محمد و عن آل محمد ﷺ۔ (سنن ابن ماجه ص:۲۲۵۔ ۲۲۶۔ یاسر ندیم دیوبند)۔

لأن الموت لا يمنع التقرب عن الميت بدليل أنه يجوز ان يتصدق عنه ويحج عنه وقد صح أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ضحى بكبشين أحدهما عن نفسه والآخر عمن لم يذبح من أمته وان كان منهم من قدمات قبل أن يذبح۔ (شامي ج:۶، ص:۳۲۶۔ سعيد كراچی۔

سئل عمن يضحي عن الميت قال يضح به كما يضح بأضحيته يريد به أنه يتنال من لحمه كما يتناول من لحم وأضحيته، فقيل له أتصير عن الميت قال: الاجر للميت، والملك للمضحي، وبه قال سلمة وابن مقاتل وأبو مطيع۔ (تاتارخانيه ج:۱۷ ص:۴۴۴) زكريا۔

ہدایہ ج:۴ ص:۴۴۹ اشرفی دیوبند۔

ایک سال سے کم بکرے کی قربانی کا حکم

محترم مفتی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: عرض ہے کہ گذشتہ سال بقرعید کے دس دن بعد کا پیدا ہوا ایک خصی میرے پاس اپنا پروردہ ہے جو ماشاء اللہ اچھا خاصہ تندرست ہے ایسی نسل کا ہے کہ جسامت کے اعتبار سے بہت لمبا چوڑا تو نہیں ہے، مگر جتنا اپنی نسل کے مطابق ہے کافی اچھا گول مول ہے، پیدا ہوتے ہی قربانی کی نیت اس کی ہوگئی تھی، گو عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ ایک سال سے کم کا خصی عمر کم ہونے سے قربانی کے لئے جائز نہیں ہماری خواہش ہے اور گھر کی یہی خواہش ہے کہ اسے اسی سال اگر شرعی گنجائش ہو تو قربانی کر دی جاوے، اکثر اتنا تیار خصی چربی زیادہ ہو جانے سے زیادہ دن زندہ نہیں رہ پاتا اور پیشاب رک جانے کے سبب مر جانے کا اندیشہ شب وروز بنا رہتا ہے جبکہ اس کے بچت کے لئے نمک وغیرہ کا استعمال کرایا جا رہا ہے پھر بھی مطلق اطمینان نہیں ہے، کیا حکم شرعی خصی کے لئے ہے برائے کرم مطلع فرما کر مشکور فرمادیں خصی کی قربانی کے لئے شرعی مدت کیا ہے کیا مندرجہ بالا حالات میں ہم اپنے خصی کی قربانی اس سال کر سکتے ہیں یا اس کے عوض اس سے بڑا خصی کی اور قیمت ملا کر حاصل کر کے کی جاوے یا اسی خصی کو آئندہ سال تک پال کر قربانی کی جاوے جو شرعاً ضروری ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکرمی: زید کرمکم

ایک سال سے کم عمر والے بکرے کی قربانی درست نہیں اور یہ کمی چاہے ایک ہی دن کی کیوں نہ ہو اور آپ کے پاس جو بکرا ہے اس میں دس یوم کی کمی ہے لہٰذا اس سال اس کی قربانی درست نہیں، اب آئندہ سال کا انتظار کریں اور دوا وغیرہ کے ذریعہ حفاظت کرتے رہیں۔

”وتقدير هذه الاسنان بما قلنا يمنع النقصان ولا يمنع الزيادة

حتى لو ضحى أقل من ذلك شيئًا لا يجوز الخ“ (الفتاوى الهندية: ۵/ ۲۹۷)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

(۱) الفتاوىٰ الهندية ص: ۳۴۳ ج: ۵۔ زكريا۔

وأمّا سنه فلا يجوز شيئ، مما ذكرنا من الإبل والبقرو والغنم من الأضحية إلا الثنى من كل جنس إلا الجذع من الضأن خاصة إذا كان عظيما، لماروى عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: ضحوا بالتنايا إلا أن يعز على أحدكم فيذبح الجذع فى الضأن۔ (بدائع الصنائع ص: ۲۰۵ ج: ۴)

وصح الثنى فصاماً مه الثلاثة، والتى هو ابن خمس مه الإبل وحولين من البقر والجاموس وحول من الشاة والمعز والمتول بين الأهلى۔ (شامی ص: ۳۲۲ ج: ۶ سعید)۔

(۴) والثنى من الغنم الذى تم له سنة وطعن فى الثانية۔ (الفتاوىٰ التاتارخانيه ص: ۴۲۵ ج: ۱۷۔ زكريا)۔

(۵) عن نافع أن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما كان يقول: فى الضحا ياوالبدن التنى فما فوقه۔ المؤطا لإمام مالك، كتاب الحج باب النمل فى الهدى حين يساور ۱۴۸ المكتبة الأشرفية ديوبند)۔

قربانی کے گوشت کا حکم

سوال: قربانی کرنے والا اگر قربانی جس کے گھر میں ہوئی ہے اس کے گھر گوشت بھیج سکتا ہے یا نہیں؟ جس کے گھر قربانی ہوئی ہے وہ گوشت کسی کا نہ لیتا ہے یہ کہہ کر واپس کر دیتا ہے کہ میرے گھر قربانی ہوئی ہے تو سوال یہ ہے کہ یہ کیا گوشت ہی کے لئے قربانی کی جاتی ہے یہ بھی ایک قسم کا ہدیہ ہے واپس کرنے والا انسان خدا اور اس کے رسول کے نزدیک کیسا ہے میرا اصول تو یہ ہے کہ کہیں لیتا ہوں اور بعد میں دل چاہتا ہے تو اس کے گھر بھی بھیج دیتا ہوں ورنہ نہیں۔ قربانی

کرنے سے قبل بکری یا بھیڑ یا خصی یا جو جانور قربانی کیا جاتا ہے اس کو لوگ نہلاتے ہیں یہ کیسا ہے؟ پڑواوغیرہ تو ہم نے نہلاتے نہیں دیکھا ہے شریعت سے ثابت ہے یا نہیں؟

اگر غریب آدمی اور امیر آدمی قربانی کے لئے جانور رکھا اور وہ ایسا بیمار پڑ گیا اس کو ذبح کر کے کھایا گیا اور فروخت بھی کر دیا گیا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

کیا شریعت سے اس کا حکم ہے چونکہ لوگ اعتراض کر رہے ہیں کہ اس میں عیب ہو گیا ہے اور اگر اس کے خواہش کو روکنا ہے قربانی کرنے میں ایسے جانور کے بارے میں آدمی بحث مباحثہ کرتے ہیں کہ جس طرح انسان کو ایسا کرنے میں گناہ ہوتا ہے لیکن جانور کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

آپ اچھا کرتے ہیں، واپس نہیں کرنا چاہئے اس میں دل شکنی ہوتی ہے خواہ قربانی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، اگر قربانی ہوئی ہے جس کی وجہ سے گوشت کی فراوانی ہے تو ہدیہ قبول کرے اور خود کسی ضرورت مند کو دیدے۔(۱)

یہ رسم ہے، غلط قسم کے اعتقاد کی وجہ سے خاص طور پر دیہات کی عورتیں قربانی سے پہلے ضرور نہلاتی ہیں یہ بے اصل بات ہے نہلانا ضروری نہیں۔

اس کی جگہ پر امیر کے لئے دوسرے جانور کی قربانی ضروری ہے۔

جائز ہی نہیں بلکہ افضل ہے حضرات فقہاء نے اس کو افضل قرار دیا ہے، بدھیا انسان میں عیب ہے جانور میں نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) وللمضحى أن يهب كل ذلك أو يتصدق به أو هدية لغني أو فقير مسلم أو كافر۔
(اعلاء السنن ج:۱۷ ص:۲۶۲، المكتبة الامدادية مكة المكرمة)۔
ہندیہ ج:۵ ص:۳۰۰ رشیدیہ۔

قربانی کس جانور کی افضل ہے؟

سوال: جو جانور گھر پال کر قربانی کی جائے یا جو وقت سے چند روز قبل لیکر قربانی کر دی جائے یا خصی اور بکری یا بھیڑ کی قربانی کا ثواب زیادہ ہے یا پڑواوغیرہ کر دینے کا ثواب وہی ملتا ہے جو ان جانوروں میں ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا

دونوں صورت جائز ہیں، پال کر قربانی کریں چاہے چند روز قبل خرید کر البتہ پال کر قربانی کرنے میں اس کو اچھا کھانا پینا دیکر موٹا تازہ کرنے کا موقعہ رہتا ہے جو کہ مطلوب ہے۔ (فتاوی ہندیہ:۵/۳۰۰)(۱)

اگر گوشت کے مقدار اور قیمت میں دونوں برابر ہوں تو وہ جانور افضل ہے جس کا گوشت عمدہ اچھا ہو اور اگر قیمت میں فرق ہو تو وہ جانور افضل ہے جس کی قیمت زیادہ ہو۔(عالمگیری: ۵/۲۱۹)(۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) إختلف المشائخ: أن البدنة أفضل أم الشاة والواحدة؟ قال بعضهم: إن كانت قيمة الشاة أكثر من قيمة البدنه فالشاة أفضل: لأنه الشاة كلها فرض، والبدنة سبعها فرض، والباقي يكون فضلاً۔ (الفتاویٰ الهندية ص:۳۴۵ ج:۵، زكريا)۔

والشاة أفضل من سبع البقرة إذا اسقويا في القيمة واللحم، لأن لحم اليشاة أفضل إن كانت الشاة أكثر من قيمة البدنة فالشاة أفضل۔ (هنديه)۔

في العتابية: وكان الأستاذ يقول: بأن الشاه السمنية العظيمة التي تساوى

البقرة قيمة وكما أفضل من البقر، لأن جميع الشاة يقع فرضاً بلا خلاف، واختلوا فى البقرة، قال بعض العلماء: يقع سبعها فرضا، والباقى تطوع. (الفتاویٰ التاتارخانیه ص:۴۳۳ ج:۱۷، زکریا).

(۳) عن أبي الأسود السلمي عنه أبيه عنه جده قال: كنت بأبع سبعة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى سفر، فأدركنا الأضحى فأمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فجمع كل رجل درهماً، فاشترينا أضحية بسبعة دراهم، وقلنا: يارسول الله! لقد غلينا بها، فقال: إن أفضل الضحايا أغلاها وأسمنها، قال: ثم أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخذ رجل برجل ورجل برجل ورجل بيد، ورجل بيد، ورجل بقرن، ورجل بقرن، وذبح السابع، وكبروا عليها جميعاً. (المستدرك للحاكم ص:۲۵۷ ج:۴، دار الكتب العلمية).

دیہاتی شہر میں قربانی کب کرے؟

سوال: ایک شخص دیہات کا رہنے والا ہے اس نے قربانی کا جانور شہر میں خریدا اور شہر میں قربانی کروانا چاہتا ہے سوال یہ ہے کہ اس کی قربانی صبح صادق کے بعد ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

قربانی صبح صادق کے بعد نہیں ہو سکتی۔

’’فان كانت الاضحية فى المصر وصاحبها فى السواد فوكل رجلا ليضحى فى المصر فذبح الوكيل قبل صلوة العيد عندنا لا يجوز ويعتبر مكان المذبوح لا مكان المالك‘‘ (کما فی الخانیۃ: ۲/۳۴۵)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعليق والتخريج

(۱) عن أنس بن مالك رضى الله عنه قال: قال النبي ﷺ: من ذبح قبل الصلاة، فإنما يذبح لنفسه، ومن ذبح بعد الصلاة فقد تم نسكه، وأصاب سنة المسلمين. (صحيح البخاري ص:۸۳۲ ج:۲، ياسر نديم ديوبند).

(۱) (*الفتوىٰ الهندية بهامش الخانية ص: ۳۴۵ ج: ۳، رشيدية*).

ولا يذبح مصرى قبل الصلوٰة وذبح غيره: وذبح غيره: أى غير أهل المصر يجوز لهم ذبحها بعد طلوع الفجر أن يصلى الإمام صلوٰة العيد. (تبيين الحقائق ص:۴ ج:۷. مكتبه امداديه)

المعتبر فى ذلك مكان الأضحية، حتى لو كانت فى السواد والمضحى فى المصر يجوز كما انشق الفجر، فى العكس لا يجوز، الا بعد الصلوٰة. (البحر الرائق ص:۳۲۱ ج:۸، دار الكتب العلمية).

والصحيح قولنا لحديث من ذبح قبل الصلوٰة فليعد أضحيته، وقال: أول نسكها فى يومنا هذا الصلوٰة ثم الذبح، وليس لأهل القرى صلوٰة العيد فلا يثبت الترتيب فى حقهم. (بذل المجهود).

والمعتبر مكان الأضحية لا مكان من عليه: فلو كانت فى السواد والمضحى فى المصر جازت قبل الصلوٰة وفى العكس لم تجز. (الشامى ص:۳۱۸ ج:۶. کراچی).

قربانی کی کھال فروخت کر کے قصاب کو اجرت میں دینے کا حکم

سوال: قربانی کی کھال فروخت کر کے قصاب کو اجرت میں دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

قصاب کو اجرت میں نہیں دیا جا سکتا ہے بلکہ اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ ’’ولا أن يعطى أجر الجزار والذابح منها فان باع شيئا من ذلك لا ينفذ

ویتصدق بثمنہ عند ابی یوسف" (کمافی الفتاوی الہندیہ:۵/۳۰۱)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (الفتاویٰ الہندیہ ص:۳۴۸ ج:۵۔ زکریا)۔

ولا يعطى أجر الجزر منها: لأنه كبيع لأن كلا منهما معاوضة: لأنه إنما يعطى الجزر بمقابلة جزر، وابيع مكروه، فكذا مافى معناه. (الدر المختار مع الشامى ص:۳۲۸ ج:۶. كراچى).

عن على رضى الله عنه قال: أمرنى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أقوم على بدنه، وأن أتصدق بلحمها وجلودها وأجلتها، وأن لا أعطى الجزار منها، وقال: نحن نعطيه من عندنا. (صحيح مسلم؛ كتاب الحج، باب الصدقة بلحوم الهدية وجلودها وجلالها. ص:۴۲۳ ج:۱، فيصل ديوبند).

چرم قربانی کی قیمت کا حکم

سوال: قربانی کا چمڑا فروخت کرنے کے بعد اس کو مدرسہ یا مسجد کی تعمیر میں لگایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

نہیں لگایا جاسکتا۔ "فان بيع اللحم او الجلد به اى بمستهلك او بدراهم تصدق بثمنه" (کمافی الدرالمختار:۵/۲۰۹) (الدرالمختار ج:ص:۳۲۸۔ کراچی)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

انّما الصدقات للفقراء والمساكين التوبة:۶۰۔

عن أبي هريرة رضى لله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من باع جلد أضحيته فلا أضحية له. المستدرك للحاكم كتاب التفسير ص:۴۲۲ ج:۲. رقم:۳۴۶۸. دار الكتب العلمية.

ولو باع الجلد أو اللحم بالدراهم أو بما لا ينتفع به إلا بعد استهلاكه تصدق بثمنه. هدايه ج:۴ص:۴۵۰. تهانوى.

(۵) ويهب ماشاء للغنى والفقير..... ولو باعها بالدراهم ليتصدق بها جاز. (الفتاوىٰ الهندية ص:۳۴۶. ۳۴۷ ج:۵) زكريا.

قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دینے کا حکم

سوال: قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

غیر مسلم کو دیا جاسکتا ہے۔ "ويهب منها ما شاء للغنى والفقير والمسلم والذمى" (کمافی العالمگیریہ:۵/۳۰۰)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (الفتاویٰ الہندیہ ص:۳۴۶ ج:۵) زکریا۔

وللمضحى أن يهب كل ذلك أو يتصدق به أو يهديه لغنى أو فقير مسلم أو كافر. (اعلاء السنن ج:۱۷ ص:۲۶۲. المكتبة الامداديه). (۳) فتاویٰ محمودیہ ج:۱۷ ص:۴۳۴۔ مکتبہ شیخ الاسلام دیوبند۔ (۴) یجوز ان یطعم منہ الأضحیۃ کافراً۔ (اعلاء السنن)۔

قربانی کا گوشت شرکاء میں کس طرح تقسیم کرے؟

سوال: قربانی کا گوشت وزن کر کے شرکاء میں تقسیم کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

وزن کر کے تقسیم کرنا ضروری ہے۔ ”ویقسم اللحم بالوزن“ (کما فی الفتاوی الہندیہ:۵/۳۰۶)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) (الفتاویٰ الہندیۃ ص:۳۵۲ ج:۵۔ زکریا جدید)۔

ویقسم اللحم وزنا لا جزافاً۔ (الدر المختار ص:۳۱۷ ج:۶۔ کراچی)۔

وأدادوا أن يقسموا اللحم بينهم إن اقتسموها وزنا يجوز، وإن اقتسموا جزافاً إن جعلوا مع اللحم شيئًا من السقط نحو الرأس ولأ كارع يجوز، وإن لم يجعلوا لا يجوز. (الفتاویٰ الهندية ص:۴۵۵ ج:۱۷، زکریا جدید).

ويقسم لحمها أي جاز على الشركة فيقسم اللحم وزناً بين الشركاء لأنّه موزون ل جزافاً لأنّ في القسمة معنى التمليك، فلا يجوز جزافاً عند وجود الجنس والوزن. (مجمع الأنهر ص:۱۶۸ ج:۴۔ فقیہ الامت دیوبند)۔

قربانی کے لئے خریدی ہوئی بکری کے دودھ کا حکم

سوال: ایک شخص نے قربانی کے لئے بکری خریدی اور وہ بکری دودھ دینے والی ہے سوال یہ ہے کہ یہ شخص قربانی کی نیت سے اس کو خرید چکا ہے تو اس کے دودھ کو نکال کر خود استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

استعمال کرنا جائز نہیں ہے اس کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔

”ولو حلب اللبن من الاضحية قبل الذبح يتصدق ولا ينتفع بها“ (کما فی الخانیہ:۱/۳۵۴)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) خانیہ ج:۳ ص:۲۴۹۔ زکریا۔

ويكره له أن يحلب الأضحية ويجز صوفها قبل الذبح، وينتفع به، فإن فعل ذلك تصدور بها۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ ص:۴۳۹ ج:۱۷) زکریا۔

عورت اپنے سے قربانی کرسکتی ہے یا نہیں؟

سوال: ایک عورت ہے جو خود قربانی کرسکتی ہے، قوی اور تندرست ہے ایسی صورت میں وہ خود قربانی کرے یا دوسرے سے کرا سکتی ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا

اگر قربانی کرنے پر قادر ہے تو اپنے ہاتھ سے قربانی کرسکتی ہے بشرطیکہ پردہ وغیرہ کا انتظام ہو۔ ”أو أمرأة او صبيا يعقل التسمية والذبح ويقدر“ (کما فی الدر المختار:۵/۱۸۹)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) عن ابن كعب بن مالك عن أبيه رضی الله عنه أن المرأة ذبحت شاة بحجر، فسئل النبی صلی الله علیه وسلم عن ذلك فأمر بأكلها. (صحيح البخاری ص:۸۲۷ ج:۲) ياسر نديم ديوبند.

(۱) ولو الذابح مجنوناً أو امرأة أو صبياً يعقل التسميه والذبح ويقدر. (الدر المختار ص:۴۳۰ ج:۹). زكريا.

وتحل ذبيحة مسلم و كتبى زميٍّ أو حربيٍّ ولو أمرة أو صبيًّا أو مجنونا يعقلان. (مجمع الأنهر ص:۱۵۳ ج:۴) فقيه الأمت ديوبند.

(۴) حل ذبيحه مسلم و كتابی وصبی وامرأة. (كنز الدقائق ص:۴۱۶ كتب خانه رشيديه دهلی).

وندب أن يذبح بيده ان علم ذلك. (الدر المختار ص:۳۲۸ ج:۶. كراچی).

المستحب هو أن يذبح أضحية بيده إن كان يحسن الذبح. (البناية ص:۶۰ ج:۱۲) دار الكتب العلمية بيروت.

قربانی کے گوشت کو سوکھا کر رکھنے کا حکم

سوال: قربانی کے گوشت کو سال بھر سوکھا رکھنا اور اس کو استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

درست ہے۔ ”ویاکل من لحم الاضحیة ویؤکل غنیًا ویدخر لقوله علیه الصلاة والسلام کلو واطعموا وادخروا“ (کمافی الدر المختار: ۵/۴۸)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) درمختار مع الشامی ج:۵ ص:۲۰۸۔ مکتبہ نعمانیہ دیوبند۔

درمختار مع الشامی ج:۶ ص:۳۲۸۔ کراچی۔

عن سلمة بن الأكوع. قال قال النبی صلی الله علیه وسلم. من ضحی منكم فلا يصبحن بعد ثلاثة وبقی فی بيته منه شئی فلما كان العام المقبل قالوا يا رسول الله نفعل كما فعلنا العام الماضی قال كلوا وأطعموا وادخروا اعم. (بخاری شريف ج:۲، ص۸۳۵ ياسر نديم، مسلم شريف ج:۲، ص:۱۵۹ ياسر نديم).

وله أن يدخر الكل لنفسه فوق ثلاثه ايام. (هنديه ج:۵، ص:۳۰۰. رشيديه).

بدائع الصنائع ج:۴، ص:۲۲۴. زكريا.

ويأكل من لحم الأضحية ويوكل ويدخر. (البحر الرائق ج:۸، ص:۱۷۸ سعيد کراچی).

فتاوی محمودیه ج:۱۷، ص:۴۴۰. مکتبه شیخ الالام دیوبند.

رات میں قربانی کرنے کا حکم

سوال: رات میں قربانی کے جانور کو ذبح کرنا جبکہ اس جگہ روشنی کا انتظام ہے جبکہ اس کی ساری رگیں نظر آرہی ہے درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

رات میں قربانی کرنے کو فقہاء کرام نے مکروہ تنزیہی لکھا ہے غلطی کے احتمال کی وجہ سے لیکن اس زمانہ میں جس جگہ اچھی روشنی کا انتظام ہو اس مقام پر رات میں قربانی کرنا جائز ہے بلا کراہت غلطی کے احتمال نہ ہونے کی وجہ سے۔

”وکرہ تنزیہا الذبح لیلا لاحتمال الغلط“ (کمافی الدر المختار: ۵/۲۰۳)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعلیق والتخریج

(۱) و کره تنزیها الذبح لیلاً لاحتمال الغلط۔ (الدر المختار)۔ ج:۹ص:۴۶۳۔ زکریا۔

والمستحب أن یکون الذبح بالنهار۔ (الهندیة ص:۳۳۱ ج:۵۔ زکریا)۔

ومقتضى ترك السنة..... کراهة التزیه مع لعمد والا فلا۔ (حاشیة الطحطاوی على المراقی ص:۵۷۰۔ دار الکتاب دیوبند۔

ویجوز الذبح فی لیا لیها إلا أنه یکره لاحتمال الغلط فی الظلمة البحر الرائق ص:۳۲۲ ج:۸)۔ زکریا۔

والمستحب ذبها بالنهار دون اللیل۔ لأنه أمکن لإستفاء العروف۔ (الهندیة ص:۳۴۱ ج:۵) زکریا۔

وہکذا فی الفتاویٰ التاتارخانیہ ص:۴۲۰ ج:۱۷۔زکریا۔

وکرہ الذبح لیلاً ص:۴۶۳ ج:۹۔زکریا شامی۔

احسن الفتاویٰ ص:۵۱۰ ج:۷۔دارالاشاعت دہلی۔

فتاویٰ محمودیہ ص:۴۵۷ ج:۱۷،مکتبہ شیخ الاسلام دیوبند۔

جانور کی کھال کب اتاری جائے؟

سوال: جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال کا اتارنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

مکروہ ہے۔"وکرہ کل تعذیب بلا فائدة مثل قطع الرأس والسلخ قبل ان تبرد أی تسکن عن الاضطراب" (کمافی الدرالمختار:۵/۱۸۸)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

عن ابن عباس رضی الله عنهما نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عنه الذبیحة أن تفرس قبل أن تموت۔ (السنن الکبری للبیهقی)۔

(۱) (الدرالمختار ص:۲۹۶ ج:۶، کراچی)۔

ویکره سلخ الجلد بعد الذبح قبل أن تبرد۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ ص:۳۹۷ ج:۱۷) زکریا۔

ثم فی حالة القدرة إذا قطع الحلقوم والمرئ والودجین فقد أتم الذکاة۔ (الفتاویٰ التاتارخانیه ص:۳۹۲ ج:۱۷) زکریا۔

والحاصل أن کل مافیه زیادہ ألم لا یحتاج إلیه فی الذکاة مکروه۔ (الفتاویٰ الهندیه ص:۳۳۲ ج:۵) زکریا۔

نابالغ پر قربانی کے وجوب کا حکم

سوال: دس سال کا ایک بچہ صاحب نصاب ہے اس پر قربانی واجب ہوگی یا نہیں؟ اگر واجب ہے تو خود قربانی کرے یا اس کا باپ یا بھائی اس کی طرف سے قربانی کرے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

قربانی واجب ہوگی اور صغیر کی جانب سے اس کا بھائی باپ وصی کرسکتا ہے۔

"وأما البلوغ والعقل فلیسا بشرط حتی لو کان للصغیر مال یضحی عنه أبوه أو وصیه من ماله" (کمافی الفتاوی الهندیہ:۵/۲۹۲)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) (الفتاویٰ الهندیہ ص:۳۳۶ ج:۵) زکریا۔

عن ابن عمر أنه کان لایضحی عن حبل، ولکن کان یضحی عنه عن ولده الصفار

والکبار۔ (مصنف عبد الرزاق ص:۳۸۰ ج:۴، برقم: ۸۱۳۶)

وأما البلوغ والعقل فليسا من شرائط الوجوب فی قول أبي حنيفة وأبي يوسف، وعند محمد وزفر هما من شرائط الوجوب حتى تجب الأضحية فی مال الصبي والمجنون إذا كانا موسرين عند أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله حتى لو ضحى الأب أو الصبي من مالهما لا يضمن عندهما۔ (البدائع الصنائع ص:۱۹۷ ج:۴) زکریا۔

(۴) ويضحي عن ولده الصغير من ماله صححه فی الهدايه۔ (شامی ص:۳۱۶ ج:۶، کراچی)

صاحب نصاب بالغ اولاد کی طرف سے قربانی کا حکم

سوال: بالغ لڑکے اور بیوی جوخود صاحب نصاب ہے ان کی طرف سے باپ یا شوہر پر قربانی واجب ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

نہیں۔ ”وليس على الرجل أن يضحي عن اولاده الكبار وامرأته الا باذنهم“ (کما فی الخانیہ:۳/۳۴۵)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

(۱) فتاویٰ الہندیہ ص:۳۴۵ ج:۳۔رشیدیہ۔

ولو ضحى عن أولاده الكبار وزوجته لا يجوز الا بإذنهم۔ (شامی ص:۳۱۵ ج:۶۔ کراچی)۔

وليس على الرجل أن يضحي عن أولاده الكبار، وامرأته إلا بإذنهم۔ (الفتاوىٰ التاتارخانيه ص:۴۰۵ ج:۱۷)۔

دوتہائی سے زائد کسی حصہ کے کٹنے کا حکم

سوال: ایک جانور ہے جس کا دوتہائی سے زیادہ کوئی حصہ کٹا ہوا ہے اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا

قول صحیح یہ ہے کہ اگر ثلث یا ثلث سے کم ہو تو قربانی درست ہے اور اگر ثلث کی مقدار سے زیادہ ہے تو قربانی درست نہیں۔

والصحيح أن الثلث وما دونه قليل وما زاد عليه كثير وعليه الفتوى (کما فی الشامی:۵/۳۰۶)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمیؔ

التعليق والتخريج

شامی ج:۵/ص:۲۰۶۔مکتبہ نعمانیہ دیوبند۔

شامی ج:۶/ص:۳۲۴۔سعید کراچی۔

ہندیہ ج:۵/ص:۲۹۸۔رشیدیہ۔

وعن ابی حنيفة رحمه الله أن الثلث إذا ذهب وبقي الثلثان۔ يجوز وإن ذهب أكثر من الثلث لا يجوز۔ لأن الثلث تنفذ فيه الوصية من غير إجازة الورثة فاعتبر قليلا وفيما زاد لا ينفذ إلا برضاهم: فاعتبر كثيراً۔ (البحر الرائق ج:۸ ص:۱۷۷۔ سعيد)۔

(۲) أنه إن كان ذهب الثلث أو أقل جاز، وإن كان أكثر من الثلث لا يجوز۔ (بدائع الصنائع ج:۴، ص:۲۱۵۔ زكريا)۔

قربانی کا خریدا ہوا جانور مر گیا اب کیا حکم ہے؟

سوال: زید مالدار اور صاحب ثروت ہے اس کے لئے اس کے وکیل نے قربانی کا جانور خریدا سوء اتفاق جانور یک بیک مرگیا، اس کی قربانی نہیں ہوسکی اب زید کے ذمہ قربانی کا بدل عائد ہوگا یا نہیں؟ دلائل شرع کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

قربانی واجب ہونے کے بعد قربانی نہ کرنے کی صورت میں قربانی کی قضا ضروری ہے لہٰذا صورت مسئولہ میں زید کے ذمہ لازم ہے کہ اس کی وسط قیمت صدقہ کرے۔

”ومنها أنها تقضى اذا فاتت عن وقتها ثم قضاؤها قد يكون بالتصدق بعين الشأة حية وقد يكون بالتصدق بقيمة الشاة الخ“ (فتاویٰ ہندیہ: ۵/ ۲۹۴) (۱)

الجواب صحیح — فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بندہ محمد حنیف غفرلہ — حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) فتاویٰ ہندیہ ج:۵ ص:۳۳۹ زکریا۔

ولو ضلت فليس عليه أن يشتري أخرى مكانها وإن كان غنيًا وافعليه أن يشتري أخرى فكانها. (البحر الرائق ص:۱۷۵ ج:۸) کراچی۔

إذا اشترى شاة للأضحية وهو موسر ثم إنها ماتت أو سرقت أو ضلت فى ايّام النحر أنه يجب عليه أن يضحى بشاة أخرى. (بدائع الصنائع ص:۱۹۹ ج:۴) زکریا۔

(۲) وإذا مات المشتراة للتضحية على الموسر مكانها أخرى، ولا شيئ على الفقير ولو ضلت أو سرقت. (الفتاویٰ التاتارخانیہ ص:۴۵۸ ج:۱۷، زکریا)۔

قربانی کے جانور کو بیچ کر پیسہ استعمال کرنا کیسا ہے؟

سوال: زید نے قربانی کا ایک جانور پالا تھا وہ کسی مرض میں مبتلا ہوگیا جس کی وجہ سے وہ جانور ذبح کردیا اور ذبح کرنے کے بعد اس نے ڈیڑھ سو روپئے میں فروخت کردیا، اب اس روپیہ کا کیا حکم ہے؟ کہاں جائز ہے؟ مزید اس جانور کے عوض میں دوسرا جانور قربانی کرنا ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

ایسی صورت میں اس روپئے کے بارے میں مالک کو اختیار ہے چاہے اپنی ضرورت میں صرف کرے یا جائز مصارف میں سے کسی مصرف کے اندر استعمال کرے، چونکہ صرف جانور کو قربانی کے لئے پالنے سے بعینہ اس جانور کی قربانی واجب نہیں ہوتی، البتہ اس قربانی کے جانور کو بلا ضرورت و بلا وجہ اپنی ضروریات میں استعمال کرنا مکروہ ہے، لیکن اگر ضرورت پیش آئے مثلاً بیمار ہوجائے یا عیب دار ہوجائے تو بلا کراہت اس جانور کو اپنی ضرورت میں لاسکتے ہیں، بعینہ یا بیچ کر، لیکن اگر وہ غنی ہے تو قربانی کے ایام میں اس جانور کی جگہ دوسرے جانور کی قربانی کرنا لازم ہے۔(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) إذا ماتت المشتراة للتضحية على موسر تجب مكانها أخرى، ولا شيئ على الفقير. (مجمع الانهر ج:۴، ص:۱۷۳ مكتبه فقيه الامة ديوبند)۔

ولو اشتراها سليمة ثم تعيبت بعيب مانع فعليه إقامة غيرها مقامها إن كان غنياً وإن كان فقيراً اجزأه ذلك. (شامی ج:۶، ص:۳۲۵) سعید کراچی۔

قربانی میں عقیقہ کا حکم

سوال: قربانی کے جانور میں عقیقہ کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کرسکتے ہیں تو مدلل جواب تحریر فرمائیں، نوازش ہوگی۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

قربانی کے جانور میں عقیقہ درست ہے۔ کمافی الدر

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی

التعلیق والتخریج

(۱) إن الجهات وإن اختلفت صورة فهي في المعنى واحد. لأن المقصود من الكل التقرب إلى الله عن شانه. (بدائع الصنائع ج:۴، ص:۲۰۹، کریادیوبند).

ولو نوى بعض الشركاء الأضحية: وبعضهم هدى المتعة وبعضهم هدى القران، وبعضهم جزاء الصيد، وبعضهم دم العقيقة جاز عن الكل..... لأن كل واحد متقرب إلى الله تعالىٰ. (الفتاوىٰ التاتارخانيه ج:۱۷، ص:۴۵۲، زکریادیوبند).

(۱) وشمل مالو كانت القربة واجبة على الكل أو البعض انفقت جهاتها أولا: كأضحية وإحصار وجزاء صيد وحلق ومتعة وقران.... لأن المقصود من الكل القربة: وكذا لو أراد بعضهم العقيقة عن ولد. (شامی ج:۶، ص:۳۲۶۔ سعید کراچی)۔

وکذا فی امداد الفتاویٰ ج:۳، ص:۵۳۲۔ زکریا۔

فتاویٰ دارالعلوم ج:۱۵، ص:۵۵۴۔ مکتبہ دارالعلوم دیوبند۔

نام بدلنے پر عقیقہ مکرر کرنا کیسا ہے؟

سوال: محترم مفتی صاحب! بعد سلام مسنون کے معلوم ہو کہ:
میں نے اپنے لڑکے کا نام دس سال پہلے محمد زاہد رکھ کر عقیقہ کردیا تھا۔ اس وقت لڑکے کو نام محمد ساجد پسند ہے۔ گھر میں اور لوگوں کی بھی رائے یہی ہے کہ نام محمد ساجد رکھا جائے، تو کیا پھر سے عقیقہ محمد ساجد کے نام سے درست ہے؟ محمد ساجد کے نام سے عقد شادی ہونے کے بعد عقیقہ کروادیا جائے تو کیا درست ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

ایک مرتبہ جب عقیقہ کردیا گیا تو سنیت ادا ہوگئی اب دوبارہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ فضول ثابت ہوگا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی



حبیب الامت، عارف باللہ حضرت مولانا

مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم

کی تصنیفات وعلمی خدمات ایک نظر میں

حبیب الفتاویٰ اول
حبیب الفتاویٰ دوم
حبیب الفتاویٰ سوم
حبیب الفتاویٰ چہارم
حبیب الفتاویٰ پنجم
حبیب الفتاویٰ ششم
حبیب الفتاویٰ ہفتم
حبیب الفتاویٰ ہشتم
تحقیقات فقہیہ جلد اول
رسائل حبیب جلد اول
رسائل حبیب جلد دوم
صدائے بلبل (اشرف التقاریر) جلد اول
احب الکلام فی مسئلۃ السلام
مبادیات حدیث
نیل الفرقدین فی المصافحہ بالیدین
التوسل بسید الرسل
المساعی المشکورۃ فی الدعاء بعد المکتوبۃ
احکام یوم الشک
جذب القلوب

تحفۃ السالکین
نوٹ کی شرعی حیثیت
والدین کا پیغام زوجین کے نام
تصوف وصوفیاء اوران کا نظام تعلیم وتربیت
حضرات صوفیاء اوران کا نظام باطن
حبیب العلوم شرح سلم العلوم
حضرت حبیب الامت کی علمی، دینی خدمات کی ایک جھلک
قدوۃ السالکین
درود وسلام کا مقبول وظیفہ
التوضیح الضروری شرح القدوری
خطبات حبیب
مقالات حبیب
برکات قرآن
علماء وقائدین کے لئے اعتدال کی ضرورت
مسلم معاشرہ کی تباہ کاریاں
جمع الفوائد شرح شرح عقائد
جہاں روشنی کی کمی ملی وہیں اک چراغ جلا دیا